

النبي الأكرم

سيرت خير البشر صلى الله عليه وآله وسلم



مؤلف: علامہ عبد الرحمن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ
مصحح: مفتی محمد علیم الدین نقشبندی



مکتبہ مجددات سلطانیہ

سٹاک ہولن • دہلی • جہلم

النبي الطاهر

(صلى الله عليه وسلم)

سيرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



مؤلف: علامہ عبد الرحمن ابن جوزی ^{رحمۃ اللہ علیہ}
مترجم: مفتی محمد علیم الدین نقشبندی



مکتبہ مجددیہ سلطانپور

ملک پلازہ ، دینہ ، جہلم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں



نام کتاب	النبی الاطهر صلی اللہ علیہ وسلم
مؤلف	علامہ عبدالرحمن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ و تفسیر	محمد علیم الدین نقشبندی
تقدیم	سید عبدالرحمن بخاری ریسرچ آفیسر قائد اعظم لائبریری لاہور
کتبیت	مشاق احمد مجددی
طابع	سہانہ الدین اصلاحی
مطبع	شرکت پرنٹنگ پریس
	۴۴۔ نسبت روڈ۔ لاہور
بار اول	فروری ۱۹۸۹ء
تعداد	ایک ہزار ایک صد
قیمت	

ناشر (مکتبہ مجددیہ سلطانیہ ملک پلازہ دینہ جہلم)

ملنے کا پتہ

اُمّہ چلی کیشنز

اُمّہ سنٹر - ۴ - اے - دربار مارکیٹ لاہور

عربی ناشر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے
 اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ، مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَاَلَا
 دَعَالِہٖ اَوْ مَتَعَلِمٌ۔ (ترمذی ابن ماجہ)

قد جہد، خبردار یاد رکھو دنیا ملعون ہے یہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے وہ ملعون ہے
 ماسوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اس کے مشابہ (ذکر انبیاء و صلحاء) اور پسندیدہ چیزوں اور (علم کی تحصیل
 اشاعت میں مصروف) عالم اور متعلم کے

اس بے ثبات دھرتی پر انسان کے جناب آسالماتِ زیت اس امتحان کا آئینہ ہیں کہ
 انسان اس نعمتِ حیات کو آخرت کی دائمی سعادتوں کے حصول کا ذریعہ بناتا ہے یا اسے دنیا طلبی
 کی راہیگاں کو ششوں میں تلعن کر دیتا ہے۔ نبوت کی زبانِ حق ترجمان نے یہ باور کرادیا ہے کہ
 دنیا اور اس کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک پھر کے پر سے بھی زیادہ حقیر ہیں۔ لہذا
 دنیا میں انسان کی ہر سرگرمی لغو اور مردودِ بارگاہِ حق ٹھہرے گی۔ اگر وہ ذکر اللہ، ذکر صالحین
 یا ہم کے حصولِ اشاعت سے تعلق نہ رکھتی ہو کہ دنیا کی صرف یہی چار چیزیں اللہ تعالیٰ کے
 ہاں مقبول اور پسندیدہ ہیں۔ ایک بندہ مومن کو چاہیے کہ وہ شاہراہِ زیت پر ہر قدم اٹھانے
 سے پہلے مذکورہ ارشادِ نبوی کے معیار پر اسے پرکھ لیا کرے۔

زیرِ نظر کتاب کی تیاری اور اشاعت کا محرک یہی جذبہ و احساس رہا ہے کہ حضور
 رحمتِ عالم و عالیشان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ سے ایک مسلمان
 تعلق و وابستگی کو نہیں کی ہر سعادت سے بڑھ کر ہے اس لئے سیرت کے موضوع پر
 یا شائع کرنا حصولِ خیر و سعادت کا بہت بڑا ذریعہ ہے کہ یہی ذکر اللہ کی اعلیٰ ترین صورت

حصولِ قرب و محبت الہی کی یقینی ضمانت اور علم و عمل کی بلند ترین منزل جسے قرآن و سنت کے بیسیوں نصوص اس پر شاہد ہیں کہ محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی محبتِ خدا، اطاعتِ مصطفیٰ ہی اطاعتِ خدا اور ذکرِ مصطفیٰ ہی ذکرِ خدا ہے۔

حدیث قدسی ”اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيَ“ میں منشاءے ربانی کی توضیح کرتے ہوئے ابنِ عطا فرماتے ہیں جَعَلْتُ كَمَا اِلَّا يَمَانٍ بِذِكْرِي مَعَكَ وَجَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِّنْ ذِكْرِي فَسَمْنُ ذِكْرِكَ ذِكْرُنِي۔ یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر بنا دیا یعنی جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا نیز ارشادِ باری تعالیٰ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ کی تفسیر میں علامہ سیوطی جیسے جلیل القدر مفسر نے مجاہد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ بِمُحَمَّدٍ وَاصْحَابِهِ یعنی آیت کے منشاء میں یہ شامل ہے کہ محبوبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب گرامی کے ذکر سے دلوں کو تسکین ملتی ہے۔

ذکر تیرا ہے ہر اک کے لئے وجہ کون۔ یاد تیری ہی مدد ہے رسولِ عربی یہی باعث ہے کہ عالم میں جہاں بھی رنگ و بو کا نکھار ہے سب ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہار ہے۔

۵۔ اسی کے ذکر سے تاباں ہے رنگِ عالم امکان، بہر عنوان اسی نورِ ہدی کا ذکر ہوتا ہے اس وقت دنیا ئے انسانیت جس فکری انتشار، عملی انحطاط اور روحانی کرب و اضطراب کا شکار ہے اس کا مداوا صرف اور صرف حضورِ فخرِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتالِ حیات اور سیرتِ طیبہ کے ایمان آفریں اور یقین افروز مطالعہ ہی میں مضمر ہے اور پیشِ نظر کتاب کی اشاعت کا مقصد اور آرزو بھی یہی ہے کہ ہر مسلمان کا دل محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو جائے اور اس کی زندگی اس پاکیزہ سیرت کے سانچہ میں ڈھل جائے۔

ہو جائے تیری یاد میں یہ زندگی تمام دل میں ہو اتنا ذکر بسوں پر ہو تیرا نام

فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۶۴	اُم المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	۷	تقدیم
۶۴	اُم المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	۳۵	ولادت مبارکہ
۶۵	اُم المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا	۳۶	نسب شریف
۶۵	اُم المؤمنین حضرت صفیہ بنت حمی رضی اللہ عنہا	۴۲	اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۶۶	اُم المؤمنین حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا	۴۵	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دادیاں
۶۶	اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	۵۰	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نانیاں
۶۷	اُن عورتوں کا ذکر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں لیکن اُن سے نکاح نہ فرمایا	۵۲	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی مائیں
۶۷	اُن عورتوں کا ذکر جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام دیا لیکن نکاح کی نوبت نہ آئی اور جنہوں نے اپنا آپ رسول کریم کو ہرجہ کر دیا	۵۴	فصل
۶۷	وہ عورتیں جو آپ پر نکاح کے لئے پیش ہوئیں لیکن آپ نے انکار کر دیا	۵۶	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا
۶۷	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باندیاں	۵۹	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مچھو پھیاں
۶۸	تعداد ازواج مطہرات اور اُن کی ترتیب	۶۰	ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن
۸۰	ازواج مطہرات جو وصال نبوی کے وقت حیات تھیں	۶۰	اُم المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
		۶۱	اُم المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ
		۶۱	اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
		۶۲	اُم المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر خطاب رضی اللہ عنہا
		۶۳	اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا
		۶۳	اُم المؤمنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱۲۳	سالِ رابع - سالِ خامس - سالِ سادس	۸۱	اولادِ پاک
۱۲۵	سالِ سابع	۸۱	فرزندانِ کرام
۱۲۶	سالِ ثامن	۸۳	بناتِ طہیات
۱۲۸	سالِ تاسع	۸۸	غلام
۱۳۰	سالِ عاشر	۹۷	باندیاں
۱۳۱	غزوات و سرایا	۹۹	خدام
۱۶۸	مؤذنین	۱۰۵	نبی کریم کی سواریاں
۱۶۹	کاتب	۱۰۵	گھوڑے
۱۶۱	جلاد	۱۰۷	اُونٹنی - خچر
۱۷۳	محافظ	۱۰۸	دراز گوش
۱۷۵	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ صحابہ کرام	۱۰۹	غلام
۱۷۷	وصال شریف	۱۱۳	لوندیاں
۱۷۸	شمر کائے غسل مبارک	۱۱۴	سناٹ
۱۷۹	قبرِ انور میں اتارنے والے	۱۱۵	شیردار اُونٹنیاں
۱۸۰	عمر مبارک	۱۱۶	تلواریں - کمانیں
۱۸۱	نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء	۱۱۷	نیرے - ڈھالیں
۱۸۱	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۱۸	زیر ہیں
۱۸۱	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۱۱۹	ہجرت
۱۸۱	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	۱۲۲	ہجرت نبوی کے بعد وقوع پذیر مشہور واقعات
۱۸۲	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۱۲۲	سالِ اول - سالِ ثانی
۱۸۲	حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما	۱۲۳	سالِ ثالث

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تقدیم

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین

خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ۔ اما بعد !

اگرچہ مغرب کی یک رخ تہذیب اور مادی نظریہ حیات کے زیر اثر انسان کے وجود اور حقیقت کے بارے میں ہمارے تصورات مضحک ہو چکے ہیں لیکن پھر بھی یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل اور ناقابل تردید ہے کہ انسان صرف ظاہری جسم (PHYSICAL BODY) کا نام نہیں بلکہ اس میں جسم کے علاوہ اور اس سے اہم تر ایک اور شے بھی موجود ہے جسے انڈوئے قرآن روح (SOUL) اور نفسیات کی اصطلاح میں ذات یا شخصیت (PERSONALITY) کہتے ہیں۔ اقبال نے اسی کو انا، ایگو (EGO) یا خودی سے بھی تعبیر کیا ہے۔

نقطہ نور سے کہ نام او خودیست در وجود ما شرار زندگی است

کائنات کے ذرے ذرے کی طرح جسم و روح کا یہ مجموعہ اشرف المخلوقات انسان بھی قدرت کے عالمگیر قانون نشوونما کے تحت ہمہ جہتی ارتقاء اور بالیدگی کا محتاج ہے۔ جسم و ذات کا مکمل، فطری اور ہم آہنگ ارتقاء اس کا مطلوب ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جسمانی نشوونما کی نسبت باطنی شخصیت کی تکمیل زیادہ ضروری ہے کیونکہ انسان کی اصل حقیقت اُس کی ذات یا خودی ہے۔ جبکہ عنصری توانائی ذات کا تابع اور خدمت گزار ہے جس نے ذات کے اظہار، نشوونما اور تکمیل مقاصد کے لئے اپنی تمام جبلتوں سمیت خودی سے وجود پایا ہے۔

پکیر ہستی ز آثارِ خودیست ہر چہ می بینی ز اثرِ خودیست

اور ۵

قالب از ماہست شدنے ما ازو ساغراذے مست شدنے سے ازو
اس لئے زندگی کا حقیقی مقصد انسانی ذات یا خودی کی نشوونما و تکمیل ہے جسم کی
پرورش اور نمو جو میکانیکی طور پر ہوتی رہتی ہے محض ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔ اوسپنسکی
کہتا ہے :-

”انسانی ارتقاء کا مفہوم ہے ان قومی و ممکنات (یعنی شخصیتِ انسانی) کا نشوونما
پاناجن میں میکانیکی طور پر بالیدگی نہیں ہوتی صرف اسی نیچ کی بالیدگی، صرف اسی انداز
کی نشوونما انسان کا حقیقی ارتقاء کہلا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی چیز کو
انسانی ارتقاء نہیں کہا جاسکتا“ ۱
ایک اور مغربی مفکر جوڈ لکھتا ہے :-

”انسانی ذات ہی ہے انسان کی تکمیل ہوتی ہے کیونکہ وہ انسان کے تمام اجزاء کو اپنے
اندرونی طور پر اور ان کے مجموعہ سے کچھ الگ اور زیادہ ہوتی ہے“ ۲
پس یہ طے پا گیا کہ انسانی شخصیت کی نشوونما ہی درحقیقت مقصودِ زندگی ہے کیونکہ یہی
دنیا کی سب سے زیادہ خوبصورت، عزیز اور گراں قدر شے ہے۔ اسی پر دین و دنیا کی کامیابی
اور جسمانی و روحانی صحت کا دار و مدار ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی :
”اَلْاِنْسَانُ فِی الْجَسَدِ مُضَغٌّ اِذَا حَلَحَتْ صَلَمَ الْجَسَدِ مُلْكٌ وَاِذَا فُسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ“ ۳
اور ”مَنْ اَصْلَحَ جَوَانِبَهُ اَصْلَحَ اللهُ بَرَايَتَهُ“ ۴ یعنی جس نے اپنے باطن کو سنوار لیا اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کو سنوار دیا۔

۱ DUSPENSKY : IN SEARCH OF THE MIRACULOUS, P. 56

۲

۳ بحوالہ انسان نے کیا سوچا ؟ ص ۹۶

۴ ابن خباری : الجامع الصالح، باب الایمان -

کامدعا بھی یہی ہے کہ انسان کی ذات و شخصیت جسے نفس، قلب اور روح سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، کی تربیت اور تعمیر و تہذیب ہی سے انسانی زندگی تکمیل پاتی ہے۔ ذات سنور جائے تو وجود کا ہر پہلو نکھر جاتا ہے اور جب تک انسانی ذات کی گہرائیوں میں انقلاب نہ آئے ظاہری زندگی میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی۔ بقول اقبال :

”زندگی میں اپنے حوالی میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں کر سکتی جب تک کہ پہلے اس کی اندرونی گہرائیوں میں انقلاب پیدا نہ ہو اور کوئی نئی دنیا خارجی وجود اختیار نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کا وجود انسان کے خمیر میں مشکل نہ ہو“۔^۱

الغرض انسان کے اندر زندگی کا مرکز خودی یا ذات و شخصیت ہے جس کی تعمیر و تربیت اور نشو و نما ہی غایت حیات ہے اور ظاہر ہے کہ عالم اسباب میں جس طرح انسانی جسم کی نشو و نما کے لئے خوراک کی ضرورت ہے اس طرح ذات انسانی کی نمو اور بالیدگی کا انحصار روحانی اقدار (SPIRITUAL VALUES) پر ہے جن کا مجموعہ دین سے تعبیر ہے۔ پھر یہی نہیں کہ انسانی شخصیت اور سیرت و کردار کی تعمیر کا موثر ترین ذریعہ مذہب ہے۔ بلکہ اگر قدرتِ نظر سے دیکھا جائے تو خود دین کی غایت و منشاء ہی انفرادی اور سماجی شخصیت کی نشو و نما قرار پاتی ہے۔ اقبال ہی کے الفاظ میں :

”مذہب کی اصل غایت یہ ہے کہ زندگی کی سطح کو بتدریج بلند کرنے کے لئے ایک مربوط اور متناسب عمرانی نظام قائم کیا جائے۔ مذہب سیرتِ انسانی کا ایک نیا اسلوب یا نمونہ پیدا کر کے اس شخص کے اثر کے لحاظ سے جو اس سیرت کا مظہر ہے اس نمونے کو دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے اور اس طور پر وہ ایک نئی دنیا کو نیست سے ہست کرتا ہے“۔^۲

درحقیقت انسانوں کی تعمیر شخصیت اور سیرت سازی ہی وہ ذریعہ ہے جس سے دین انہیں قرب خداوندی اور خلافت النبیہ کے ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے لئے تیار کرتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ دین کا بنیادی وظیفہ و کردار اور تمام انبیاء کرام کی بعثت کا اصل مقصود تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے ذریعے انسانی شخصیت کی تعمیر و تشکیل ہی رہا ہے اور یہی سبب ہے کہ تزکیہ کا عمل انسانی معاشرے کے کسی خاص گروہ یا طبقہ تک محدود نہیں بلکہ اس کا تعلق پورے معاشرے سے یکساں ہے اور دین میں اُس کی حیثیت بغجوائے ارشاد باری تعالیٰ :

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا قَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا

ہر شخص کے لئے ایک لازمی انفرادی ضرورت کی ہے۔ دینی سعادت اور اخروی نجات کا انحصار اسی تزکیہ نفس پر ہے جو بالفاظ دیگر انسانی شخصیت کی تعمیر و تہذیب سے عبارت ہے۔

تعمیر شخصیت کے لئے نمونہ عمل کی احتیاج | انسانی شخصیت کی نشوونما سیرت سازی کے دقیق نفسی عمل پر منحصر ہے جو ایک

خاص مزاج و اسلوب کے مطابق مسلسل تربیت اور تدریجی ارتقاء کے ذریعہ تکمیل پاتا ہے۔ تربیت و ارتقاء کے اس مسلسل عمل میں یوں تو بہت سے عوامل و ذرائع اپنا کردار ادا کرتے ہیں لیکن سیرت و کردار کے کسی بھی سانچے میں ڈھلنے کے لئے اور اوصاف و اخلاق کے کسی بھی معیار کے مطابق زندگی کو سنوارنے کی خاطر ایک محسوس انسانی نمونہ عمل کی ضرورت بدیہی طور پر مسلم ہے۔ ایک غیر تربیت یافتہ ذات کے لئے ناگزیر ہے کہ کوئی نشوونما یافتہ ذات بطور خارجی نمونہ کمال اس کے سامنے رہے۔ اگر انسان کے سامنے

اس قسم کا کوئی خارجی معیار نہ ہو تو وہ کبھی یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ اس کی ذات کی نشو و نما ہو رہی ہے یا نہیں؟ اور اگر ہو رہی ہے تو کس حد تک؟ انسان فطری طور پر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں محض زبانی تعلیم اور وعظ و تلقین کے مقابلہ میں کس پیکر محسوس کے اپنائے ہوئے اعمال و اخلاق کو تقلید و اتباع اور پیروی کے ذریعہ بہت جلد اختیار کر لیتا ہے۔ اسی لئے تعلیم و تربیت کے تمام ذرائع و اسالیب میں سب سے مؤثر ذریعہ ”تربیت بالقدودہ“ یعنی عملی نمونہ کے ذریعہ تربیت ہے اور یہی وجہ ہے کہ والدین اور اساتذہ کی تعلیم و تلقین سے زیادہ اولاد اور تلامذہ پر ان کی عملی سیرت و کردار کا اثر ہوتا ہے۔

بناء بریں یہ واضح ہے کہ انسان اپنی ذات کی نشو و نما اور عملی زندگی کی تشکیل و تعمیر میں ایک اعلیٰ معیار کمال اور پاکیزہ نمونہ سیرت کا محتاج ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آغاز انسانیت ہی سے ہدایت کے پیکر انبیاء کرام کی بعثت کا سلسلہ شروع فرمایا۔ کوئی دور اور زمانہ ایسا نہیں گزرا جب مختلف قوموں اور علاقوں کے لئے پیغمبر نہ بھیجے گئے ہوں اور قرآن کریم شاہد ہے کہ اس سارے سلسلہ بعثت و رسالت کا مقصود ہی یہ رہا کہ ہر دور اور ہر علاقہ میں انبیاء کرام انسانی زندگی کے تشکیل و تنظیم اور شخصیت و کردار کی تعمیر کے لئے اپنی پاکیزہ سیرت بطور نمونہ ہدایت پیش کریں اور دنیائے انسانیت ان کی پیروی کے ذریعہ دنیوی و اخروی سعادت کی منزلیں طے کر سکے۔ اگر صرف زبانی احکام و ہدایات اور لکھی ہوئی تعلیمات کے ذریعہ انسانی زندگی میں انقلاب برپا کیا جاسکتا تو بنی نوع انسان میں انبیاء کرام مبعوث کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ ہر شخص کو بلا واسطہ ہدایت زبانی سے نوازا دیا جاتا اور اس پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیدیا جاتا۔ لیکن یہ بات بدیہی طور پر ظاہر ہے کہ محض زبانی احکام و تعلیمات کے ذریعہ اور عملی نمونہ کمال کے بغیر مقصد ہدایت پائیہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ علم و ہدایت جب تک عمل و کردار کی صورت میں ڈھل کر سامنے نہ آئے اس کا صحیح فہم ممکن ہوتا ہے

دہنجا طبعین پر اس کے مطلوبہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ایک اسلامی روایت کے مطابق کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مبعوث فرمائے مگر تمام انبیاء میں سے صرف چار کو مستقل کتابیں اور بعض کو صحائف عطا فرمائے۔ ان کے علاوہ باقی سب انبیاء کو ہدایت ربانی وحی غیر متلو کے ذریعہ ہی دی گئی ان پر کوئی وحی متلو نازل نہ ہوئی جبکہ ہر نبی کی اُمت پر اپنے پیغمبر کی اطاعت و اتباع بفرمائی ارشاد باری تعالیٰ :

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ

”یعنی ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔“

بطور حق رسالت و حکم ایزدی فرض و لازم تھی۔ اسی لئے ہر نبی نے اپنی قوم کو خوب خدا اور اپنی اطاعت و پیروی کی دعوت دی جیسا کہ قرآن حکیم میں ہر نبی کی تلقین کے حوالہ سے ”فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا“ کے الفاظ دہرائے گئے ہیں۔ اس سے یہ واضح ہو گیا کہ دین کا اصل دار و مدار وحی متلو یا کسی کتاب و صحیفہ کے نازل ہونے پر نہیں ورنہ ہر نبی پر کتاب نازل کی جاتی اور ہر قوم کو ایک مقدس صحیفہ عطا کیا جاتا کیونکہ ہر قوم صاحب دین تھی بلکہ دین و شریعت کا اصل دار و مدار پیغمبر کی سیرت و سنت کی اتباع پر ہے کہ اتباع رسول ہی ایمان باللہ کی اساس اور تعمیر سیرت کی بنیاد ہے۔ پیغمبر کی سیرت و سنت ہی سے قوم کے ذہن و ذوق اور مزاج و شخصیت کی نمود ہوتی ہے اور قوم و ملت اپنے نبی کے اسوہ و سیرت کی آئینہ دار ہوا کرتی ہے۔ اسی لئے رب العزت نے دنیا کی کسی بھی قوم و ملت کو پیغمبر کی بعثت سے محروم نہیں رکھا کہ پیغمبر کے بغیر دین کا قیام، ملت کی تعمیر اور معاشرہ کی اٹھان ممکن نہیں۔ چنانچہ فرمایا :

”يُكَلِّ قَوْمٍ هَادٍ“ اور ”اِنَّ مِنْ اُمَّةٍ اِنْ خَلَا فِيْهَا فَنَدُّوْا“

قرن ہا قرن کے تسلسل پر محیط یہ نظام بعثت و رسالت دراصل اسی حقیقت و غایت کی تکمیل کے منشا ہے ربانی کا عکاس ہے کہ نوع انسانی کو ہمیشہ تعمیر شخصیت اور تشکیل زندگی کے لئے ایک خارجی معیار ہدایت، ایک محسوس نمونہ عمل اور ایک فعال معلم و مربی درکار ہے۔

منبع ہدایت و دائمی نمونہ عمل مسیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم | انسانی شخصیت اور سماج کی تعمیر و تشکیل کا جو ربانی

منہاج سلسلہ بعثت و ارشاد کے ذریعہ نوع انسانی کو تدریجی ارتقاء کے ساتھ دیا جاتا رہا وہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر آکر منتہائے کمال کو پہنچ گیا۔ آپ پر غایت تخلیق عالم اور غایت نبوت و رسالت نقطہ کمال کو پہنچ کر دونوں غایتیں ختم ہو گئیں۔ کہ نبوت و رسالت اپنی ابتدا سے جن اوصاف کو لے کر شروع ہوئی اور جس حد پر آکر رُک کر اس دوران جتنے بھی شئوں و کمالات انبیاء کرام کو ملے وہ سب کے سب حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اس طرح جمع ہو گئے کہ پہلے کسی میں اس طرح جمع ہوئے نہ آئندہ ایسا ہونا متصور ہے۔ اب بشریت کے دائرہ میں علمی و عملی کوئی مرتبہ باقی نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو حاصل ہو سکے۔ کیونکہ بقول شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

عبدالحق محدث دہلویؒ ۵

ہر درجہ کہ بود در امکان بروست ختم ہر نعمتی کہ داشت خدا شد برو تمام
بناء بریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شریفہ کے بعد انسانیت کے لئے امن
کل الوجوہ ہدایت و سعادت اور فلاح و نجات کا راستہ ہمیشہ کے لئے آپ کی سیرت
طیبہ اور اسوہ حسنہ کی اتباع میں منحصر ہو کر رہ گیا ہے۔ آپ کی سیرت آفاق کی سب صحتوں
پر حاوی اور وقت کے لامتناہی تسلسل پر محیط ہے۔

۵ کوئین میں وہ ایک ہی رہبر ہے کہ جس کی تابانی نقش کف پاسب کیلئے ہے
ازل سے تابہ ابد تو محیط دوراں ہے طلب وقت کو دور سردی بجھ سے

آپ کی ذات قیامت تک کے لئے منبع ہدایت اور سرچشمہ فکر و عمل ہے۔ اب رہتی
دنیا تک جس کو جو کچھ ملے گا اسی بہد فیض سے ملے گا۔ انفرادی و اجتماعی شخصیت کی نشوونما
اور تربیت ذات کا ہر اسلوب اسی مرکز نبوت سے مستفاد ہو گا اور قرب الہی کی نادیہ منزلوں
پر جادہ پیمانی کا قدم اول بھی اسی نقش پا کی اتباع میں اٹھے گا اور حاصل منزل بھی
اسی درگاہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی باریابی ہوگی کہ بقول سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی :

”مخلوق پر خدا تک رسائی کے سب راستے بند ہیں بجز راہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے“

شخص اس راہِ ہدایت پر چلے گا وہ یقیناً قرب باری تعالیٰ کی منازل رفیعہ سے ہمکنار ہو گا۔“

اور جو کوئی اس صراطِ مستقیم سے ذرا بھی ہٹ کر وصالِ باری کی تئار کھے وہ ہمیشہ کفر و ضلالت
کی وادی تیرہ میں سرگرداں رہے گا اور کبھی منزل مقصود سے ہمکنار نہ ہو سکے گا کہ خود خالق
انفس و آفاق نے اس حقیقت کو اپنے ارشادِ گرامی :

”وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْوَسِيلَةِ لَا يَأْتِ الْوَسِيلَةَ وَمَنْ يَأْتِ الْوَسِيلَةَ يَأْتِ الْوَسِيلَةَ وَمَنْ يَأْتِ الْوَسِيلَةَ يَأْتِ الْوَسِيلَةَ“

اور ”وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ“

اور دیگر سینکڑوں آیاتِ کریمہ کے ذریعہ عالم آشکار کر دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی محبت و اتباع کے بغیر راہِ حیات میں اٹھنے والا ہر قدم گمراہی کی تیرہ و تار منزلوں کی
طرف ہی بڑھتا ہے کہ ۵

محمدؐ غری کا بروئے ہر دوسرا ست کے کہ خاکِ درش نیست خاکِ بر سراو
شاید اسی کا نام ہے توہینِ جستجو منزل کی ہوتلاش ترے نقش پا کے بعد

دور بین و حقیقت شناس نگاہوں سے دیکھا جائے تو آذیانِ عالم میں اسلام کا مابہ الامتیاز اور مدارِ حقانیت ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہی قرار پاتی ہے کہ آپ کی تصدیق معیارِ ایمان، آپ کی محبت اساسِ دین اور آپ کی اتباع حاصلِ زلیست ہے۔ ہمارے نظامِ فکر و عمل کی روح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے، کہ اگر ایک شخص توحیدِ باری تعالیٰ، تمام عقائد و نظریات اور تعلیماتِ الہیہ پر یقین رکھتا ہو اور جملہ احکام و اخلاقِ اسلامی پر بھی عمل پیرا ہو لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اعتقاد و اذعان سے محروم ہو تو وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا کیونکہ اشاعرہ، ماترید یہ اور معتزلہ سبھی کے نزدیک بالاتفاق ایمان کی تعریف یہ ہے کہ :-

الْإِيمَانُ هُوَ التَّصَدُّيقُ بِمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی ایمان دراصل منجبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر وثوق و اعتماد اور اطاعت و انقیاد کی اس آخری منزل کا نام ہے جہاں طلبِ دلائل کے بغیر صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے حوالے سے اور آپ کے اعتماد پر تمام دیدہ و نادیدہ حقائق اور جملہ اعتقادات، عملیات اور اخلاقیات اسلامیہ کی قلبی و عملی تصدیق کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال و افعال کو محض جذبہ و فاداری کی بنیاد پر قبول کر لینا ہی طبعی اقتضاء اور سرورِ خاطر محسوس ہو۔ بات اس حد تک واضح ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے بغیر معتبر نہیں کہ اسلام میں خدا کو صرف یکتا ماننا ہی مطلوب نہیں بلکہ اسے ربِّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت میں ماننا درکار ہے جیسا کہ حضرت مجتہد الف ثانیؒ نے تصریح کی ہے :-

”من خدائے عزوجل را برائے آن دوست می دارم کہ آن رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم است“

بقول ظفر علی خان ۷

بجز حُبِّ محمد کامل ایمان ہو نہیں سکتا صرف خدا کو ماننے والا مسلمان ہو نہیں سکتا

الغرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے اپنی نسبتِ محبت و اطاعت کو استوار کئے بغیر دین و ایمان کی محکم پناہ گاہ میں داخل ہونا ممکن نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہٴ عظمیٰ کے بغیر کسی بھی چیز کو جاننے یا پانے کی کوشش و اندر و کرنا مجراتِ رائیگاں کے سوا کچھ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو ٹوک انداز سے واضح کاف کر دیا ہے کہ :-
 ”مَا تَأْكُمُ الرَّسُولُ فَخُذْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا“

”یعنی جو کچھ تمہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دیں اسے لے لو اور جس چیز سے روک دیں اس سے باز رہو۔“

اس ارشاد باری تعالیٰ میں لطیف اشارہ پنہاں ہے کہ توحید و آخرت سمیت تمام عقائد اور جملہ احکام و اشیاء پر ایمان صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اور آپ پر وثوق و اعتماد کی بنیاد پر ہی مقبول ہے۔ آپ سے ہٹ کر ایمان و عمل کا کوئی تصور اندر وئے اسلام پیدا نہیں ہوتا اس لئے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ جو کچھ تمہیں خدا نے عطا فرمایا ہے اسے لے لو اور جس چیز سے خدا نے روکا ہے اس سے رک جاؤ، بلکہ اس منع و عطا کی نسبت صراحتہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے جو شعوری تنبیہ ہے اس حقیقت پر کہ کسی چیز کا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونا صرف اسی وقت معتبر ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سنت سے اس کا ثبوت مل جائے اسی شعور و عرفان کا ثبوت ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا وہ معروف واقعہ جس میں آسمان پر چمکتے نور سے یہ پکار آئی کہ ”میں تمہارا رب ہوں اور کثرتِ ریاضت کے باعث میں نے

تمہارے لئے ہر چیز حلال کر دی ہے۔ تو آپ نے فوڈ لاجول پڑھ کر کہا کہ او مردود ابلیس! خیر و شر، حلال و حرام اور حق و ناحق کا فیصلہ براہ راست آسمان سے نہیں گنبد خضراء کے مکین صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے ہوتا ہے۔ لہذا اب آپ کے پردہ فرمانے کے بعد براہ راست الوہیت کے نام پر بھی امت محمدیہ کو فریب نہیں دیا جاسکتا کہ ۵

حد فاضل خیر و شر کے درمیان ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم
شاہراہ زندگی پر معتبر خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور سیرت طیبہ کو خدا تعالیٰ نے ”برہان و حجت“ یعنی اثبات حقائق اور خیر و شر کے مابین امتیاز کی انتہائی محکم، ناقابل انکار اور فیصلہ کن دلیل و شہادت قرار دیتے ہوئے فرمایا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ بَرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا ۝

قرآن شاہد اور تارِ سخن مُعَدِّق ہے کہ اس کائناتِ پست و بالا کی چھوٹی سے چھوٹی چیز سے لے کر سب سے بڑی حقیقت خود رب العالمین کے وجود باجود کا ثبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برہان سیرت سے ملتا ہے۔ عرب کے منکرین توحید و ربوبیت بھی صداقت و امانتِ محمدی کے دل سے معترف تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کی شدتِ عناد اور کفر پر اصرار و ہٹ دھرمی سے کبیدہ خاطر ہوئے تو رب العزت نے قرآن میں آپ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا :-

”فَإِنَّهُمْ لَا يَكْذِبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ“

یعنی یہ معاندین آپ کی عظمتِ کردار اور صداقتِ گفتار کو تو اپنے وجود

اولاد سے بھی بڑھ کر جانتے، پہچانتے اور مانتے ہیں۔ لیکن انہیں الوہیت خالق اور آیات حق سے بغض و عناد ہے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ حق اور اعلان توحید کو اپنی عظمت کر دار اور برہان سیرت کے ذریعے قوت و استفادہ بخشے ہوئے کہہ دیجئے۔
فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

یعنی اے لوگو! میں تمہیں توحید و آخرت، حشر و نشر، جزا و سزا اور شریعت و دین کی جو تعلیم دے رہا ہوں ان میں سے ہر ایک چیز کے ثبوت و جواز کی سب سے محکم، حتمی، قطعی اور اٹل شہادت خود میری ”حیات دسیرت“ ہے جس کا ہر پل، ہر گوشہ اور ہر رخ تمہارے سامنے آفتاب کی طرح روشن اور عیاں ہے۔ سو تم میرے ہر دعویٰ اور ہر تعلیم کو میری برہان سیرت کی روشنی میں پرکھو اور قبول کر لو کہ اس سے بڑھ کر کوئی ثبوت و حجت تمہارے سامنے پیش کرنا ممکن ہے نہ سود مند، سو قرآن اور تاریخ دونوں شاہد ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، برہان کائنات ہے ۝

خالق کی ہے برہان تراپیکر نوریں اللہ کی دیتی ہے شہادت تری سیرت

۝ دین وہی دین کا عرفاں وہی برہاں وہی

منزل زلیست وہی زلیست کا سماں وہی

اور کیوں نہ ہو کہ آپ اصل کائنات بھی ہیں۔ روح شش جہات بھی اور حاصل حیات بھی کہ اس بزم ہست و بود میں رنگ و بو اور نہکت و نور کے جلتے بھی کرشمے ہیں سب اسی حسن مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ آریاں ہیں۔ عالم آب و خاک کا سارا فروغ اسی سے ہے۔ گلوں میں رنگ، ستاروں میں روشنی اور بہادوں میں تازگی

غرض ہر ایک حسن کا منظر ہی دلکشی انہیں سے ہے۔

ہر کجاہینی جہان رنگ و بو آنکہ از خاکش بروید جستجو
یا نورِ مصطفیٰ اور ابہا ست یا منور اندر تلاشِ مصطفیٰ ست
حق یہ ہے کہ اگر ارض و سماء کی اس بوتلوں محفل سے سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کی رعنائیاں نکال دی جائیں تو باقی کچھ نہیں بچتا۔ شش جہات میں موت کا مہیب
ستا پھیلا نظر آتا ہے کہ جہاں بھی زندگی کی حرکت و حرارت ہے اسی جوہر حیات کی
جلوہ پیرائی سے ہے۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو مخم بھی نہ ہو بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایسا تادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی پیش آمادہ اسی نام سے ہے

شریعت کے آئینی لہجے میں بات کی جائے تو کھلتا ہے کہ اسلام، قرآن اور امت
مسلمہ کی تمام شئون و امتیازات بھی شائع اسلام، حامل قرآن اور صاحب امت صلی اللہ
علیہ وسلم ہی کے اوصاف و شئون رسالت کے عکس و پر تو ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے وصف جامعیت نے قرآن کو ”تَبَيَّنَا نَايِكُلِي شَيْءٍ“ اور اسلام کو جامع و ہمہ گیر
نظام زندگی بنا دیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف کاملیت سے قرآن کو
”وَمِمَّا كَلِمَةً رَبِّكَ حَقًّا وَعَدَا“ اور اسلام کو ”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ“
کا رنگ کمال ملا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آفاقیت کے لحاظ سے قرآن کو ”هُدًى لِلنَّاسِ“
اور اسلام کو ”بِقَوْلَانِ“ و ”مَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْوَسْلَاءِ مَرِيئًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ“ عالمگیریت کا
اعزاز ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت للعالمین نے قرآن کو ”شِفَاءٌ وَ
رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ“ اور اسلام کو دینِ مسرور و مساحت (بُعِثْتُ بِالْخَيْفَةِ السَّامِيَةِ)

بنادیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف خاتمیت کے باعث اسلام آخری الہامی دین اور قرآن ”نوع انسان را پیام آخری“ ٹھہرا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تارِ نخیّت نے اسلام و قرآن کی دائمی حفاظت کے لئے ”إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ“ کا ثرہ جانفزا پایا۔ اُمتِ مسلمہ کے جملہ امتیازات جامعیت و کاملیت، اُفاقیت و تارِ نخیّت اور خاتمیت و سیادت وغیرہ بھی صاحب اُمت صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی اوصاف و امتیازات کا عکس و پرتو ہیں کہ بقول اقبال ۛ

از رسالت در جہاں تکوین ما از رسالت دین ما ، اُمین ما
ما ز حکیم نسبت او ملتیم ! اہل عالم را پیام رحمتیم
اسلام، قرآن اور اُمتِ مسلمہ کے جملہ اوصاف و امتیازات کے شئونِ نبوت سے مستفاد ہونے کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ قادیانی (احمدی) اسلام و قرآن کو ماننے اور خود کو امتِ مسلمہ میں شامل تصور کرنے کے باوجود ہرگز مسلمان نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ختمِ نبوت پران کا ایمان واضح نہیں۔ ختمِ نبوت کی فاسد و غیر مقبول تاویل نے قادیانیوں کے قرآن کی خاتمیت، اسلام کی ابدیت اور اُمتِ مسلمہ کی خیریت پر ایمان و یقین کو بھی مردود و باطل ٹھہرا کر انہیں غیر مسلم قرار دے دیا جس سے یہ حقیقت واشگاف ہو جاتی ہے کہ اسلام و قرآن اور ملتِ بیضا کے تمام اوصاف و امتیازات اور ان پر ایمان تابع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات پر یقین کے۔ آپ کی تمام صفات پر کامل، واضح اور غیر مشروط یقین کے بغیر کوئی بھی اعتقاد و عمل مقبول نہیں کہ ۛ

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کہ کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا
محمدؐ کی غلامی دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر غامی تو سب کچھ نامکمل ہے

تصریحاتِ بالا سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ انسانی شخصیت کی تعمیر اور ایمان و عمل کی تکمیل میں سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کسبِ فیض اور اسوہ حسنہ کی اتباع از روئے دین ایک ایسا فریضہ ہے جس کا حتمی اور قطعی ہونا نصوصِ شریعت کے استقرارِ اُمت کے مجموعی و متواتر طرزِ عمل اور عقلِ سلیم کے محکم دلائل کے ذریعہ یقین کی آخری حد تک ثابت ہو چکا ہے۔ اب اس امر میں ذرا بھی شک و تردد محض کورِ چشمی ہے کہ جملہ اعمالِ صالحہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباعِ اساسِ وحدت و مرکزیت، معیارِ ہدایت اور مدایہِ نجات ہے کہ

۵ دین حق عشقِ نبی کا نام ہے اتباعِ مصطفیٰ اسلام ہے

یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اتباعِ سنت کا دائرہ محض حیاتِ تشریعی (LEGAL LIFE) تک محدود نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ اخلاقی و کرداری زندگی کی پیروی درکار ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ”قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاَتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّکُمُ اللّٰهُ“ ۱۷ سے آشکار ہے کہ یہاں اتباعِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثمرہ و انعام ”خلعتِ محبوبیتِ باری تعالیٰ“ بتایا گیا ہے جو ظاہر ہے کہ تشریعی اور قانونی زندگی میں پیروی کا صلہ نہیں کیونکہ فرائض و احکام کے قانونی دائرہ میں تو اتباعِ رسولؐ فرض و لازم ہے اور ادائیگیِ فرض۔ سے گناہ ساقط ہوتا اور عذاب سے رہائی ملتی ہے نہ کہ خلعتِ محبوبیت سے تفرانہ کیا جاتا ہے۔ پس جس طرح حدیثِ قدسی ”لَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالتَّوَابِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہُ“

میں فرائض و واجبات سے بڑھ کر نوافل و طاعات کا صلہ محبوبیتِ باری تعالیٰ کو ٹھہرایا گیا ہے اسی طرح یہاں اس آیت میں بھی ”فَاَتَّبِعُوْنِیْ“ سے مراد تشریعی زندگی کے

بجائے کرداری و اخلاقی زندگی کی پیروی ہے جو کہ تمام نجی معاملات و تصرفات پر محیط ہو جاتی ہے۔ چنانچہ امام غزالیؒ اور دیگر اکابرین امت نے تصریح کی ہے کہ ”سعادت کی حقیقی مفتاح یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے تمام پہلوؤں بشمول آپؐ کی زندگی کے ذاتی طرزِ عمل، جیسے خورد و نوش، نشست و برخاست اور گفتار و رفتار کے طرز و انداز کی مکمل پیروی کی جائے کہ اسلام اور مسلمانوں کی اصل قوت سعادت کا دار و مدار سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلق اور غیر مشروط اتباع پر ہے جس سے انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی خصوصیات کے مابین صحیح توازن قائم ہوتا ہے اس لئے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے دو ٹوک انداز میں تصریح کی ہے :-

”ذرة این متابعت مرضیه از جمیع تلذذات و تنعمات اخروی بہراتب بہتر است
فضیلت منوط بتابعیت سنت سنیہ اوست و مزیت مربوط باتیان شریعت او
علیہ القلوۃ والسلام۔ پس سرمایہ جمیع سعادات متابعت سنت است و ہیولائے
جمیع فسادات خلاف شریعت“

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی فضیلت کا ایک شہ اور ایک ذرہ بھی تمام دنیوی لذتوں اور اخروی انعامات سے بہتر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن سنت کی پیروی ہی میں ساری فضیلت پوشیدہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت جاری کرنے میں ساری بڑائی مضمر ہے۔ پس تمام سعادتوں کا سرمایہ و مرکز اتباعِ سنت ہے اور تمام فسادات کا باعث شریعت و سنت کی مخالفت۔ خلاصہ یہ کہ ۵

دونوں جہاں کی فحشیاں ہیں ترے انتظار میں سرور کائنات کی پیروی اختیار کر

مطالعہ سیرت کی اہمیت و تاثیر | دین حق پر استقامت اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی بھی ممکن ہے جبکہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرت مطہرہ کے تمام گوشوں سے کامل آگاہی حاصل کی جائے اور سیرت طیبہ کا مسلسل اور عمیق مطالعہ جاری رہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اسلام کی صحیح اور مکمل تصویر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان مبارک سے الہامی ہدایت کا آخری پیغام، کتاب زندہ قرآن حکیم کی صورت میں انسانیت کا سامعہ نوازہ ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اقوال و اعمال نے اس ہمہ گیر و ہمہ جہت انقلاب کو عملی جامہ پہنایا جو اس الہامی ہدایت کا نصب العین تھا۔ یوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ اپنی ظاہری و باطنی وسعتوں اور پہنائیوں کے لحاظ سے ایک فرد کی سوانح نہیں بلکہ دنیا کی عظیم ترین تہذیبی تحریک کی آئینہ دار اور پوری کائنات کے لئے مکمل اور دائمی دستور حیات ہے۔

ظلمت دہر میں بھٹکے ہوئے انسان کے لئے ازاں تا ابد نور کا دہارا تو ہے اور یہی وہ خصوصیت و امتیاز ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو جامعیت و افاقیت اور عملیت و اہمیت کے اعتبار سے تاریخ کا اہم ترین اور بے مثال باب بنا دیا ہے جس کے ہر گوشہ کا مطالعہ صرف اسلام کے تہذیبی ارتقاء کے حوالے سے ہی ضروری نہیں بلکہ انسانی زندگی کی تعمیر و تکمیل اور فلاح و سعادت کے لئے بھی ناگزیر ہے کیونکہ زندگی اسلام کے ہدایتی سانچے میں مکمل طور پر سمیٹ سکتی ہے جبکہ قرآن حکیم کی نظری تعلیمات کے اسوہ حسنہ کے درخشاں عملی نقوش کی بھی کامل اتباع کی جائے کہ سیرت طیبہ قرآن کی تفسیر کبیر ہی نہیں اس کا کامل ترین عملی ظہور بھی ہے۔

انہی کے نور سے روشن ہے جادہ ہستی انہی کی ذات کو عکس کتاب کہتے ہیں پھر یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ تربیت و رہنمائی کا سب سے

طاقتور ذریعہ اور انسانی قلب و دماغ کے لئے قرآن کے بعد سب سے زیادہ اثر انگیز اور حیات آفریں سرچشمہ ہے جس سے انسان کا دل ایمان و یقین کی حلاوت سے آشنا ہوتا اور اُس کے جذبہ شوق کی آبیاری ہوتی ہے ۔

۵۔ یہ اُن کی سیرتِ کامل کا فیض ہے جس نے خمیرِ آدمِ خاکی میں بجلیاں بھر دیں
زندہ تاسوڑا و در جان تست ایں نگہ دارندہ ایمان تست
یہی وجہ ہے کہ شیخ ابن تیمیہ نے اس شخص کو جو مدعیانِ علم و اقتدار کے ہاتھوں یقین و ایمان کی دولت ضائع کر چکا تھا اور روحانی کرب و اضطراب میں مبتلا تھا یہ وصیت کی تھی کہ سب کچھ چھوڑ کر صرف سیرتِ نبوی کے مطالعہ اور تدبر و تفکر میں منہمک ہو جاؤ۔
دل، دماغ اور روح کی تمام بیماریوں کے لئے یہی ایک نسخہ شفاء کافی ہے۔
اور یوں انہوں نے یہ بتلادیا کہ علم و بصیرت اور یقین و ایمان کا سرچشمہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور سیرتِ مطہرہ ہے۔

آج کے روحانیت سوز ماحول میں جبکہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کی ہر سطح پر مادیت اور بہیمیت کے فروغ نے بارِ شرِ انسان کی باطنی شخصیت کو شکست و ریخت کا شکار بنا دیا ہے بھوکھلی شخصیت، پریشان ذہن، مضطرب روح، غیر متوازن کردار، مفلوج احساس اور مکرر طبیعت یہ ہے کہ عصرِ حاضر کے انسان کی کُل کائنات، ہر طرف انتشار، انحراف، کجروی اور بے راہروی کی ایک لہر دوڑ رہی ہے۔ اُمتِ مسلمہ مشرق سے مغرب تک ہمہ گیر زوالِ سیرت میں مبتلا ہے اور اس سب کچھ کا بنیادی سبب اور اصلی وجہ یہ ہے کہ مغرب نے مشرق پر اپنی ثقافتی یلغار کے تسلسل میں اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے اور اُمتِ مسلمہ کو اپنے وجود و شخص سے محروم کر دینے کے لئے ابلیسی سازشوں اور دیسیرہ کاریوں کا جو تانا بانا تھا اس کا مرکزی نقطہ یہ قرار پایا کہ
۵۔ یہ فاقہ کش جو موت ڈرتا نہیں کبھی روحِ محمد اس کے بدن نکال دو

چنانچہ عصر جدید کے استعمار نے اپنے ابلیسی ترکش کا آخری تیر استعمال کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان کے مرکز و محور ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیگانہ کرنے اور نسبتِ محمدی علی صاحبہا التہیۃ کے روحانی و تہذیبی حوالوں سے منقطع کرنے کے لئے عقیدہ اور عمل کے ہر محاذ پر اپنی تمام استشراقی و استغرابی قوتیں صرف کر دیں۔ نتیجہ یہ کہ

عصرِ ما، مارا زمانا بے گانہ کرد از جمالِ مصطفیٰ بے گانہ کرد
بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

بنابریں اس وقت مسلمان جس ذلت و پستی کے عمیق غار میں گرے ہوئے ہیں اس سے نکلنے اور عالمی سطح پر امتِ مسلمہ کا منفرد تہذیبی شخص بحال کرنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے ساتھ مسلمانوں کا روحانی اور جذباتی تعلق پوری طرح استوار کیا جائے۔ اسلامی معاشرہ کے ہر فرد کا سینہ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرارت سے سرشار ہو۔ ہر مسلمان اپنی جان و مال اور کل کائنات سے بڑھ کر حضورؐ کے ساتھ محبت رکھے اور معاشرہ کو ایسے تمام منفی عوامل و اثرات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی جائے جو محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سرچشموں کو خشک اور مطالعہ و اتباعِ سیرت کے شغف کو کمزور کریں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قلبی وابستگی اور گرویدگی کا یہی وہ محکم رشتہ ہے جو قومیتِ اسلام کی بنیادیں استوار کرتا اور فرد و ملت کو بقاء و استحکام بخشتا ہے ۵

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است آبروئے ماز نامِ مصطفیٰ است

الغرض ذہنی انتشار اور روحانی اضطراب کے اس دور میں ہماری کشتی حیات

کے لئے قابلِ اعتماد لنگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ ہی ہے جس نے بڑے

بڑے طوفانوں اور آندھیوں میں ہمیشہ مسلمانوں کو سہارا دیا اور ہماری شناخت، ہماری عظمت، ہماری تاریخ اور ہماری سرخروئی کی ضمانت فراہم کی عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کایہ لافانی جذبہ ماضی کے ہر فتنہ کے مقابلہ میں امت مسلمہ کے لئے آہنی حصار کا کام دیتا رہا اور ہر آزمائش میں پورا اترنے کا حوصلہ بخشا رہا۔ آج تک امت مسلمہ کا روحانی وجود نسبت محمدی علی صاحبہا النبیۃ کی برکتوں ہی سے قائم ہے اور آئندہ بھی اگر مسلمان اسی رشتہ حیات کو پختہ رکھیں تو نہ صرف بقاء دوام اُن کا مقدر ہوگی بلکہ کون و مکان کی سب قوتیں اور بحر و بر کے سب خزانے اُن کے زیر تصرف و تابع فرماں ہوں گے۔

ہر کہ عشقِ مصلفی سامانِ دوست بحر و بر در گوشہ دامنِ دوست

۵ کی محسوسے وفاقوں نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

بنابریں یہ واضح ہے کہ عصر حاضر میں انسانیت کی استواری اور ہمواری کے لئے مطالعہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت شدید سے شدید تر ہوتی جا رہی ہے۔

مطالعہ سیرت کا اہتمام | یوں تو دنیا کی ہر قوم و ملت میں اپنے اپنے زمانے میں پیغمبر آتے رہے اور ہر قوم پر اپنے نبی کی اطاعت و پیروی از روئے حکم ربانی فرض و لازم رہی۔ لیکن اس سلسلہ میں ایک اٹل تاریخی اور ثقافتی حقیقت یہ ہے کہ دیگر اقوام و ملل نے عملاً رسالت کو محض ایک مابعد الطبیعی عقیدے کی حیثیت سے اختیار کیا اور اس پر الوہی رنگ چڑھا دیا مگر اپنے نبی کی زندگی کو نمونہ عمل کے طور پر اپنی ثقافت میں کوئی حیثیت نہ دی بلکہ زندگی کو دین و دنیا کے دو دائروں میں بانٹ کر ثقافت کو لادینی اساس پر استوار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ کے صفحات انبیاء سابقین کے سوانح و سیر کے بارے میں اکثر و بیشتر خاموش ہی نظر آتے ہیں اور اگر کوئی مواد تاریخی طور پر محفوظ ہے بھی تو اس کا تعلق زیادہ تر خوارق و

معجزات سے ہے جو عملی اتباع و تعمیر سیرت کے نقطہ نظر سے نوع انسانی کے لئے واقعی نمونہ و معیار کی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس کے برعکس اسلام میں دین و دنیا ایک ہی حقیقت کے دو پہلو ہیں لہذا اسلامی تہذیب و ثقافت کی بنیاد دین پر استوار ہے اور اس میں رسالت محض ایک عقیدہ ہی نہیں قرآنی تصریحات کے مطابق اسوہ حسنہ بھی ہے جس میں تربیت و تعمیر سیرت کے دو منہاج جمع ہو گئے ہیں۔ ایک ساکن اور دوسرا متحرک۔ ساکن باطنی طور کہ یہ نمونہ عمل اپنی جگہ قائم و استوار ہے اور انسان اس کی پیروی کے ذریعہ اپنی شخصیت کی تربیت کرتے ہیں اور متحرک اس اعتبار سے کہ نبوت مجدد ابلاغ و تبلیغ کا ادارہ نہیں جیسا کہ منکرین سنت نے سمجھ رکھا ہے بلکہ انسانی وجود میں حرکی طور پر متصرف ایک انتہائی فعال قوت ہے اور اپنے فرائض منصبی یعنی دعوت و تعلیم اور تزکیہ و تربیت کے ذریعہ انسانی شخصیت میں اعمال صالحہ اور اخلاق کریمانہ کی تزیین و تمکین کا کام انجام دے رہی ہے۔

بخات اخروی و فوز دنیوی کے لئے وہ ایک نور کا جادہ ہیں ہر کسی کے لئے اس بنیادی حقیقت کا شعور و ادراک بحیثیت مجموعی امت مسلمہ کا ہر دور میں امتیازی شعار رہا ہے چنانچہ مسلمانوں نے ہمیشہ اپنی تہذیبی و ثقافتی زندگی کے جملہ مظاہر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور صحابہ کرامؓ کے طرز تعامل سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کی اور بالآخر یہ تجسس ان کے تہذیبی مزاج کا ایک داخلی عنصر بن گیا جس نے ایک طرف دنیا میں سب سے پہلے سیرت، سوانح، حدیث اور ان سے متعلق بہت سے علوم و فنون کی ایجاد، تنظیم و ترتیب اور حفاظت و اشاعت کا اعزاز امت مسلمہ کو بخشا اور دوسری جانب اتباع سنت کے اس پیغام کو عام کرنے، اسے ایک زندہ عملی

حقیقت بنانے اور زندگی کے تمام دائروں کو اسوۂ حسنہ کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے بیسیوں فکری و روحانی، تعلیمی و تربیتی اور تہذیبی و ثقافتی دائروں کو جنم دیا جنہوں نے اپنے اپنے دائروں میں بساط بھر فروغ سیرت و سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام انجام دیا۔ یہ اتباعِ سنت اسی دینی فریضہ اور تہذیبی رقیہ کا فیضان تھا کہ مسلمانوں نے اپنے ہادی و رہبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور ارشاداتِ مبارکہ کو اس احتیاط اور تفصیل کے ساتھ محفوظ کر لیا کہ شبلی نعمانی کے الفاظ میں :

”اس کی زبان کے ایک ایک حرف، اس کی حرکات و سکنات کی ایک ایک ادا اور اس کے حلیہ و جود کے ایک ایک خط و خال کا عکس لے لیا۔“

اور اس ضمن میں صحت و استناد کا اس درجہ اہتمام کیا گیا کہ بقول میرنگر :

”ایک شخص (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت کی حفاظت کے لئے پانچ لاکھ انسانوں کی زندگیاں محفوظ کر لی گئیں۔“

لیکن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور سیرت پاک کے ساتھ اعتناء کے شرف و سعادت میں تنہا مسلمانوں کا حصہ نہیں بلکہ غیر مسلموں کی ایک کثیر تعداد بھی، خواہ علمی مشغلہ کے طور پر یا تاریخِ انسان کی اس عظیم ترین و کامیاب ترین زندگی پر حیرت و استعجاب کے اظہار میں اور یا اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی مذہوم سازش کے تحت ”ہمراہینہ“ کسی نہ کسی طور اس کام میں حصہ لے رہی ہے۔

ہر گوشے میں ہر طبقے میں تیرے فدائی ملتے ہیں

گو نج رہا ہے سرورِ عالم کون و مکاں میں نامِ ترا

العرض مشرق و مغرب کی تمام علمی زبانوں میں سیرتِ طیبہ پر مختلف درجوں اور مختلف

ضخامت کی اس قدر کتاہیں لکھی گئی ہیں کہ عدد و شمار سے باہر ہیں اور تصنیف و تالیف کا یہ سلسلہ الذہب بدستور جاری ہے اور رہتی دنیا تک جاری رہے گا کہ ”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“ کا یہی تقاضا ہے ۷

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے رفعت شان ”رفعتنا لک ذکرک“ دیکھے
پروفیسر مارگولیتس نے بجا کہا ہے :

”حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کو ختم کرنا ناممکن ہے لیکن اس میں جگہ پانا باعث شرف ہے“

”آنچہ خوباں ہمہ دارند“ کی تنہا جامع سیرت یقیناً ایک ایسے بحر بکیراں کی حیثیت رکھتی ہے جس کی ہر موج گنبدِ آبگینہ رنگ کی سب وسعتوں پر حاوی ہے۔ حیاتِ طیبہ کی جامعیت اور بقلمونی کا یہ عالم ہے کہ چودہ صدیوں پر محیط اسلامی تاریخ کا ہر پہلو بلکہ اس عالم رنگ و بو کا ہر منظر کسی نہ کسی جلوہ سیرت ہی کا آئینہ دار ہے ۷

زمانہ تیرے لئے ہے ازل ابد تیرے ان آئینوں میں مھکتے ہیں خال و خد تیرے
اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سیرت پاک کے مطالعہ اور بیان و اظہار کے اسالیب میں کتنا تنوع اور رنگارنگی ہوگی۔ چنانچہ مطالعہ سیرت کے بالواسطہ اسالیب جو کہ اسلامی تہذیب و تاریخ کے بے شمار علمی اور عملی مظاہر ہی درخشاں شئون سیرت کو اجاگر کرنے سے متعلق ہیں، سے قطع نظر صرف براہِ راست کتب سیرت اور ان کے اسالیب بیان پر ایک نظر ڈالی جائے تو ان میں بھی جامعیت و اختصار اور تفصیل و اطناب کے ہزاروں رنگ نظر آئیں گے۔

چنانچہ مطالعہ سیرت کے ان براہِ راست اسالیب کو جامع سیرت نگاری یا جزوی

سیرت نگاری، واقعاتی سیرت نگاری یا جذباتی سیرت نگاری اور قرآنی سیرت نگاری یا روایاتی سیرت نگاری کے دائروں میں بانٹا جاسکتا ہے۔ سابقہ ادوار کی سیرت نگاری میں تفصیل و اطناب اور وقائع بیانی کا رجحان غالب تھا۔ لیکن آج کل جامعیت و اختصار اور جزوی سیرت نگاری پر زور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر الگ الگ کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ بہر حال سیرت نگاری کا طرز و اسلوب اور رنگ و آہنگ کچھ بھی ہو مقصد یہی ہے کہ انسانیت کے اُئینہ قلبِ روح پر مادیت کا جوزہ نگ چڑھا ہوا ہے اسے دور کر کے سیرت و سنت کی نورانی کرنوں سے اس اُئینہ قلب کو اس قدر اجال دیا جائے کہ اس میں شبیہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں عکس جمالِ ذات اتر آئے۔

سیرت ہے تری جوہر اُئینہ تہذیب روشن ترے جلوؤں سے جہاں دل دیدہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر زیرِ نظر کتاب امام ابن الجوزی کی مائے ناز تالیف ”تلیق فہوم الاثر“ کے حصہ سیرت کا اردو ترجمہ ہے لہذا سطورِ ذیل میں ان کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

علامہ ابن الجوزی۔ محل سوانحی تذکرہ | آپ کا نام عبدالرحمن، لقب جمال الدین، کنیت ابو الفرج اور ابن الجوزی شہرت

ہے۔ سلسلہ نسب پندرہ پشتوں کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ جوزی کے نسبت کے بارے میں اختلاف ہے۔ بظاہر زیادہ درست قول یہ ہے کہ یہ بصرہ کے ایک محد ”جوزہ“ کی طرف نسبت ہے کہ ان کے ایک جد بزرگ جعفر اسی محلہ کے رہنے والے تھے۔

ابن الجوزی کے سنہ پیدائش میں بھی اختلاف ہے۔ وجہ یہ کہ خود انہیں بھی قطعی طور پر اپنا سنہ پیدائش معلوم نہ تھا۔ بہر حال وہ ۷۵۰ھ اور ۷۵۳ھ کے درمیان اور غالباً ۷۵۲ھ یا ۷۵۳ھ کے درمیان بغداد میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں والد کا انتقال ہو گیا تو والدہ اور چچو پھی نے آپ کی پرورش کی۔ آپ کے ہاں تانبے کی تجارت ہوتی تھی اس لئے قدیم اسناد میں الصغار کی نسبت بھی آئی ہے۔

حفظ قرآن کریم اور ائمہ قرأت کی ایک جماعت سے تجوید سیکھنے کے بعد اپنے وقت کے مشاہیر علماء سے مختلف علوم و فنون کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے اپنے مشائخ میں شی اکیابر اہل علم و فضل کا ذکر کیا ہے جبکہ ان کے علاوہ بھی کئی دیگر علماء سے کسب فیض کیا۔ فقہ، جہل، خلافت اور اصول کی تعلیم خاص طور پر ابو بکر الدینوری سے حاصل کی اور ادب و لغت بالخصوص ابو منصور الجوالیقی سے سیکھے۔

ابن الجوزی بہت تیز فہم، قوی الحافظ اور بلا کے ذہین و فطین تھے۔ اچھی غذا اور خوش لباسی پر خاص توجہ دیتے تھے۔ تاہم زہد و ورع، ذوق صحیح اور لطیف مناجات سے پوری طرح بہرہ ور تھے۔ وظائف و عبادات کے پابند، ہفتہ وار قرآن مجید ختم کیا کرتے۔ کبھی کسی سے مذاق نہ کیا اور کبھی کوئی مشتبہ چیز نہ کھائی۔

ابن الجوزی کی بیشتر اور اہم فعالیت و عظم گوئی تھی۔ دور طالب علمی ہی میں جامع المنصور میں وعظ کرنے کی اجازت مل گئی۔ انہوں نے اپنے مواعظ کی بدولت جن میں ان کی فصاحت و بلاغت اور ان کے علم نے چار چاند لگا دیئے تھے بڑی شہرت پائی۔ خلیفہ المستغنی بالله نے آپ کو باب الادب میں اپنی موجودگی میں مجالس و عظم منعقد کرنے کی اجازت دی۔ خلیفہ وقت اطمین، وزراء، اکابر علماء اور بغداد کے اکثر لوگ پابندی سے ان کی مجالس و عظم میں شرکت کرتے تھے۔ آپ کے پوتے ابو المنظر کہتے ہیں کہ آپ کے وعظ میں کم سے کم دس ہزار آدمی

در اس اوقات یہ تعداد ایک لاکھ تک پہنچ جاتی تھی۔

ابن الجوزی کی انقلاب انگیز مجالس وعظ و درس کی نظیر نہ دیکھی گئی۔ ان مجالس نے سارے بغداد میں تہلکہ مچا رکھا تھا۔ وعظ میں آپ کی تقریر نہایت شستہ ہوتی۔ ارشادات عمدہ معانی لطیف اور استعارات نفیس، اندازِ کلام شائستہ، زبان شیریں اور کلام پاکیزہ ہوتا۔ تاثیر کا یہ عالم تھا کہ لوگ غش کھا کھا کر گرتے، چٹخیں نکل جاتیں اور آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں۔ غافل نصیحت حاصل کرتے۔ جاہل علم کی باتیں سیکھتے۔ گناہگار توبہ کرتے اور کافر مسلمان ہوتے تھے۔ خود ان کی اپنی شہادت کے مطابق ایک لاکھ سے زیادہ افراد نے اُن کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کی اور یہود و نصاریٰ میں سے بیس ہزار آدمی ان کے ہاتھ پر مشرف ہا سلام ہوئے۔

شہر میں ابن الجوزی نے بغداد کے درب دینار میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی اور وہاں درس دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ اسی سال انہوں نے اپنے مواعظ میں قرآن مجید کی تفسیر بھی پوری کر دی۔ آپ عالم اسلام کے وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عوامی مجالس وعظ میں پورے قرآن مجید کی تفسیر بیان کی۔ آپ اپنے مواعظ میں ہمیشہ اتباع سنت کی تلقین کرتے اور بدعات و منکرات کی سختی کے ساتھ تردید کرتے۔ عقائد صحیحہ و تعلیمات نبویہ کی اشاعت اور غلط رجحانات کی اصلاح کرتے۔ ان کی بے مثل خطابت زبردست علمیت اور عام رجوع کی وجہ سے اہل بدعت کو ان کی تردید کا حوصلہ نہ ہوا۔ سنت کو اُن کے مواعظ و درس اور تصنیفات کے ذریعہ بہت فروغ حاصل ہوا۔

تصنیف و تالیف سے بھی علامہ ابن الجوزی کو غیر معمولی شغف تھا۔ وہ جس روانی سے وعظ کہتے تھے اسی قدر تیزی سے لکھتے بھی تھے۔ اسی لئے کثرتِ تالیفات کی بنا پر بھی آپ کی خاص شہرت ہے۔ ان کے وقت تک کسی مسلمان مصنف نے اتنی تعداد میں کتابیں نہیں لکھی تھیں جس قدر ابن الجوزی نے تصنیف کیں۔ ابن رجب کی ذیل طبقات الحنابلہ اور ابوالمنظر کی مرآۃ الزمان میں خود ابن الجوزی کی مرتب کردہ فہرست قریباً تین سو کتب کے

مکمل ہے۔ یہ کتابیں تفسیر، حدیث، فقہ، وعظ، رقائق اور تاریخ وغیرہ مختلف علوم و فنون سے متعلق ہیں۔ ابن النجار کے بقول آپ کی تالیفات کے مطالعہ سے آپ کا حفظ ضبط اور علمی مرتبہ بخوبی آشکار ہوتا ہے۔

۱۲۔ رمضان المبارک ۵۹۷ھ کو مختصر علالت کے بعد یہ آفتاب علم و فضل رولپوش ہو گیا۔ وفات کی خبر اہل بغداد پر بجلی بن کر گری۔ جنازہ میں لوگوں کا سخت اثر و ہام تھا۔ سارا رمضان لوگ روتے رہے اور آپ کی قبر کے پاس قرآن خوانی کرتے رہے۔ رحمتہ اللہ رحمۃ واسعہ۔

زیر نظر کتاب۔ مختصر تعارف | علامہ ابن الجوزی کی شائع شدہ کتابوں میں زیر نظر کتاب ”تلیق فہوم اہل الاثر فی عیون التاریخ والسر“ نمایاں اہمیت رکھتی ہے۔ تقریباً ساڑھے سات سو صفحات کی ضخامت پر مشتمل اس مکمل کتاب میں ابن الجوزی نے ابتدائے آفرینش سے لے کر اپنے عہد تک کی ان تمام عظیم القدر اور بلند پایہ ہستیوں کا تذکرہ کیا ہے جو علم و عمل اور جاہ و مرتبہ کے لحاظ سے انسانی زندگی اور تاریخ پر اثر انداز ہوئی ہیں۔ ان عظیم الشان ذوات قدسیہ کی پاکیزہ زندگیوں میں اہل عالم کے لئے نصیحت و رہنمائی کے ہزار سامان پنہاں ہیں اور ابن الجوزی نے اس کتاب میں انتہائی اختصار اور جامعیت کے ساتھ تذکرہ نگاری کا حق ادا کر دیا ہے۔

کتاب کا سب سے اہم جزو وہ ہے جو حضور سرور انس و جان، فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے بیان پر مشتمل ہے اور جس کا اردو ترجمہ اس کتاب ”النبی الاطہر صلی اللہ علیہ وسلم“ کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔ ابن الجوزی نے اپنے منفرد انداز میں کمال جامعیت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرت مطہرہ کے تمام واقعی حقائق اور سوانحی معلومات انتہائی صحت و استناد کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیش کئے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مصنف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے براہ راست اور بالواسطہ ہر گوشے سے متعلق تمام حقائق و معلومات بیان کرنے کا التزام کیا ہے۔ جامعیت

ایسی کہ چھوٹے سے چھوٹا جزئیہ بھی بیان کی گرفت سے باہر نہ رہا۔ اختصار ایسا کہ ہزار تفصیلات اس پر شمار اور اندازِ بیان ایسا لطیف و شیریں کہ قاری سیرتِ طیبہ کے مہکتے ہوئے گلزار میں محو ہو کر دنیا و مافیہا کو فراموش کر بیٹھے۔ سیرت کے فیوض و انوار سے ذہن و روح منور اور مشامِ جاں معطر ہو جائے۔

کتاب کا اردو ترجمہ محترم جناب مفتی محمد علیم الدین نقشبندی نے کیا ہے۔ ترجمہ انتہائی سلیس، شستہ اور رواں ہے۔ بیان کا تسلسل ایسا ہے کہ کتاب ترجمہ کی بجائے مستقل تصنیف معلوم ہوتی ہے۔ مترجم کو عربی اور اردو دونوں زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ اسی لئے ترجمہ میں اصل بیان کی لطافت بھی منعکس ہو رہی ہے۔ مترجم نے جو حواشی لکھے ہیں وہ اگرچہ بہت بڑی محنت اور قابلِ قدر کاوش ہے لیکن ان میں سے کئی حواشی خالص علمی و فنی ضروریات کے تحت لکھے گئے ہیں اس لئے اگر عوام کی ذہنی و فکری اصلاح قلبی و روحانی تزکیہ اور عملی تربیت و تاثیر کے نقطہ نظر سے ایسے مواقع پر متبادل حواشی لکھ دیئے جاتے تو کتاب کی تاثیر و افادیت میں بہت اضافہ ہو جاتا۔ ہر اُمید کتاب کے مترجم، ناشر اور نگران بھی لائقِ صد تحسین و مبارکباد ہیں۔

رَبُّ الْعِزَّت سے استدعا ہے کہ اس مبارک کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اسے زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لئے اثر انگیز و افادیت بخش بنائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

گدائے درجہِ مفتی اللہ علیہ وسلم
سید عبد الرحمن بخاری
ریسرچ آفیسر قضا عظم ہنری لاہور

۲۴ دسمبر ۱۹۸۸ء جمعرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولادتِ مبارکہ

علماء کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل کے ماہ ربیع الاول میں پیر کے روز اس دنیا میں جلوہ فرما ہوئے۔ تاریخ ولادت میں اختلاف ہے اور اس میں چار قول ہیں۔

(۱) ۲ ربیع الاول (۲) ۸ ربیع الاول

(۳) ۱۰ ربیع الاول (۴) ۱۲ ربیع الاول

آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پچیس برس کی عمر میں اس وقت انتقال فرمایا جبکہ ابھی آپ شکمِ مادر میں تھے۔ دوسرے قول کے مطابق آپ کا وصال اس وقت ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف دو ماہ، تیسرے قول کے مطابق سات ماہ اور چوتھے قول کی رو سے ۲۸ ماہ (دو سال ۴ ماہ) تھی۔ قول اول صحیح تر ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک باندی حضرت ام امین رضی اللہ عنہا، پانچ اونٹ اور بکریوں کا ایک گلوہ ترکہ چھوڑا جن کے وارث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے۔ حضرت ام امین رضی اللہ عنہا نے بھی خدمتِ پرورش انجام دی۔

۱۔ مسلمانوں میں مشہور و متعارف قول یہی ہے۔ سعودی تسلط سے قبل حرمین شریفین میں اسی تاریخ کو مجالس مولود منعقد ہوتی تھیں۔ برصغیر پاک و ہند اور دیگر بلادِ اسلامیہ میں ۱۲ ربیع الاول ہی کو میلادِ نبوی کے سلسلہ میں پُر مسرت تقاریب کا انتظام کیا جاتا ہے۔

نسب شریف

حضرت ابو القاسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بن عبد اللہ

۱۰ حضرت عبد اللہ اپنے والد حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے لائے فرزند تھے۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے دس فرزند عطا فرمائے گا تو ایک کو راہِ خدا میں ذبح کروں گا۔ جب دس فرزند پیدا ہو چکے تو نذر پوری کرنے کا ارادہ فرمایا اور قرعہ ڈالا جو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے نام نکلا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے نہیال اور ابو طالب اس ارادہ میں مزاحم ہوئے۔ آخر کار ایک کاہنہ نے یہ فیصلہ دیا کہ اونٹوں پر قرعہ ڈالا جائے۔ جب حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی بجائے اونٹوں پر قرعہ نکلے اتنے اونٹ قربانی کئے جائیں۔ قرعہ کا آغاز دس اونٹوں سے کیا گیا اور ہر دفعہ دس اونٹوں کا اضافہ کیا گیا۔ جب اونٹوں کی تعداد سو ہوئی اور آپ کی بجائے اونٹوں پر قرعہ نکلا۔ چنانچہ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے سو اونٹ ذبح فرما کر نذر پوری فرمائی۔ اس سے پہلے انسانی بہا (دیت) دس اونٹ مقرر تھی۔ اس واقعہ کے بعد سو اونٹ مقرر ہوئی۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی لہیت اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیت گمشدی کا نتیجہ یہ نکلا کہ انسانیت کی تعظیم میں اضافہ ہوا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ طہارتِ عقیقہ اور پاکدامن تھے۔ کتب تاریخ و سیرت میں آپ کی عفت و پاکدامنی کے واقعات مذکور ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا نور آپ کی جبین سے چمکتا تھا۔ آپ کا نکاح حضرت آمنہؓ سے ہوا۔ نکاح کے بعد بغیر منی تجارتِ ملک شام کو سفر فرمایا۔ واپسی پر مدینہ طیبہ میں بیمار ہو کر دار فانی سے کوچ فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔ عنفوانِ شباب پچیس برس کے عمر میں آپ کے انتقال فرمایا۔

بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی بن کلاب بن

۱۰ عبدالمطلب :- صحیح قول کی رو سے ان کا نام شیبہ تھا۔ عبدالمطلب اُن کا لقب تھا۔ ایک سو چالیس سال عمر پائی (رومن انت) غَبْ دُالْ مُ ط لِبْ = عبدالمطلب

۱۱ ہاشم :- ان کا نام عمرو تھا۔ انہیں ابوالبطحاء اور ستیدالبطحاء بھی کہا جاتا تھا۔ غزہ میں وفات پائی (سیرۃ حلبیہ) هَاشِمٌ = ہاشم

۱۲ عبدمناف کا نام مغیرہ تھا۔ خوبصورتی کے باعث انہیں قمرالبطحاء کہا جاتا تھا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیسرے، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے چوتھے اور امام شافعیؒ کے نویں جدِ امجد تھے۔ آپ نے قبیلہ قریش کو تعویذ اور صلہ رحمی کی وصیت فرمائی۔ (سیرت حلبیہ) غَبْ دَمَنَافْ = عبدمناف

۱۳ قصی :- ان کا نام زید تھا قصی، قصی کی تصغیر ہے جس کے معنی بعید کے ہیں۔ انکی والدہ ماجدہ نے ان کے والد کی وفات کے بعد نکاح ثانی کر لیا تھا ماس وقت یہ دودھ پیتے بچے تھے۔ ان کو مکہ مکرمہ سے ہمراہ لے کر اپنے خاوند کے پاس شام منتقل ہو گئی تھیں۔ چونکہ یہ بچپن میں اپنے خاندان سے دور چلے گئے اس لئے انہیں قصی کہا جانے لگا۔ جب ہوش سنبھالا اور بڑے ہوئے تو مکہ مکرمہ واپس آ گئے۔ انہیں مُجْتَمِعْ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے قبائل قریش کو جمع کر کے مکہ مکرمہ میں آباد کیا تھا۔ ان کے مکانات کعبہ شریف کے چاروں طرف حرم میں تعمیر کرائے۔ دارالندوہ انہوں نے ہی تعمیر کرایا تھا۔ یہ مکہ معظمہ کے مسلم سرکار تھے۔ (سیرت حلبیہ) قُصَیْ = قصی

۱۴ کلاب :- اصل نام حکیم تھا۔ کلاب نام سے شہرت کا سبب یہ ہے کہ کنوؤں سے شکار ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ آپ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پوری مادری نسب جمع ہو جاتا ہے۔ آپ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے تیسرے جدِ امجد ہیں۔ (سیرت حلبیہ) کَلْبٌ = کلاب

مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

- ۱۔ مرہ :- یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چھٹے دادا ہیں۔ (سیرت حلبیہ) مُمَرَّة = مرہ
- ۲۔ کعب :- اپنی علو شان اور ارتفاع مرتبت کے باعث کعب کہلائے۔ کیونکہ کعب ہر بلند اور اونچی چیز کو کہا جاتا ہے۔ بیت اللہ کو بھی اپنی بلند شان کے باعث کعبہ کہا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے درمیان پانچ سو بیس برس کا فاصلہ تھا۔ آپ ہر مہر کے دن اپنے خاندان کو اکٹھا کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا تذکرہ فرماتے اور انہیں آپ کی اتباع کی تلقین فرماتے۔ (سیرت حلبیہ) کَنْعَب = کعب
- ۳۔ لؤی :- ہمزہ کے ساتھ تصغیر کا صیغہ۔ لُؤی = لؤی
- ۴۔ نام فہر اور لقب قریش تھا۔ ان کی اولاد قریشی کہلائی۔ فِہْر = فہر
- ۵۔ مالک :- اس نام کی وجہ یہ ہے کہ آپ عرب کے مالک تھے۔ مَالِک = مالک
- ۶۔ نضر :- ان کا اسم گرامی قیس تھا اور نضر ان کا لقب تھا۔ نضر کا معنی ہے خوبصورت تروتازہ۔ اپنے حسن و جمال اور تازگی کے باعث اس نام سے شہرت پائی۔ (سیرت حلبیہ) نَضْر = نضر

۷۔ کنانہ :- آپ صاحبِ حسن و جلالت بزرگ تھے۔ علم و فضل کے باعث لوگ ان کی زیارت کو آتے۔ آپ فرمایا کرتے :-

رومکہ منظر میں ایک نبی کے ظہور کا وقت قریب ہے جن کا اسم گرامی احمد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت، نیکی، احسان اور اخلاقِ حسنہ کی دعوت دیں گے ان کی اتباع کرو اس سے تمہاری عزت و شرف بڑھے گی۔ ان کی تکذیب نہ کرنا کیونکہ وہ حق کے ساتھ مبعوث ہوں گے۔

اتہامی مہمان نواز تھے کیلئے کھانا تناول کرنا پسند نہ فرماتے۔ جب کوئی ساتھ کھانے والا نہ ہوتا تو ایک لقمہ خود تناول فرماتے اور دوسرا لقمہ پتھر پر رکھ دیتے۔ (سیرت حلبیہ) کِنَانہ = کنانہ

بن خزمیہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان رضی اللہ عنہم اجمعین

۱۔ خزمیہ: بصبغہ تصغیر۔ مَحْ ذِیْ مَہ = خزمیہ

۲۔ مدرکہ :- آپ کا اکرم گرامی عمرو تھا چونکہ آپ نے اپنے آباء و اجداد کے تمام عز و فخر کو حاصل کر لیا تھا اس لئے مدرکہ نام سے مشہور ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور آپ سے ظاہر ہوتا تھا (سیرت حلبیہ) مُمْ ذِرْکَہ = مدرکہ

۳۔ الیاس :- عرب میں آپ نہایت معزز تھے۔ کبیر قوم اور سید عشیرہ کہلاتے تھے (سیرت حلبیہ) سب سے پہلے بیت اللہ شریف کے لئے ہدی کا جانور آپ نے وقف فرمایا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے :-

لَا تُسَبُّوْا اِلَیَّاسَ فَإِنَّہٗ کَانَ مُؤْمِنًا "الیاس کو برا نہ کہو کیونکہ وہ مومن تھے"

آپ اپنی صلب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیہ سنا کرتے تھے۔

(سیرت حلبیہ، فتح الباری)

اِلٰی یٰ اس = الیاس

۴۔ مضر :- اپنے گورے رنگ کے باعث مضر کہلاتے۔ آپ کو مضر الاحمر بھی کہا جاتا تھا۔ حدیث شریف میں ہے :-

لَا تُسَبُّوْا مُضَرَ وَلَا رِبِیعَہٗ فَإِنَّہُمَا کَانَا مُؤْمِنَیْنِ -

وہ مضر اور ربیعہ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ دونوں صاحب ایمان تھے " (روضہ النع)

مُ مِّنْہٗ = مضر

۵۔ نزار :- تھوڑی سی شے کو نزار کہتے ہیں۔ اس نام سے موسوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ

ولادت کے وقت اُن کے والد نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نورِ نبوتِ محمدی

ملاحظہ فرمایا۔ اس پر وہ بڑے خوش ہوئے اور اُونٹ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت عدنان رضی اللہ عنہ بلاشبہ حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہم السلام کی اولاد سے تھے۔ حضرت عدنان رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درمیان اسماء میں علماء نسب کا اختلاف ہے۔ بہت سے اسماء میں غلطی یا اختلاف

(بقیہ حاشیہ ص ۲۹ سے آگے) ذبح فرما کر لوگوں کو کھانا کھلایا اور کہا :

إِنَّ هَذَا كَلَّةٌ نَزَرْتُ فِي حَقِّ
هَذَا الْمُؤَلُّودِ -
تمھوڑا ہے ۔

اس پر اُن کا نام نزار پڑ گیا۔ (فتح الباری) آپ نے سب سے پہلے عربی زبان میں صحیفہ تحریر فرمایا۔ (سیرت حلبیہ) نزار = نزار

۱۷ معد :- بنی اسرائیل کے خلاف آپ نے بہت لڑائیاں لڑیں۔ جس جنگ میں جاتے فتح مند واپس آتے۔ جب عربوں پر بخت نصر مسلط ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیا علیہ السلام کو حکم دیا کہ معد بن عدنان کو اپنے براق پر ساتھ سوار کر لو تاکہ بخت نصر کے باعث انہیں کوئی گزند نہ پہنچے۔ کیونکہ میں اُن کی اولاد سے ایک کریم نبی پیدا کرنے والا ہوں جو کہ قائم النبیین ہوں گے۔ حضرت ارمیا علیہ السلام نے حکم الہی کی تعمیل فرمائی اور انہیں شام لے گئے۔ وہیں آپ پلے بڑھے۔ بخت نصر کے مرنے کے ساتھ جب فتنہ فرو ہوا تو آپ واپس تشریف لے آئے۔ (سیرت حلبیہ) م غ ذ = معد

۱۸ عدنان :- عَدَن بالمكان سے فعلان کے وزن پر اسم ہے۔ عدن بالمكان کے معنی

”مکان میں اقامت پذیر ہونا“ ہے۔ کان کو بھی اسی لئے معدن کہا جاتا ہے کہ اس

میں جواہرات کے حاصل کرنے کے لئے ٹھہرنا پڑتا ہے۔ (فتح الباری) ع د ن ان = عدنان

۱۹ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت عدنان رضی اللہ عنہ تک نسب پر تمام

علماء نسب کا اتفاق ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (بقیہ حاشیہ ص ۲۹ پر)

مروی ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے معتبر روایت وہ ہے جسے حسن بن علی بن ابی محمد بن عمر قندی
حافظ کی تحریر سے نقل کیا۔ اُن کا کہنا ہے کہ میں نے علی بن عبید کوفی کی تحریر سے نقل
کیا ہے جو ثعلب محمد بن عبد اللہ کے مصاحب تھے، انہوں نے عدنان کے بعد اسامہ کو
اس طرح ذکر کیا۔

عدنان بن ادد بن زید بن بقد بن المقوم بن الیسع بن نبت بن قیدار
بن اسماعیل بن ابراہیم بن تارح بن ناحور بن شاروح بن ارعوب بن فالغ بن
عابر بن شلح بن ارفخشذ بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلح بن خنوخ بن برہ
بن ہلاییل بن قینن بن انوس بن شیس بن آدم علیہ السلام“
اُپ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ہیں جو حضرت وہب بن عبد مناف بن زہرہ
بن کلاب بن مرہ رضی اللہ عنہم کی دختر نیک اختر ہیں۔



بقیہ ماشیہ ص ۱۷ سے آگے) سے مروی ہے کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نسب بیان فرماتے تو معد بن عدنان سے آگے بیان نہ فرماتے تھے۔ دو یا تین بار
یہ ارشاد فرماتے :-

كَذَبَ النَّشَابُوتُ ط ”نسب بیان کرنے والوں نے اس سے آگے
جھوٹ کہا ہے“ (سیرت حلبیہ)

اسماء النبی ﷺ

ابوالحسین بن فارس بغوی نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے درج ذیل
تثنیٰ اسماء مبارکہ ہیں :-

۱۔ علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے یہاں اور سیرت نبویؐ پر اپنی مستقل تالیف الوفا باحوال
المصطفیٰ میں ابن فارس کے حوالہ سے ۲۳۔ اسماء مبارکہ نقل فرمائے ہیں۔

عارف باللہ حضرت شیخ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب
”دلائل الخیرات“ میں دو سو ایک اسماء مبارکہ درج فرمائے ہیں۔

ابن دحیہ نے اپنی کتاب ”المستوفی“ میں لکھا ہے :

”کتب متقدمہ، قرآن اور حدیث سے اگر آپ کے اسماء تلاش کئے جائیں

تو تین سو پورے ہو جاتے ہیں“ (موہب مع زندقانی ص ۳۱۱)

امام سخاوی نے القول البدیع میں چار سو تیس کے قریب درج فرما کر لکھا :

لَا وَقَفْتُ عَلَى مَوْءُودٍ سَبَقَنِي مِثْرِي مَعْلُومَاتِ كَيْ مَطَابِقِ اتْنِي تَعْدَادِ

لَجَمْعِهَا وَتَرْتِيبِهَا - میں اسماء گرامی نہ کسی نے جمع کئے

(قول بدیع ص ۶) اور نہ ہی ترتیب دیئے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے موہب لدنیہ میں علامہ سخاوی، قاضی عیاض،

ابن عربی اور ابن سید الناس وغیرہم کے حوالے سے چار سو سے زائد اسماء مبارکہ

درج فرمائے ہیں۔ (بقیہ ماشیہ اگلے صفحہ ۴۳ پر)

محمد - احمد - ماحی - حاشر - عاقب - مقفی - نبی الرحمتہ - نبی التوبہ -

(بقیہ حاشیہ ص ۴۲ سے آگے)۔ علامہ ابو بکر بن عربی نے احکام القرآن اور شرح ترمذی میں لکھا ہے :-

”بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار اسماء ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی ایک ہزار اسماء ہیں“
(زرقانی علی المواہب ص ۳۳ - مطالع المسرات ص ۸۲)

علامہ زرقانی نے شامی کا یہ قول نقل فرمایا
”نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہزار اسماء گرامی میں سے پانچ سو پر میں مطلع ہوا۔ اگرچہ ان میں سے بہت سے اسماء میں بحث ہے“
ابن فارس سے منقول ہے -

”آپ کے دو ہزار بیس اسماء گرامی ہیں“ مطالع المسرات ص ۸۳
حقیقت یہ ہے کہ آپ کے اسماء لامحدود ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لاتعداد درجہ اور بے حساب صفات عطا فرمائے ہیں۔ وَنَزَّلْنَا مِنْهُ خَيْرٌ تِلْكَ مِنَ الْاَوَّلٰی ارشادِ بانی ہے۔ ہر درجہ اور صفت کے لئے الگ اسم درکار ہے۔ علامہ بومیری علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے :-

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُ حَدٌّ فَيُعْرَبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ
قاضی عیاضؒ نے الشفاء کی ایک مستقل فصل میں تقریباً بیس ایسے اسماء ذکر فرمائے ہیں جو اسماء الہیہ اور اسماء نبویہ میں مشترک ہیں۔ علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

”ان اسماء نبویہ میں ۵۶ اسماء حسنیٰ ہیں“ زرقانی ص ۱۵۱

یعنی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسماء الہیہ میں سے ۵۶ اسماء میں اشتراک لفظی ہے۔ علامہ قسطلانی نے ستر کے قریب وہ اسماء درج کئے ہیں جو اسماء الہیہ اور اسماء نبویہ میں مشترک ہیں۔ (مواہب لدنیہ)
واضح رہے کہ یہ اشتراک صرف لفظی ہے معنوی نہیں۔
(بقیہ حاشیہ اگلے ص ۴۴ پر)

نبی الملاحم^۹۔ شاہد^{۱۰}۔ مبشر^{۱۱}۔ نذیر^{۱۲}۔ ضحوک^{۱۳}۔ قتال^{۱۴}۔ متوکل^{۱۵}۔ فاتح^{۱۶}۔ امین^{۱۷}۔ خاتم مصطفیٰ^{۱۸}
رسول^{۱۹}۔ نبی^{۲۰}۔ امی^{۲۱}۔ قثم^{۲۲}۔

(بقیہ حاشیہ ص ۴۳) مآچی کا معنی کفر کو محو کرنے والا۔

حاشر کا معنی وہ جس کے قدموں پر لوگ اور کاحشر ہو گا۔ یعنی روز قیامت آپ قائد اور لوگ آپ کے پیچھے ہوں گے۔

عاقب بمعنی آخر الانبیاء

مقفی کا معنی عاقب ہے۔ کیونکہ آپ سب نبیوں کے بعد مبعوث ہوئے۔ ہر چیز جو دوسری کے پیچھے ہو، کی حالت کو ”تَقَّاهُ“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ملاحم^۹۔ گھمسان کی جنگ کے مواقع

ضحوک^{۱۳}۔ آپ کی یہ صفت تورات میں ہے۔ ابن فارس کا کہنا ہے کہ آپ کے بہترین مزاج فرمانے کے باعث آپ کو ضحوک کہا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے۔

إِنِّي لَا مَزَاحَ رَبِّلَا شَبَّهَ فِي مَزَاحٍ كَرْتَاهُونَ۔

قثم^{۲۲} دو معنوں کے اعتبار سے آپ کو کہا جاتا ہے۔ ایک معنی اس کا ”اعطاء“ یعنی عطا کرنا ہے۔ عربی کے محاورہ قَثَمَ لَهُ مِنْ الْعَطَاءِ يَقْشُدُ کا معنی ہے اس نے اسے عطا کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلتی ہو اسے زیادہ جواد تھے اور دوسرا معنی ”جمع“ ہے۔ جو آدمی بھلائی کا زیادہ جامع ہو اس کو قثم اور قثم کہا جاتا ہے۔



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ

دادیاں

آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت عاتکہ بنت ابی وہب بن عمر بن عائذ رضی اللہ عنہم ہے۔ جو بنی مخزوم قبیلہ سے تھیں۔
ابن قتیبہ نے المعارف میں لکھا ہے۔

”حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کا نام فاطمہ بنت عمر بن عائذ بن عمران بن مخزوم ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت صخرہ بنت عبد بن عمران رضی اللہ عنہم ہے۔ اور حضرت صخرہ رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت تخم بنت عبد بن قصی رضی اللہ عنہم ہے۔“

چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امہات میں عاتکہ نامی کئی بیبیاں ہیں اس لئے آپ کا ارشاد مبارک ہے۔

أَنَا بِنْتُ الْعَوَاتِلِ ۝^۱ میں کئی عاتکہ نامی عورتوں کا بیٹا ہوں۔“

۱۔ المعارف مطبوعہ کراچی میں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ ہے۔

۲۔ رواہ سعید بن مقصور والبطرانی فی البکیر عن سبابہ بن عاصم۔ والحدیث صحیح

(جامع صغیر ص ۱۸۴ ج ۱)

۳۔ عاتکہ کلام عرب میں ایسی بی بی کو کہتے ہیں جو پاک و طاہر ہو۔ اذروئے لغت عاتکہ و عاتکہ شریف و کریم و خالص اللون و صافی مزاج کو کہتے ہیں خصوصاً وہ بیبیاں جو اس قدر خوشبو میں بسی ہوں کہ اس کی کثرت سے جسم سرخ (بقیہ حاشیہ اگلے ص ۱۸۶ پر)

آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عامر تھا۔ ابن قتیہ کی کتاب المعارف میں اسی طرح درج ہے۔ ابو حاتم کے قول کے مطابق آپ کا نام شبیبہ تھا۔ کیونکہ آپ کے سر میں سفید بال تھے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پانچ بیویاں تھیں جن کے نام یہ ہیں :-
نقیلہ - ہالہ - فاطمہ - سمراء - لبنی

ان میں ہر ایک سے ان کی اولاد ہوئی۔ فاطمہ سے آٹھ اولادیں، ہالہ سے چار، نقیلہ سے دو، سمراء سے ایک اور لبنی سے ایک۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ نقیلہ بنت جناب۔ جن کی نسبت ان کے پردادا کی طرف ہے دو فرزند عبال اور ضرار۔
۲۔ ہالہ بنت امیب سے حمزہ، مقوم، حجل اور صفیہ

۳۔ فاطمہ بنت عمر بن عائذ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ، ابوطالب، زبیر، ام حکیم البیضاء، عاتکہ، امیمہ، ادوی اور بترہ۔

(بقیہ حاشیہ ص ۵۷ سے آگے، ہو رہا ہو...) الخ عرب میں ان خواتین کی شرافت ضرب المثل تھی۔
(ترجمہ طبقات ابن سعد ص ۹۱ ج ۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب شریف میں عاتکہ نامی بیبیوں کی تعداد تیرہ ہے۔

(طبقات ابن سعد)

۴۔ نقیلہ :- تصغیر کے صیغہ کے ساتھ۔ ان کا نسب یوں ہے :-

”نقیلہ بنت کلیب بن مالک بن جناب“

جناب آپ کے پردادا ہیں مصنف علیہ الرحمۃ نے دو (باپ اور دادا) کے اسما حذف کر کے پردادا کی طرف ان کی نسبت فرمادی ہے۔

۴۔ سمر بنت جندب بن مخر سے عارث ۔

۵۔ لبنی بنت ہاجر (جو عبد مناف کی اولاد سے تھیں) سے ابولہب

حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی ماں سلمیٰ بنت عمرو قبیلہ بنی بخار سے ہیں اور بنی بخار بنی خزرج سے ہے۔ اس اعتبار سے آپ خزر جیہ ہوئیں۔ اس قبیلہ کا اصل وطن ملک یمن کے علاقہ سبا میں تھا۔

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی والدہ عمیرہ بنت مخر بن مازن ہے اور آپ کی نانی بھی اسی قبیلہ سے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد سے ہاشم بن عبد مناف رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان کا نام عمرو تھا۔ ان کی ماں عاتکہ بنت مرة بن ہلال بن فالج بن ذکوان ہیں جو بنی سلیم کی نسبت سے سلیمیہ ہیں۔

حضرت عبد مناف رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی مغیرہ بن قصی اور لقب قمر البطحا ہے۔ ان کی ماں حمی بنت حلیل خزاعیہ ہیں۔ خانہ کعبہ کی چابی انہی حلیل خزاعی کے پاس تھی۔ ان سے حضرت قصی بن کلاب رضی اللہ عنہما نے لے لی۔

حضرت قصی بن کلاب رضی اللہ عنہما کا نام زید تھا اور مجتمع کے نام سے پکارے جاتے تھے کیونکہ وہ قریش کے تمام قبائل کو جمع کر کے مکہ میں لائے تبھی بھینغہ تصغیر بعید کے معنوں میں ہے۔ اس نام سے مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ کی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا قنعاہ کے علاقہ میں لے گئیں تو آپ اپنے خاندان سے دور ہو گئے۔ حضرت قصی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت سعد ہے۔ ان کا قبیلہ ازد السراہ ہے اس لئے آپ کو ازدیہ کہا جاتا ہے۔ حضرت کلاب رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام وہنہ ہے۔ تاریخی ابی حاتم اور ابن قتیبہ میں ان کا نام نہایت سرسبز کنانیہ مذکور ہے۔

حضرت مرۃ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام وحشیہ بنت شیبان فہریہ ہے۔ جیسا کہ
المعارف میں ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی ماں سلمیٰ بنت محارب ہیں جیسا کہ المعارف میں ہے۔
حضرت لؤئی رضی اللہ عنہ کی والدہ سلمیٰ بنت عمر بن عامر کنانیہ ہے۔ لیکن ابی حاتم
اور ابن قتیبہ کے نزدیک ان کا نام وحشیہ بنت مدلج ہے۔

حضرت غالب رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام عاتکہ ہذلیہ ہے۔ ابی حاتم اور ابن قتیبہ
نے ان کا نام سلمیٰ بنت سعد لکھا ہے۔

حضرت فہرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا اسم گرامی جندلہ بنت حارس جرمی ہے۔
حضرت مالک رضی اللہ عنہ کی ماں عکثرہ قیسیہ سے ہے۔ ابی حاتم اور ابن قتیبہ
کے نزدیک ان کا نام ہند بنت اعوان بن عمرو ہے اور یہ قیس علان کی اولاد
سے تھیں۔

حضرت نضر رضی اللہ عنہ کی والدہ برہ مرہ ہیں اور ابی حاتم کے قول کے
مطابق ان کا نام نکیرہ ہے۔ یہ اُن کے والد حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔
باپ کے بعد آپ کے عقد میں آئیں۔

۱۔ سبحانک! هذا بهتان عظیم۔ ابن قتیبہ نے المعارف میں اس قبیح فعل کی
نسبت نضر کی بجائے کنانہ کی جانب ہے اور لکھا ہے کہ کنانہ نے اپنے والد ماجد خزیمہ
کی بیوی برہ کو ان کی وفات کے بعد اپنی زوجہ بنالیا۔ استغفر اللہ۔ علماء تاریخ و نسب کو
یہ غلط فہمی کنانہ اور خزیمہ کی ازواج کے ہم نام ہونے کے باعث ہوئی۔ مشارکت اسی
کے باعث انہوں نے دو شخصیتوں کو ایک سمجھ لیا اور اس غلطی کا شکار ہو گئے حالانکہ خزیمہ
کی بیوی برہ بنت ادبن طابخہ ہے اور کنانہ کی بیوی برہ بنت مر بن ادبن طابخہ ہے، جو
(لقد حاشیہ اگلے صفحہ ۴۹ پر)

حضرت کثانہ رضی اللہ عنہ کی والدہ عوانہ ہیں۔ دوسرے قول کی رو سے اُن کا نام ہند ہے۔

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی ماں سلمہ بنت سعد بن قیس ہے۔

حضرت مدرکہ رضی اللہ عنہ کی والدہ خندف ہیں ان کا نام لیلیٰ ہے۔

حضرت الیاس رضی اللہ عنہ کی ماں ربابہ ہیں۔

حضرت مفر رضی اللہ عنہ کی والدہ سودہ ہیں۔

حضرت نزار رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام معانہ ہے۔

حضرت معد رضی اللہ عنہ کی والدہ مہرہ ہیں۔ طبری میں ان کا نام مہد و مذکور ہے۔

اور حضرت عدنان رضی اللہ عنہ کی والدہ بلہا ہیں رضی اللہ عنہن اجمعین۔

بیہقی کی کتاب الدلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:-

نَحَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ وَلَعُ أَخْرَجُ مِنْ سِفَاحٍ يَمُنُّ لَدُنَّ

آدَمَ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى أَبِي وَأُمِّي فَأَنَا خَيْرُكُمْ نَبَاً وَ

خَيْرُكُمْ آبَاً۔

”حضرت آدم علیہ السلام سے میرے ماں باپ تک میں نکاح سے پیدا ہوا نہ کہ

زنا سے تو میں تم سے نسب اور آباء کے لحاظ سے بہتر ہوں۔“



دقیقہ حاشیہ ص ۴۳ سے آگے، بروہ ادلی کی بجا بنی ہیں۔ اس غلطی پر سب سے پہلے امام جاحظ نے

اپنی تصنیف کتاب الاصلہ میں تنبیہ فرمائی۔ جزا اللہ خیر

(حاشیہ المحدث ص ۳ مطبوعہ محمد کراچی)

بسمِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نایاں

مرۃ۔ ام حبیب۔ برہ۔ قلابہ۔ ہند

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ مرۃ بنت عبد العزی، حضرت مرۃ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام حبیب بنت اسد، حضرت ام حبیب رضی اللہ عنہا کی والدہ برہ بنت عوف، حضرت برہ رضی اللہ عنہا کی والدہ قلابہ اور حضرت قلابہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہند بنت یربوع ہے۔

ابن ہشام اور ابن قتیبہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ کا نام برہ ہے نہ کہ مرۃ۔

۱۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ کا نام ابن ہشام اور قتیبہ نے برہ تحریر کیا ہے۔
(ابن ہشام۔ المعارف)

۲۔ عبد العزی بن عبدالدار بن قس بن کلاب۔ (ابن ہشام۔ المعارف)

۳۔ اسد بن عبد العزی بن قس بن کلاب۔ (ابن ہشام۔ المعارف)

۴۔ عوف بن عبد بن عویج بن عادی بن کعب (ابن ہشام المعارف) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نہال میں والدہ ماجدہ اور ازاں بعد کی تین امہات برہ۔ ام حبیب اور برہ خاندان قریش سے تھیں۔ (روض انف ص ۷)

۵۔ قلابہ بنت حارث بن لیان بن ہذیل (المعارف) علامہ سہیلی نے ان کا نسب یوں لکھا ہے قلابہ بنت حارث بن مالک بن طابخہ (روض انف)

۶۔ قبیلہ بنی ثعلف سے تھیں (المعارف) علامہ سہیلی نے حضرت قلابہ رضی اللہ عنہا کا نام امیرہ بنت مالک بن غنم بن لیان تحریر فرمایا ہے (روض انف) واللہ اعلم بالصواب۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نانا حضرت وہب رضی اللہ عنہ کی ماں عاتکہ بنت الاوقص بن مرہ بن حلال ہے۔ حضرت وہب رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبد مناف رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام زہرہ ہے جن کی اولاد ان کی طرف منسوب ہے نہ کہ باپ کی طرف۔ کیونکہ ان کے والد کا نام معلوم نہیں۔ یا دانتوں میں باپ کی جگہ ان کا ذکر ہے۔

حضرت قصی بن کلاب رضی اللہ عنہ کا بھائی زہرہ بن کلاب ہے۔ ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت سعد ہے جو ازد السراہ کے خاندان سے ہیں۔



رضاعی مائیں

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سے قبل آپ کو ابولہب کی لونڈی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے چند روز دودھ پلایا۔ آپ سے پہلے انہوں نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما اور آپ کے بعد ابوسلمہ بن عبدالاسد کو دودھ پلایا۔

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ سعدیہ نے دودھ پلایا۔ دو سال چند ماہ دودھ پلانے کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو والدہ ماجدہ کے سپرد کر دیا۔

ابن قتیبہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی سعد میں پانچ برس رہے۔ چھ برس کی عمر تک اپنی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے وہ آپ کو ہمراہ لے کر اپنے ننھیال بنی عدی بن بخار سے ملنے مدینہ آئیں۔ اس سفر میں حضرت امّ مین رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ چند ماہ قیام کے بعد آپ کو لے کر مکہ مکرمہ واپس ہوئیں۔ ابواء کے مقام پر فوت ہوئیں۔ ان کا منرا پُرانوار وہی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جب آپ کی والدہ کا انتقال ہوا۔ آپ کی عمر چار برس تھی۔

۱۔ ثویبہ: ثَوَيْبَةُ - ثَوَيْبَةُ کے اسلام میں اختلاف ہے۔ بعض محدثین انہیں صحابیات میں شمار کرتے ہیں۔ سیر کی کتابوں میں ہے کہ حضورؐ نے بحکم رضاعت ان کا اعزانہ و اکرام فرمایا اور مدینہ مطہرہ سے ان کے لئے کپڑے اور انعام بھیجوائے۔ ان کی وفات غزوہ خیبر شہر میں ہوئی۔ (ترجمہ مدارج النبوت)

والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنی کفالت میں لیا۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے ابوطالب کو آپ کے بارے میں وصیت فرمائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر اس وقت اٹھ سال دو ماہ اور دس دن تھی۔

جب آپ بارہ برس دو ماہ دس دن کے ہوئے تو آپ کے چچا ابوطالب تجارت کی غرض سے آپ کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ شہر تیما میں اترے۔ ایک یہودی عالم نے جس کا نام بخیر راہب بتایا جاتا ہے، آپ کو دیکھ کر ابوطالب سے پوچھا آپ کے ہمراہ یہ لڑکا کون ہے؟ انہوں نے بتایا میرا بھتیجا ہے۔ راہب نے پوچھا تمہیں اس سے ہمدردی ہے؟

ابوطالب نے کہا ہاں راہب کہنے لگا اگر آپ اسے شام نے گئے تو یہاں کے یہودی اسے ضرور قتل کر دیں گے۔ اس پر ابوطالب آپ کو یکسر واپس لے آئے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

پچیس برس کی عمر میں آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا صامان تجارت کی غرض سے لے کر گئے۔ اس کے دو ماہ بعد ان سے آپ کا نکاح ہوا۔ بتایا گیا ہے کہ ابوطالب نکاح میں موجود تھے۔ ان کے ہمراہ بنی ہاشم اور مضر قبیلہ کے سردار بھی موجود تھے۔ ابوطالب نے یہ خطبہ پڑھا :-

ترجمہ :- سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل، سعد کی اصل اور مضر کی جڑ سے پیدا فرمایا۔ ہم کو اپنے نبی کی پرورش کرنے والا اور اپنے حرم کا محافظ بنایا۔ ہمارے

لئے اس نے گھر بنایا جس کا حج کیا جاتا ہے، امن والا حرم بنایا، اور ہمیں لوگوں پر حاکم بنایا۔ حمد الہی کے بعد میرا یہ بھتیجا محمد بن عبداللہ ایسی شان وال ہے کہ ہر آدمی سے برتر ہے اگرچہ مال اس کے پاس کم ہے۔ کیونکہ مال ڈھلتی چھاؤں ہے اور یہی ایک امر حائل ہے اور محمدؐ نے جس کے خویش و اقارب کو تم جانتے ہو، خدا بخیر بنت خویلد سے خواستگاری فرمائی ہے اس کو مال سے مر دیا ہے جو کچھ نقد ہے اور کچھ اجل۔ قسم بخدا آپ مستقبل میں بڑی شان والے اور جلیل القدر ہوں گے۔“

خطبہ کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔

فصل

پینتیس برس کی عمر میں آپ تعمیر کعبہ میں شریک ہوئے۔ قریش اس تعمیر میں آپ کو فیصل بنانے پر رضامند ہو گئے۔

چالیس سال ایک دن کی عمر میں بروز پیر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ آپ کی بعثت کے بیس روز بعد تک قریش سارے ٹوٹے دیکھتے رہے۔ بعثت کے بعد تین سال تک آپ نے اپنے معاملہ کو پوشیدہ رکھا۔ اذنا بعد آپ کو اظہار کا حکم دیا گیا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی :

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اس کا اظہار فرمائیے) جب آپ کی عمر انچاس برس آٹھ ماہ اور گیارہ دن ہوئی تو آپ کے چچا ابوطالب نے انتقال فرمایا اور ابوطالب کے انتقال کے بعد تین اور ایک قول کے مطابق پانچ روز رمضان المبارک میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا چل بسیں۔

ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تین ماہ بعد آپ حضرت زید بن

حارثہ کے ہمراہ طائف تشریف لے گئے وہاں ایک ماہ قیام کے بعد مکہ معظمہ واپس تشریف لائے اور مطعم بن عدی کے عہد امان میں ٹھہرے۔
 پچاس سال تین ماہ کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج سے سرفراز فرمایا گیا۔

ترپن برس کی عمر میں آپ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ آپ نے اس سے پہلے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہجرت کا حکم دے رکھا تھا جس کی بنا پر انہوں نے گروہ در گروہ ہجرت کی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ہجرت فرمائی۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑا تاکہ لوگوں کی امانتوں کو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھیں حفاظت سے واپس کر دیں۔ بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی۔



چچا

ابن سائب نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا گیارہ تھے۔ جن کے نام اس طرح ہیں :- (۱) حارث - (۲) زبیرؓ (۳) ابوطالبؓ۔

۱۔ حارث :- یہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ چاہ زمزم از سر نو کھودنے میں اپنے والد کے شریک کار تھے۔ ان کی اولاد مفصل ذیل تھی۔

- ابومضیان - حضرت حمید رضی اللہ عنہما کا دودھ پینے کے باعث سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سرور علی بن ابی طالب سے بہت محبت کرتے تھے لیکن اعلان نبوت پر یہ دوستی عداوت میں بدل ہوئی۔ بتقریب اللہ فتح مکہ کے سال ایمان لائے۔ سن ۲ھ کو مدینہ منورہ میں وصال پائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

- نوفل - غزوہ بدر میں لشکر کفار میں تھے اور قیدی بنے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قیدی سے رہائی پائی نعمت اسلام سے سرفراز ہوئے کثیر الاولاد تھے۔

- عبدشمس - ان کا نام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ رکھا۔ عہد نبوت میں بمقام صفراء وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی اولاد شام میں تھی۔

- ربیعہ - صحابی رسول تھے۔ ذکور و اناث اولاد تھی۔ (المعارف لمختصا)

۲۔ زبیر :- شاعر تھے۔ ابوطاہر کنیت تھی۔ ان کے ایک لڑکے عبد اللہ تھے جن سے زبیرہ اولاد

نہ چلی۔ منباء اور ام الحکم صاحبزادیاں تھیں۔ (المعارف لمختصا)

۳۔ ابوطالب :- حضرت علیؓ، جعفرؓ، عقیلؓ اور طالبؓ کے اور (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حمزہ - ابولہبؓ - غیداق - مقومؓ - صفار -

(بقیہ حاشیہ ص ۵۶ سے آگے) ام ہانی فاخہ اور حبانہ صاحب زادیاں تھیں زوجہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا مشرف باسلام تھیں۔ ابوطالب کے ایمان میں اختلاف ہے ان کی وفات ہجرت سے قبل ۲ سال ۴ ماہ ہوئی۔

۱۷ حمزہؓ :- ابوعمارہ کنیت تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر بھتی غزوہ بدر میں شیبہ، طعینہ اور رباع کو جہنم رسید کیا۔ غزوہ احد میں جا شہادت نوش فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ ان کا ایک لڑکا عمارہ نامی تھا جس سے آگے اولاد کا سلسلہ نہ چلا۔ (المعارف لمختص)

۱۸ ابولہبؓ :- نام عبدالعزیٰ کنیت ابو عتبہ تھی۔ حبال کے باعث ابولہب کے نام سے مشہور تھا۔ آنکھ سے بھینکا تھا۔ بھوڑے کے باعث مکہ میں موت ہوا۔ اس کی بیوی ام جمیل بنت حرب بن امیرہ تھی جسے قرآن مجید میں حماتہ المطلب کہا گیا ہے۔ عتبہ عتیہ، معتب اولاد ذکر کے علاوہ لڑکیاں بھی تھیں۔ عتبہ اور معتب نے اسلام قبول کیا۔ معتب حنین میں لشکر اسلام میں شامل تھے۔ (المعارف لمختص)

۱۹ غیداق :- کثرت خیر اور وسعت مال کے باعث غیداق کے لقب سے ملقب تھے۔ اصل نام حجل تھا (بن ہشام) غدق المطر (خوب بارش برسا) اغدق العیش (معیشت کا فراخ ہونا)۔ (المنجد)

۲۰ مقوم :- ظہور اسلام سے پہلے فوت ہو گئے۔ ایک لڑکی ہند نامی کے سوا کوئی اولاد نہ تھی۔ (المعارف)

۲۱ صفار :- ابن ہشام ص ۱۱۷، المعارف ص ۱۱۵ میں صفار بن عبدالمطلب کی بجائے صفار بن عبدالمطلب تحریر ہے۔ المعارف میں (بقیہ حاشیہ اگلے ص ۵۸ پر)

عباس - قُثم - حمل ۲۰

ابوسائب کے علاوہ دوسرے راوی نے ان کی تعداد دس بیان کی ہے۔
قُثم کو شمار نہیں کیا اور کہا غیثا ق کا نام حمل تھا۔
زبیر بن عبد المطلب کے لڑکے کو بھی حمل کہا جاتا تھا جس کا نام مغیرہ تھا۔



(بقیہ حاشیہ ص ۵۷ سے آگے) ہے ظہور اسلام سے قبل فوت ہوئے کوئی اولاد نہ تھی شعر کہا کرتے تھے۔

۱۰ عباس :- ابوالفضل کنیت تھی۔ عام فیل سے تین سال قبل پیدا ہوئے۔ خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آخر عمر میں آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے۔ ام الفضل لبابہ بنت حارث ہلالیہ سے ان کے ہاں عبد اللہ، فضل، عبید اللہ، قُثم، معبد، عبد الرحمن، اور ام حبیب پیدا ہوئے۔ لونڈیوں سے تمام، کثیر، حارث، آمنہ اور صفیہ اولادیں ہیں (المعارف) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سینکڑوں برس خلافت رہی۔

۱۱ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ ایک روایت کے مطابق حمل (پہلے جیم پھر حاء) ہے اور دوسری کے قول کے مطابق حمل (پہلے حاء پھر جیم) ہے۔ (رومن الف)

بھوپھیاں

آپ کی چھ بھوپھیاں تھیں
 ۱۔ ام حکیم، ان کا نام بیضاء تھا۔ ۲۔ برہ۔ ۳۔ عاتکہ۔ ۴۔ صفیہ۔ ۵۔ اُردی۔ ۶۔ اُمیہ۔
 ان میں سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے اسلام میں اتفاق ہے۔ عاتکہ اور
 اُردی کے بارے میں محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ یہ دونوں مکہ معظمہ میں ایمان
 لائیں اور مدینہ منورہ، ہجرت بھی کی۔ دوسرے راوی کا کہنا ہے کہ ان میں سوائے حضرت
 صفیہ رضی اللہ عنہا کے کوئی ایمان نہ لائی۔

۱۔ گریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں۔ (المعارف)
 ۲۔ برہ پہلے عبدالاسد بن ہلال مخزومی کے نکاح میں آئیں۔ جس سے ان کے ہاں ابوسلمہ بن عبدالاسد
 پیدا ہوئے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنے سے
 پہلے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ عبدالاسد کے بعد ابورہم بن عبد العزی
 جو عامر بن لوی کے خاندان سے تھا ان کے نکاح میں آئیں۔ ان سے ابوسبرہ متولد ہوئے۔

(المعارف)

۳۔ عاتکہ۔ ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی کے عقد میں تھیں۔ (المعارف)
 ۴۔ صفیہ۔ پہلے عدث بن حرب بن امیہ کے نکاح میں تھیں پھر عوام بن خویلد کی تزویج میں آئیں
 جن سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ (المعارف)

۵۔ اُردی۔ اُردی، عمر بن عبد بن قس بن کلاب کے نکاح میں تھیں۔ (المعارف)

۶۔ امیہ۔ امیہ بن رباب اسدی کے عقد میں تھیں۔ (المعارف)

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن

اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد | اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قسّی بن کلاب رضی اللہ عنہا نے سب

سے پہلے ورقہ بن نوفل سے نکاح کے لئے کہا لیکن ان کے درمیان رشتہ ازدواج نہ ہو سکا۔ پھر ابوبالہ نے آپ سے نکاح کیا جس کا نام ہند تھا۔ ایک قول میں اس کا نام مالک بن نباش مذکور ہے۔ اس خاوند سے آپ کے ہاں دو لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام ہند اور بالہ ہیں۔ اس کے بعد عتیق بن عائذ مخزومی نے نکاح کیا جس سے ہند نامی لڑکی پیدا ہوئی۔ بعض علماء نے ذکر فرمایا کہ عتیق سے نکاح ابوبالہ سے پہلے ہوا۔ پھر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے نکاح فرمایا۔ اس وقت اُن کی عمر چالیس سال تھی۔ فرضیت نماز سے قبل سترہ نبوی کو آپ نے انتقال فرمایا۔ دوسرے قول کے مطابق سترہ نبوی کو آپ کا انتقال ہوا۔ یہی صحیح تر روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی زندگی میں کسی اور عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔ بوقت وصال ان کی عمر پینسٹھ سال تھی۔ عورتوں میں سب سے پہلے آپ ہی ایمان لائیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد سبجز حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے ان کے بطن سے ہوئی۔

حکیم بن حزام راوی ہیں کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو ہم اُن کی میت آپ کے گھر سے لے کر نکلے۔ جنوں میں ہم نے اُنہیں دفن کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی قبر میں اترے۔ آپ کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی رکھو کہ اس وقت نماز

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت فرمائی۔ پہلے اپنے چچا زاد حضرت سکراں بن عمرو رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ دونوں میاں بیوی نے اکٹھے سرزمین حبشہ کی جانب ہجرتِ ثانیہ کی۔ جب دونوں مکہ مکرمہ واپس لوٹے خاوند کا انتقال ہو گیا۔ ایک روایت کے مطابق ان کا انتقال حبشہ میں ہو گیا۔ عدت کے بعد حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نکاح کا پیغام دیا۔ اور نکاح فرمایا۔ مکہ مکرمہ میں آپ کی رخصتی ہوئی۔ مدینہ منورہ میں انہوں نے ہجرت کی۔ جب عمر رسیدہ ہو گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا۔ لیکن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ انہیں طلاق نہ دی جائے بلکہ ازواجِ مطہرات میں شامل رکھا جائے۔ انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی استدعا کو قبول فرمایا اور طلاق نہ دی۔ مدینہ منورہ میں شوال ۴ھ کو وفات پائی۔

جسیر بن مطعم سے نامزد تھیں۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواستگاری فرمائی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ سرکار کچھ مہلت دیجئے تاکہ جسیر کو نہی سے آمادہ کر لوں۔ دو سال قبل ہجرت تک مکہ میں ماہ شوال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا۔

ایک قول کے مطابق ہجرت سے تین برس قبل نکاح فرمایا۔ اس وقت اُن کی

عمر چھ برس تھی۔ نصیحتی مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر نو برس تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت میں نو برس رہیں۔ وصال نبوی کے وقت آپ کا سن اٹھارہ برس تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سوا کسی اور بابرہ عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔ شہد یا شہدہ میں وصال فرمایا۔ ستر برس کے قریب عمر پائی۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ دیگر امہات المؤمنین کے ساتھ بقیع میں آپ کو دفن کیا جائے۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ خلیفہ مروان اس وقت مدینہ میں تھا۔ واقدی کے قول کے مطابق آپ نے منگل کی رات ۱۲ رمضان المبارک ۶۳ھ میں بصرہ چھپا سٹھ برس انتقال فرمایا۔

اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا | یہ پہلے حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ

کے عقد میں تھیں۔ ان کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ ہجرت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدر سے مراجعت کے وقت حضرت خنیس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد آپ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایک طلاق دیدی۔ اس پر حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ آپ حضرت حفصہ کی جانب رجوع فرمائیں۔ کیونکہ یہ کثرت سے روزے رکھتی ہیں اور نواقل پڑھتی ہیں۔ اس پر آپ نے طلاق رجوع فرمایا۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ نے طلاق کا صرف ارادہ فرمایا تھا طلاق کی نوبت نہ آئی۔ بقول واقدی شعبان ۳۳ھ بصرہ ساٹھ سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں وصال پایا۔ ایک قول کی رو سے بعہد خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا | ان کا اسم گرامی ہند بنت ابی اُمیہ ہے۔
ابی اُمیہ کا نام سہیل ہے جن کو زاد الراکب

کہا جاتا تھا۔ ابی اُمیہ سہیل کا نسب نامہ یوں ہے :

سہیل ابن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم۔

پہلے حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان کے ساتھ حبشہ کی دونوں ہجرتیں کیں وہیں آپ کے ہاں زینب پیدا ہوئیں۔ ازاں بعد عمر اور دہہ متولد ہوئے۔ جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سگھڑے میں فوت ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں شوال ۳ھ میں آئیں۔ ان کا وصال ۵۹ھ میں ہوا اور ایک قول کے مطابق ۶۳ھ میں آپ نے وفات پائی۔ صحیح ترقول اول ہے۔ بقول ابو نعیم اصبہانی آپ کا جنازہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے پڑھایا جو درست نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ آپ کا جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ بوقت وصال عمر چوراسی سال تھی۔

اُمّ المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا | اسم گرامی رملہ بنت ابی سفیان بن حرب تھا۔ پہلے عبید اللہ بن جحش بن رباب کے

نکاح میں تھیں۔ ان ہی سے آپ کے ہاں حبیبہ پیدا ہوئی۔ اسی حبیبہ سے آپ نے ام حبیبہ کنیت اپنا لی۔ اپنے خاوند کے ساتھ سرزمین حبشہ کی جانب دوسری ہجرت کی۔ خاوند وہاں عیسائی مذہب اختیار کر کے مرتد ہو گیا اور وہیں مر گیا۔ لیکن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ثابت قدم رہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا تاکہ آپ کی جانب سے انہیں نکاح کا پیغام دے۔ ۶ھ میں نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ نجاشی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے چار سو دینار

مہر دیا۔ شرجیل بن حسنہ کے ہمراہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خالد بن سعید بن عاص کو اپنا وکیل بنایا۔ انہوں نے آپ کا نکاح کیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ مدینہ منورہ آگئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام نکاح دیا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کا نکاح کیا۔ لیکن پہلی روایت صحیح تر ہے۔ مسئلہ میں دس سال پایا۔

اُمّ المؤمنین زینب بنت جحش | اُمّ المؤمنین زینب بنت جحش بن رثاب بن یعمر بن

صبرہ بن مزہ بن کبیر بن غنم بن دودان رضی اللہ عنہا کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھوپچی تھیں۔ پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔ ہجرت کرنے والی عورتوں میں آپ شامل ہیں۔ شہرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے مدینہ منورہ میں نکاح فرمایا۔ تیرپن برس کی عمر میں مسئلہ کو وفات پائی۔

اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت خزيمة | اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت خزيمة بن حارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد

بن حلال بن عامر بن صعصعہ رضی اللہ عنہا مسکینوں کو کھانا کھلانے کے باعث زمانہ جاہلیت میں امّ المساکین کے نام سے مشہور تھیں۔ پہلے طفیل بن حارث کے ساتھ نکاح کیا۔ طلاق کے بعد اس کے بھائی حضرت عبیدہ بن عوث رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا جو احد میں شہید ہوئے۔ ہجرت کے اکتیسویں مہینے کی ابتداء میں

۱۰ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نباہ نہ ہو سکنے کے باعث طلاق تک نوبت پہنچی۔ مدت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

رمضان شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح فرمایا۔ آٹھ ماہ آپ کے ساتھ رہے۔ پھر ربیع الثانی کے آخر میں ہجرت کے انتالیسویں مہینے انتقال کر گئے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا | اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار رضی اللہ عنہا غزوہ بنی مصطلق میں قید ہو کر آئیں۔ اس سے قبل مسافع بن صفوان یا صفوان بن مالک کے نکاح میں تھیں۔ تقسیم غنیمت کے وقت حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے حصّہ میں آئیں جنہوں نے آپ کو مکاتب بنادیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت ادا کر کے سند میں نکاح فرمایا۔ ان کا نام برہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدل کر جویریہ رکھا۔ لوگوں نے جب نکاح کی خبر سنی تو تمام بنو مصطلق کے غلاموں کو رہا کر دیا۔ آپ کے اس نکاح کی برکت سے سو خاندان آزاد ہوئے۔ وصال ربیع الاول ۵۶ھ یا ۵۷ھ میں بعمر ۶۵ سال ہوا۔

اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ بنت حی | اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب بن سعید بن عامر رضی اللہ عنہا۔ آپ حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ سلام بن مسعم قرظی نے پہلے نکاح کیا۔ لیکن یہ نکاح مفارقت پر منبج ہوا۔ پھر کنانہ بن ربیع بن حقیق سے نکاح ہوا جو غزوہ خیبر میں مقتول ہوا۔ اور یہ قید ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نکاح کے لئے منتخب فرمایا۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے اپنی زوجیت کا شرف بخشا۔ آزادی ان کا مہر ٹھہرایا۔ ایک روایت کے مطابق تقسیم غنیمت کے وقت حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصّہ میں آئیں۔ جنارہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات باندیوں کے بدلے ان سے لے

لے لیا۔ ۳۵۲ یا ۳۵۳ میں فوت ہوئیں اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا | ام المؤمنین حضرت ریحانہ بنت زید بن عمرو بن خثافہ رضی اللہ عنہا۔ بقول ابن سعد: یہ بنی نصر سے تھیں اور بقول کلبی ان کا نسب یوں ہے :

ریحانہ بنت شمعون بن زید۔ رضی اللہ عنہا

بنی قریظہ کے کسی مرد کے نکاح میں تھیں جس کا نام حکم بتایا جاتا ہے۔ قیدی ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حتمہ میں آئیں۔ آپ نے آزاد فرما کر سہیلہ میں ان کو شرفِ زوجیت بخشا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حجۃ الوداع سے لوٹے تو ان کا انتقال ہوا اور جنت البقیع میں انہیں دفن فرمایا۔ واقدی کا کہنا ہے کہ سترہ میں فوت ہوئیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بطور کنیز کے تھیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا | ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث بن حزن بن بحیر بن ہزیم ہلالیہ رضی اللہ عنہا زمانہ جاہلیت میں مسعود بن عمرو ثقفی کے عقد میں آئیں لیکن جدائی ہو گئی۔ پھر ابوہریرہ بن عبد العزیٰ سے نکاح کیا جو مر گیا۔ آخر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرت کے مقام پر جو مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے سہیلہ میں عمرۃ القضاء سے واپسی پر نکاح فرمایا۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری زوجہ مطہرہ ہیں۔ تقدیر ربانی کہ جس مکان میں آپ کی خیمتی ہوئی اسی مکان میں ۳۶۳ یا ۳۶۴ میں وصاں پایا اور مدفون ہوئیں۔

ان عورتوں کا ذکر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں لیکن ان سے نہ فاف نہ فرمایا

ایک عورت بنی کلاب سے تھیں جس کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے اس کا نام فاطمہ بنت منحاک کلابی بتایا۔ بعض نے عمرہ بنت یزید بن عبید بن کلاب بن ربیعہ بن عامر ذکر کیا۔ عالیہ بنت ظبیان از اولاد بکر بن کلاب بھی بعض روایتوں میں آیا ہے۔ اور بعض میں اس کا نام سبابت سفیان از اولاد بکر بن کلاب۔ ان روایتوں کی بنا پر یہ ایک عورت ہے نام میں اختلاف ہے۔ اور یہ بنی عامر سے ہی ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق ان ناموں کی عورتوں سے سرکار علیہ السلام نے عقد فرمایا۔

بقول زہری فاطمہ بنت منحاک سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح فرمایا۔ لیکن اس نے غلط فہمی میں اٹھوذاً باللہ منک کے الفاظ کہ دیئے۔ تو آپ نے اُس سے طلاق دے دی۔ اس کے بعد وہ کہا کرتی تھی کہ میں بد بخت ہوں۔ یہ ذوقعدہ شہداء میں نکاح میں آئی اور سنہ ۱۱ میں فوت ہوئی۔ عمرو بن شعیب نے باپ اور وہ دادا سے راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے دخول فرمایا مگر جب آپ نے اپنی ازواج کو اختیار بخشا تو اس نے اپنی قوم کو اختیار کیا اور آپ سے جدا ہو گئی۔

• عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ سبابت سفیان بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج سے تھیں ۔

• عبداللہ ابن عمرؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابواسید کو بھیجا کہ بنی عامر کی ایک عورت جس کا نام عمرہ بنت یزید تھا کو پیغام نکاح دیں ۔ پھر اس سے نکاح فرمایا ۔ بعد میں آپ کو پتہ چلا کہ اسے برص ہے تو آپ نے اسے طلاق دے دیدی ۔

• بعض علماء روایت کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالیہ کے پاس ایک عرصہ تک رہے ۔ پھر اسے طلاق دیدی ۔

• اسماء بنت نعمان بن ابی جہون بن حارث کندیہ ، جو نبیہ ۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس گئے اور بلایا تو اس نے کہا آپ آجائیے ۔ اس پر آپ نے اسے طلاق دے دی ۔ باقی راویوں کا کہنا ہے کہ یہ وہی ہے جس نے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ کے الفاظ کہے تھے ۔

• امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابی امیہ ساعدی سے روایت فرمائی ۔
تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَيَّةَ بِنْتَ ثَرْخِيلَ
فَلَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَيْهِ بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا فَكَأَنَّهَُا كَرِهَتْ ذَلِكَ
فَامْرَأًا أَبَا أُسَيْدٍ أَنْ يُجَاهِزَهَا وَيَكْسُوَهَا ثَوْبَيْنِ ۝

• رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیہ بنت ثراحیل سے نکاح فرمایا جب اس کی رخصتی آپ کے ہاں ہوئی آپ نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا ۔ آپ نے محسوس فرمایا کہ اسے ناگوار ہے ۔ آپ نے ابواسید کو حکم فرمایا کہ اسے دو کپڑے پہنا کر واپس پھوڑنے کی تیاری کرو ۔

ان ہی سے دوسری روایت ان الفاظ میں ہے ۔

اَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَوْنِيَّةِ فَلَمَّا أَدْخَلَتْ عَلَيْهِ وَ
 قَالَ هَبِي لِي نَفْسِكَ فَقَالَتْ كَيْفَ تَهَبُ الْمَلَكَهَ نَفْسَهَا لِسُوقَةٍ
 فَأَهْوَى لِي بَيْدِي إِلَى يَدِهَا لَتَكُنَّ فَقَالَتْ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ فَقَالَ
 قَدْ عَذَّبْتُ بِمَعَاذِ اللَّهِ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ يَا أَسِيدُ السَّهَابِ زَيْقِينَ
 وَالْحَقُّهَا لِأَهْلِهَا۔

» نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جونہ کے ہاں نکاح کے لئے تشریف لے گئے
 جب اُس کی رخصتی ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے ارشاد فرمایا اپنا آپ
 مجھے ہبہ کر ! تو وہ کہنے لگی کس طرح ملکہ رعیت کو اپنا آپ ہبہ کر سکتی ہے۔ آپ
 نے اُس کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ وہ ٹھہر جائے تو وہ کہنے لگی۔ ”اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ“
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے بڑی پناہ طلب کی ہے۔ پھر آپ
 ہمارے پاس باہر آگئے اور فرمایا اے اسید! اسے کتاں کے دو سفید کپڑے

پہنا دو اور اسے خاندان میں چھوڑ آؤ ۛ

● قتیلہ بنت قیس خواہر اشعث بن قیس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس
 کا نکاح اشعث نے کیا۔ بعد میں وہ حضرموت چلا گیا اور اسے بھی ساتھ لیت گیا۔
 وہیں اُسے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر پہنچی تو اسے اپنے
 علاقہ میں ہمراہ لے آیا خود مرتد ہوا اور یہ بھی اُس کے ساتھ مرتد ہو گئی۔ پھر یان
 کے بعد حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کر لیا۔ اس پر
 حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سخت کبیدہ خاطر ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
 نے عرض کیا قسم بخدا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج سے ہے ہی نہیں۔
 نہ آپ نے اُسے پسند فرمایا اور نہ خلوت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ارتداد کے
 باعث اس سے بری فرمادیا۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سرکارِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

اس کے نکاح کا انکار فرماتے تھے ۔

● ملیکہ بنت کعب لیشی ۔ بعض علماء کا کہنا ہے یہ وہی عورت ہے جس نے
أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ کہا تھا ۔ بعض کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے
دخول فرمایا اور آپ کے ہاں ہی اس کا انتقال ہوا ۔ اور بعض سرے سے نکاح
کا انکار فرماتے ہیں ۔

● سبا ۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام سنا بنت اسماء تھا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ان سے نکاح فرمایا ۔ لیکن رخصتی سے قبل انتقال کر گئیں ۔ یہ نبی کلاب کی اس
عورت کے علاوہ ہیں جس کا ذکر پہلے گزر چکا ۔

● اُم شریک ازدیہ ۔ ان کا نام غزیہ بنت جابر بن حکیم ہے ۔ سرکار کائنات صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ابو بکر بن سلمی کے نکاح میں تھیں ۔ رخصتی سے قبل ہی حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دے دی ۔ انہوں نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہبہ کر دیا تھا ۔ ایک قول کے مطابق ہبہ کرنے والی عورت خولہ
بنت حکیم ہے ۔

● خولہ بنت ہذیل بن ہبیرہ ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح
فرمایا لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچنے سے پہلے ہی انتقال
کر گئیں تھیں ۔

● شراف بنت خلیفہ ۔ یہ حضرت وحید رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں ۔ عقد نبوی میں آئیں لیکن
رخصتی نہ ہوئی ۔

● بلی بنت خطیم ہمیشہ قیس ۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے
نکاح کیا غیور تھی ۔ اس نے فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ۔ سرکار پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے عتاب پہ فرمادیا ۔

- عمو بنت معاویہ کندیہ۔ آپ کے نکاح میں اُمّیں شعبی بیان کرتے ہیں کہ۔
قبیلہ کی ایک عورت کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح ہوا۔ لیکن آپ کے
وصال کے بعد آستانہ نبوی پر حاضر ہوئیں۔
- بنت جندب بن ضمرہ خندعیہ۔ بقول بعض زوجیت نبوی سے مشرف ہوئیں اور
بعض اس کے وجود ہی کا انکار کرتے ہیں۔
- نبی غفار کی ایک عورت۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غفار خاندان کی
ایک عورت سے نکاح فرمایا۔ خلوت میں اس کے جسم پر سفید داغ ملاحظہ فرما کر ارشاد
فرمایا اپنے خاندان میں چلی جا۔
- ایک قول یہ ہے کہ کلابیہ کے جسم پر سفید داغ دیکھے۔
- جس عورت نے اَعُوْذُ بِسْمِ اللّٰهِ اَمَّا اَنْتَ کُھڑاں کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک
وہ کلابیہ ہے بعض کے ہاں جونہ اور بعض نے اس کا نام ملیکہ لیشبیہ ذکر کیا ہے



ان عورتوں کا ذکر جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے نکاح کا پیغام دیا لیکن نکاح کی نوبت نہ آئی
اور

جنہوں نے اپنا آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کر دیا

• اُمّ ہانی بنت ابوطالب بن عبدالمطلب - ان کا نام فاختہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے خواستگاری فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا میں بچوں والی عورت ہوں۔ اور معذرت کی۔ آپ نے معذرت قبول فرمائی۔

• ضباعہ بنت عامر بن قرط بن سلمہ - سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے باپ کو نکاح کا پیغام پہنچایا جس کا نام سلمہ بن ہشام تھا۔ اس نے عرض کیا مجھے اس سے شورہ کرنے کی مہلت دیجئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی نے خبر دی کہ وہ بوڑھی ہو چکی ہے۔ باپ اس کے پاس پہنچا اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۰ یعنی مہر کے بغیر اپنے آپ کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں دیدیا۔ یہ خصائص نبویہ سے

ہے درجہ عام مسلمانوں کے نکاح میں مرد کے ذمہ مہر لازم ہے۔ اگرچہ عقد میں مہر کا ذکر بھی نہ کیا ہو۔

نکاح کے بعد عورت کو اختیار ہے چاہے ذمہ لے کر لے یا معاف کر دے۔

کی طلب کا ذکر کیا۔ اُس نے باپ سے کہا جائیے اور نکاح کر دیجئے۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکوت فرمایا۔

صفیہ بنت بشامہ بن فضلہ - نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اس وقت پیغام پہنچایا جب یہ قیدی ہو کر آئی۔ آپ نے اسے اپنی پسند پر چھوڑ دیا۔ اور فرمایا مجھے یا پہلے خاوند میں سے جسے چاہتی ہے اختیار کر لے۔ اس نے عرض کیا مجھے پہلا خاوند پسند ہے۔ آپ نے اُسے آزاد فرما دیا۔ بنو تمیم نے اس کے اس فعل پر اسے لعنت کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

اُمّ شریک - ہم نے اس کا ذکر مطلقاً نبویہ میں پہلے کر دیا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ اُس نے اپنے آپ کو ہبہ کیا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہ فرمایا۔

لیلیٰ بنت خطیم - پہلے ہم نے ذکر کیا کہ اس کا نکاح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا لیکن فسخ ہو گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اُس نے اپنا آپ ہبہ کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہ فرمایا۔

خولہ بنت حکیم بن امیہ - اس نے اپنا آپ ہبہ کیا لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کو ملتوی رکھا۔ بعد میں عثمان بن مظعون نے اس سے نکاح کر لیا۔

جمرة بنت حارث بن عوف مرنی - نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواستگاری فرمائی۔ مگر اس کے باپ نے کہا کہ وہ بیمار ہے۔ فی الحقیقت اُسے کوئی بیماری نہ تھی۔ جب باپ اُس کے پاس آیا تو وہ برص میں مبتلا ہو چکی تھی۔ یہ

شیب بن برصاء شاعر کی ماں تھی۔

سودۃ قریشیہ - نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام عقد بھیجا۔ وہ عورت صاحب اولاد تھی۔ اس نے عرض کیا مجھے یہ ناگوار ہے کہ میرے بچے آپ کے سرہانے شور مچائیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تعریف فرمائی اور اُسے دُعا دی۔

نامعلوم الاسم عورت : مجاہد نے فرمایا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ اُس نے عرض کیا: میں اپنے باپ سے مشورہ کر لوں۔ باپ کے پاس گئی اور اُس نے اجازت دے دی۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں آئی تو آپ نے فرمایا، ہم نے تیرے علاوہ ایک اور لحاف اوڑھ لیا ہے۔



مستورات جو آپ پر نکاح کے لئے پیش

ہوئیں لیکن آپ نے انکار فرما دیا

• امام زینت حمزہ بن عبدالمطلب - اس کا نام عمارہ بھی مذکور ہے۔ آپ نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا۔

”یہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں“

• ضحاک ابن سفیان نے اپنی لڑکی پیش کی اس کے جمال کا ذکر کیا اور کہا اسے کبھی سر درد نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ عورت بنی کلاب سے تھی۔ اس کے باپ نے مذکورہ بالا بات کہی تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے طلاق دیدی۔ خلوت نہ فرمائی۔



باندیاں

• حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا - اسکندریہ کے حکمران مقوقس نے آپ کے پاس انہیں بھیجا -

• لیحانہ بنت زید - ان کا ذکر سابقہ صفحات میں ہو چکا - بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے آزاد فرما کر شرفِ زوجیت سے نوازا - اور بقول بعض آزاد نہ فرمایا - نہ ہری فرماتے ہیں لیحانہ کو باندی بنایا - پھر اُسے آزاد فرما دیا اور یہ اپنے خویش و اقارب میں چلی گئی -

قتادہ فرماتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو باندیاں تھیں ماریہ اور لیحانہ - بعض کا کہنا ہے کہ ربیعہ قرظیہ بھی باندی تھی -

۱ ماریہ قبطیہ بنت شمعون - حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ابن نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کریمہ تھیں ۱۶ھ میں انتقال فرمایا - خلیفہ ثانی حضرت عمر

فانہ دق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حنبت البقیع میں دفن

ہوئیں - صحابہ مدنیہ

۲ ازواجِ مطہرات کے باب میں ملاحظہ فرمائیں -

در عبیدہ کا کہنا ہے کہ آپ کی چار کنیزیں تھیں۔ مادّیہ، ریحانہ، ان کے
 علاوہ جمیلہ جو قیدی بن کر آپ کے حقتہ میں آئیں اور ایک کنیز زینب بنت
 جحش نے آپ کو ہبہ کی لیے



۱۰۰

۱۰۱



تعداد ازواج مطہرات اور ان کی ترتیب

زہری نے آخرین میں فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی زوجہ بعثت سے قبل حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ پھر یہ ترتیب ذیل حضرات امہات المومنین کو شرف زوجیت بخشا۔

حضرت سودہ - حضرت عائشہ - حضرت حفصہ - حضرت ام سلمہ - حضرت جویریہ بنت حارث - حضرت زینب بنت جحش - حضرت زینب بنت خزیمہ - حضرت ریحانہ بنت زید - حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان - حضرت صفیہ بنت حُجّی - حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

فاطمہ بنت عمنیٰ کلابیہ سے بھی نکاح فرمایا۔ لیکن اُس کے پناہ مانگنے کے باعث اُسے جدا فرما دیا۔ ایک قول کے مطابق اس کے جسم پر سفید داغ کے باعث جدا فرمایا۔ اسماء بنت نعمان جوئیہ سے عقد فرمایا لیکن خلوت نہ فرمائی۔ ان کے علاوہ کسی اور عورت کے ساتھ نکاح کا علماء انکار فرماتے ہیں۔

علماء نے فرمایا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف چودہ مستورات سے عقد فرمایا۔ ان میں سے چھ قرشی ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنی اسد سے۔ حضرت عائشہ صدیقہ بنی تیم سے۔ حضرت سودہ بنی عامر بن لوی سے۔ حضرت ام سلمہ بنی مخزوم سے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنی امیہ سے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنی عدی سے۔

اور بقیہ قبائل عرب میں سے ان مستورات سے نکاح فرمایا :

حضرت زینب بنت جحش اسدیہ، حضرت میمونہ ہلالیہ، حضرت جویریہ مصطلقیہ، حضرت اسماء جونہیہ، حضرت فاطمہ کلابیہ، حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ، حضرت ریحانہ ابنہ بنی نضیر اور حضرت صفیہ بنت حُجی مالِ غنیمت میں قیدی ہو کر آپ کے حصہ میں آئیں۔
محمد بن کعب قرظی آخرین میں فرماتے ہیں۔

”نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عورتوں سے عقد فرمایا۔ انہوں نے حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کے سوا باقی امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے اسماء مبارکہ بیان کئے۔
حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے ازواج مطہرات کی تعداد پندرہ بایں ترتیب بیان فرمائی۔

”حضرت خدیجہ، حضرت سودہ، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت زینب بنت جحش، حضرت میمونہ، حضرت ام سلمہ، حضرت زینب بنت خزیمہ، حضرت صفیہ، حضرت عمرہ بنت معاویہ، حضرت جویریہ بنت حارث، حضرت قتیلہ خواہر اشعث، حضرت ام شریک، حضرت لیلیٰ بنت حطیم رضی اللہ عنہن“

ابو امامہ بن سہل اپنے والد سے ازواج مطہرات میں یہ ترتیب روایت فرماتے ہیں:-
حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت سودہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت ام سلمہ، حضرت زینب بنت جحش، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہن۔

حضرت جویریہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما قیدی ہو کر آپ کے ہاں آئیں۔ نیز حضرت ریحانہ بطور کنیز زیر تصرف آئیں۔ لیکن آپ نے انہیں آزاد کر دیا۔ یہ خاندان میں چلی گئیں اور وہاں روپوش ہو گئیں۔

بقول ابو عبیدہ ازواج مطہرات کی تعداد اٹھارہ تھی۔
واقعی کا کہنا ہے کہ قول اول زیادہ مضبوط ہے۔



ازواجِ مطہراتؓ جو

وصالِ نبوی کے وقت حیات تھیں

قتادہ راوی ہیں کہ وصالِ نبوی کے وقت نواذواجِ مطہرات زندہ تھیں۔ پانچ قبیلہ قریش سے، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت سودہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن۔ باقی عرب قبائل سے تین حضرت میمونہ، حضرت زینب بنت جحش اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہن۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ایک حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا۔

اولاد پاک

فرزندِ کرام

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ | ان ہی کی نسبت سے آپ کی کنیت ابو القاسم تھی۔
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سب سے
 پہلے بعمر دو سال فوت ہوئے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ | طاہر اور طیب بھی اُن کے نام تھے۔ بعثتِ
 نبوی کے بعد پیدا ہوئے۔

ہشیم بن عدی، ہشام بن عروہ سے اور وہ اپنے باپ سے راوی ہیں کہ سرکارِ
 کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے،
 عبدالعزیٰ، عبدمناف اور قاسم تھے۔

ہشیم فرماتے ہیں میں نے ہشام سے پوچھا پھر طیب و طاہر کہاں گئے؟ تو
 انہوں نے کہا اے عراقیو! یہ دو نام اولاد میں تم ذکر کرتے ہو ہمارے مشائخ تو
 عبدالعزیٰ، عبدمناف اور قاسم روایت کرتے ہیں۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہشیم کذاب (جھوٹا) ہے اس کی بات قابلِ
 توجہ نہیں۔ ہمارے شیخ ابن ناصر فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد
 اور عبدالعزیٰ نام بالکل نہیں رکھے۔

عروۃ کا کہنا ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت قاسم، حضرت طاہر، حضرت عبداللہ اور حضرت مطیب رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔ سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ چار بیٹے تھے۔ حضرت ابراہیم، حضرت قاسم، حضرت طاہر اور حضرت مطہر رضی اللہ عنہم۔ ابو بکر برقی نے فرمایا۔ بعض علماء طاہر و مطہر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہی کے نام بتاتے ہیں۔ اور علماء کا ایک گروہ ان تین ناموں سے تین فرزند مراد لیتا ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضرت طیب اور حضرت مطیب رضی اللہ عنہما ایک حمل سے اور حضرت طاہر اور حضرت مطہر رضی اللہ عنہما ایک حمل سے متولد ہوئے۔

ان کی والدہ حضرت ساریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ان فی الحجۃ میں پیدا ہوئے۔ ایک قول کے مطابق ۱۶ ماہ اور دوسرے قول کی رو سے ۸ ماہ کی عمر میں انتقال کیا۔ قول ثانی صحیح تر ہے۔ آپ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
 اِنَّ لَّہٗ مَرْضَعًا یَّتَقَرُّ بِرِضَاعِہٖ فِی الْجَنَّةِ ۚ

”جنت میں ان کو ایک دودھ پلانے والی ہے جو مدتِ رضاعت تک اُن کو دودھ پلائے گی۔“

آپ کے علاوہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ کے

۱۰۔ ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً ان الفاظ میں اس حدیث کو روایت فرمایا ان لہ مَرْضَعًا فِی الْجَنَّةِ مِنْ اَوَّلِ حَمْلِہِ عَلٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہَا لَمَّا اَنَّہُ اَلْفَاظ میں مرفوعاً روایت فرمایا۔ ان اتمام رضاعہ فی الجنة۔ من

بطن سے ہے اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے علاوہ سب نے آپ کی حیات ظاہری میں وفات پائی۔

بنات طیبات

حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا | والدہ کا نام حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہے۔
بعثت ہوئی سے پانچ برس قبل اس وقت
پیدا ہوئیں جب قریش خانہ کعبہ تعمیر کر رہے تھے۔ آپ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں۔

زیر کا بیان ہے کہ سب سے چھوٹی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رمضان شریف ۳ء میں حضرت علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ سے ہوا اور رخصتی ذی الحجہ میں ہوئی۔

ایک قول کے مطابق نکاح ماہ رجب میں ہوا۔ ایک اور قول کے مطابق صفر کے
مہینہ میں ہو ہے کی ایک چھوٹی ذرہ مہر کے عوض ہوا۔ آپ کے ہاں حضرت حسن، حضرت
حسین، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہم متولد ہوئے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے
ہوئی جن سے حضرت عبداللہ اور حضرت عون رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔ یہ اپنے
خاوند کی زندگی میں انتقال فرما گئیں۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے
ہوا۔ ان سے حضرت زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت
عون بن جعفر رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔ ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی اور حضرت
عون رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں۔

ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ ان کے بعد حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا اور کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ان کے ہاں ہی انتقال فرما گئیں۔

ابن اسحاق نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد میں حضرت محسن رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر کیا ہے جو بچپن میں فوت ہو گئے۔

لیث بن سعد نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا اضافہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ بلوغ سے قبل ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ ماہ اور بقول بعض تین ماہ بعد ہوئی۔ انہوں نے انیس برس عمر پائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک دعائیت کے مطابق حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اور ایک قول کی رو سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا۔

پہلا قول عروہ کا ہے اور دوسرا قول عمرہ بنت عبدالرحمن کا اور تیسرا نخعی کا ہے۔ ہمارے شیخ ابن ناصر حافظ نے فرمایا آخری قول اصح ہے۔ آپ کو راتوں رات دفن کیا گیا۔

حضرت سیدہ زینب | ان کی والدہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ انکا نکاح انکے خالہ زاد ابوالعاص بن ربیع سے ہوا۔

ابوالعاص کی ماں ہالہ بنت خویلد، ہمشیرہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں میں سے سب سے بڑی تھیں۔ ابوالعاص سے آپ کے ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔ جو کہ قریب البلوغ ہو کر فوت ہوئے۔ فتح مکہ کے روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سوار تھے۔ انہی سے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا بھی پیدا ہوئیں جنہیں مکرانہ دو عالم

نماز میں بھی اٹھائے رکھتے تھے۔ ابوالعاص میدان بدر میں قید ہوئے۔ فدیہ کے لئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنا وہ ہار بھیجا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رخصتی کے وقت پہنایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب وہ ہار دیکھا تو آپ پر سخت رقت طاری ہو گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اگر تم مناسب سمجھو تو اس کا ہار واپس لوٹا دو اور قیدی کو چھوڑ دو۔ سب صحابہ نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا۔ ابوالعاص سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عہد لیا کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر زینب کو آزاد کر دیں گے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اس کے ہمراہ بھیجا جو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ شریف لے آئے۔

شعبی اور قتادہ کا قول ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔
 واندی کا کہنا ہے کہ پہلا قول صحیح تر ہے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا | ان کی ماں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ بعثت سے قبل ان کا نکاح عتبہ بن ابولہب سے ہوا۔

بعثت کے بعد جب تَبَّتْ يَدَا ابْنِ لَهَبٍ الخ سورہ نازل ہوئی تو ابولہب اپنے لٹکے سے کہنے لگا۔ میرا تیرے ساتھ اکٹھا رہنا حرام ہے اگر تو اس کی لڑکی کو طلاق نہ دے۔ اس پر اس نے خلوت سے قبل آپ کو طلاق دے دی۔ اپنی والدہ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ ایمان قبول فرمایا۔ انہوں نے اپنی دیگر بہنوں کے ساتھ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب دیگر مومنات داخل بیعت ہوئیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا اور ان کے ہمراہ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شریک ہوئیں۔ ایک مہل ضائع ہونے کے بعد آپ کے ہاں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ان کے باعث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلام میں ابو عبداللہ کنیت اختیار فرمائی۔

چھ برس کی عمر میں مرغ نے آپ کے چہرہ پر ٹھونگ مارا جس سے عازم جنت ہوئے۔ یہ آپ کی آخری اولاد تھی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ بدر کی تیاری فرما رہے تھے تو آپ بیمار ہوئیں۔ اسی وجہ سے آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ کی تیمارداری کے لئے پیچھے چھوڑ دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بدر ہی میں تھے کہ آپ ہجرت کے ساتھ ہویں مہینے کے اوائل میں انتقال کر گئیں۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بدر سے فتح کی خوشخبری لائے۔ جب مدینہ شریف داخل ہوئے تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر مٹی ڈالی جا رہی تھی۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تجھیز و تکفین میں شریک نہ ہو سکے۔

حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا | یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں قبل بعثت عتبہ بن ابی لہب سے نکاح ہوا۔ اس کے باپ نے اُسے حکم دیا کہ انہیں چھوڑ دے۔ اس کا باعث وہی تھا جو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں مذکور ہو چکا۔ عتبہ نے آپ کو خلوت سے قبل ہی طلاق دیدی۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں رہیں۔ اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ علقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ مسلمان عورتوں کے ہمراہ آپ نے بھی اپنی بہنوں کے ساتھ بیعت کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ شعبان ۳۷ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ ان کی قبر انور پر بیٹھے۔ حضرت علی، حضرت فضل اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہم قبر میں اترے۔

ابوبکر برقی نے فرمایا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کل اولاد سات تھی اور ایک قول کے مطابق آٹھ۔

حضرت قاسم، حضرت طاہر، حضرت طیب، حضرت ابراہیم، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم۔

زبیر بن بکار نے فرمایا کہ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سب سے بڑے تھے۔ پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، جن کا لقب طیب و طاہر تھا۔ بعثت کے بعد متولد ہوئے اور بچپن میں راہی جنت ہوئے۔ پھر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سب سے آخر میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ نے مکہ میں وفات پائی۔ ان کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔



غلام

• حضرت اسلم رضی اللہ عنہ : کنیت ابو رافع تھی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ انہوں نے دربارِ نبوی میں بطور ہمہ پیش کیا۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے حضرت اسلم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خوش خبری سنائی۔ اس پر آپ نے انہیں آزاد فرمایا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ بھی مکہ میں ایمان لائے۔ غزوہ خندق میں شریک تھے۔ ان کے نام میں اختلاف ہے جو اللہ تعالیٰ مذکور ہو گا۔

• حضرت احمر رضی اللہ عنہ : ان کی کنیت ابو غنیمہ تھی۔

۱۰ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بدر سے پہلے ایمان لائے لیکن اس میں شریک نہ ہوئے۔ اعداد و ما بعد غزوات میں شرکت فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عبداللہ بن سعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ایک جماعت نے اُن سے روایت کی۔ شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبل یا بعد وفات پائی۔

(اصابہ)

۱۱ کتاب کے حصہ سیرت میں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے نام میں اختلاف کا ذکر نہیں فرمایا۔ اصابہ سے آپ کے نام میں اختلاف درج کیا جاتا ہے۔ ابراہیم، اسلم، سنان، یسار، صالح، عبد الرحمن، قرمان، یزید، ہرمز۔

- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ۱۵
- حضرت افلح رضی اللہ عنہ۔ برقی نے اُن کا ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ حدیث کے راوی ہیں ۱۶
- حضرت ابو مسرح افر رضی اللہ عنہ ۱۷
- حضرت امین بن ام امین رضی اللہ عنہما ۱۸
- حضرت ابو عبد اللہ ثوبان رضی اللہ عنہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خریدا اور آزاد فرمادیا ۱۹

۱۵۔ ان کی والدہ ماجدہ حضرت ام امین رضی اللہ عنہا تھیں۔ جن کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت اعزاز و اکرام فرمایا کرتے تھے۔ وصال نبوی کے وقت حضرت زید رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ یا بیس برس تھی۔ حیات ظاہری کے آخری ایام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک عظیم شکر کا سبب سالار مقرر فرمایا تھا۔ وصال نبوی کے بعد وہ لشکر عہد صدیقی میں روانہ ہوا اور فخر مند واپس لوٹا۔ آپ کا وصال ۵۴ھ میں ہوا۔

۱۶۔ متن حدیث کے لئے علامہ غلام احمد صاحب ص ۱۷

۱۷۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق اسی میں شہادت پائی۔ دربار نبوی کے دربان تھے۔

۱۸۔ والد کا نام عبید بن زید بن عمرو تھا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ماں میں سگے بھائی تھے۔ حضرت ام امین رضی اللہ عنہا نے پہلے ان کے باپ سے نکاح فرمایا تھا۔

(اصحاب)

۱۹۔ آزاد ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ وصال نبوی کے بعد پہلے مدینہ پر حملہ آگئے اور وہیں ۵۴ھ میں وصال فرمایا۔

- حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ - ان کا نام مہران اور طہمان بھی مروی ہے۔
- حضرت رافع رضی اللہ عنہ۔
- حضرت ربیع اسود رضی اللہ عنہ - نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربان تھے۔
- حضرت زید بن عارضہ رضی اللہ عنہ - انہیں ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ نبوت میں ہمہ فرمایا۔
- حضرت زید بن بولی رضی اللہ عنہ۔ ابو نعیم اصبہانی نے ان کا ذکر فرمایا ہے۔

۱۷ ابن جہان نے انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شمار کیا ہے۔ بغوی اور طبرانی نے ان سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ (اصابہ)

۱۸ ملاحظہ ہو ابورافع، جن کے حالات اسی باب کے لوخر میں درج ہیں۔

۱۹ صحیحین میں ان کا ذکر موجود ہے۔ انہوں نے اپنا گھر دارِ یمانہ کے کونہ میں بنایا تھا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا گھر اس گھر کے قریب بنالو۔ مجھے خوف ہے کہ وہاں درندے تمہیں گزند پہنچائیں گے۔ (اصابہ)

۲۰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب غلام تھے۔ آپ نے انہیں آزاد فرما کر متبنی قرار دے دیا تھا اور اس طرح زید بن محمد کے نام سے مشہور تھے۔ جب آیت کریمہ اَذْعَوْهُمْ بِذُنُوبِهِمْ نَازِلٌ ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیں زید بن عارضہ کے نام سے پکارنے لگے۔ تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو اصابہ ص ۵۶۳ ج ۱۔

۲۱ غزوہ ثعلبہ کے مالِ غنیمت میں بطریق قیدی آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصہ میں آئے۔ آپ نے انہیں آزاد فرما دیا تھا۔ (اصابہ)

- حضرت سابق رضی اللہ عنہ ۱۰
- حضرت سالم رضی اللہ عنہ ۱۱
- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ - ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی - نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدل کتابت کی ادائیگی میں ان کی مدد فرمائی ۱۲
- حضرت سلیم رضی اللہ عنہ - ابوبکرؓ دوسری کنیت تھی - ایک روایت میں اُن کا نام اوس بھی آیا ہے - ۱۳
- حضرت سعید ابوکندیر رضی اللہ عنہ ۱۴
- حضرت شقران رضی اللہ عنہ - نام صالح تھا - حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بیک تواریث نے آزاد فرمادیا ۱۵

- ۱۰ والد کا نام ناجیہ تھا - استیعاب میں انہیں دربار نبوت کا خادم بیان کیا گیا ہے -
- ۱۱ بعض نے سالم کو بجائے سلمیٰ نام روایت کیا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باندی تھیں اور درست یہی ہے
- ۱۲ تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو اصحابِ صحیفہ استیعاب علی حاشیہ ص ۵۶ تا ۶۱ جلد ۲ -
- ۱۳ ابن اسحاق نے انہیں غزوہ بدر کے شرکاء میں ذکر فرمایا ہے - حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پہلے روز وصال پایا - (اصحاب)
- ۱۴ سعید بن مینا خطیب نے آپ سے یہ حدیث روایت کی ہے :
- ۱۵ قَبْرُ مِنَ الْمُجَدِّوْمِ قَبْرًا زَكَاةً هِيَ مَبْدُومٌ اس طرح بھاگ جا جس طرح توشیرے اڑتا ہے -

- ۱۶ صالح بن عدی جیسی تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل و دفن میں شریک تھے قبر انور میں بھی اترے - (اصحاب)
- ۱۷ ایک قول کی دوسری حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے غلام تھے ان کے وصال کے بعد نبی کریم کو وراثت میں ملے - (اصحاب)

- حضرت ضمیرہ بن ابی ضمیرہ رضی اللہ عنہما۔
- حضرت عبید اللہ بن اسلم رضی اللہ عنہ۔ حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ نے انہیں صحابہ میں شمار فرمایا ہے۔
- حضرت عبید بن عبد الغفار رضی اللہ عنہ : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔
- حضرت فضالہ یمانی رضی اللہ عنہ
- حضرت مہران رضی اللہ عنہ۔ کنیت ابو عبد الرحمن تھی۔ ابراہیم عربی کا کہنا ہے۔ یہ سفینہ نام سے مشہور تھے۔ لیکن دیگر علماء کا کہنا ہے رومان نام سے مشہور تھے اور بعض نے سفینہ کا نام عبس ذکر کیا ہے۔
- حضرت مدغم رضی اللہ عنہ۔ رفاعہ بن زید جزامی نے بارگاہ نبوت میں ہدیہ پیش

۱۔ باپ بیٹا دونوں صحابی تھے (استیعاب) یہ عربی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد فرمایا اور ایک تحریر لکھ دی کہ اس کے ساتھ اور اس کے اہل خانہ کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے۔ (المعارف)

۲۔ بغوی وغیرہ نے بھی انہیں صحابہ کرام سے شمار فرمایا ہے۔ امام احمد وغیرہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ (اصابہ)

۳۔ ان کا نام عبد اللہ بھی مروی ہے۔ نیز ان کے والد کا نام عبد الغافر بھی مروی ہے۔ (اصابہ)

۴۔ فضالہ۔ فاضل الہ۔ (حاشیہ المعارف) شام چلے گئے تھے (المعارف اصابہ) انکی اولاد وہیں ہے (اصابہ)

۵۔ ان سے امام احمد، بغوی اور ابن شاہین نے روایت کی۔ ان کے نام مہران اور رومان کے

علاوہ مسمون، کیسان اور ہرمنز بھی منقول ہیں۔ (اصابہ)

۶۔ ان کا ذکر مؤطا اور صحیحین میں ہے۔ ایک قول کے مطابق کنیت ابو اسلام تھی۔ (اصابہ)

یک۔ غزوہ خیبر میں تیر لگنے سے زخمی ہوئے اور وفات پائی ۔

• حضرت تافع رضی اللہ عنہ ۔

• حضرت نفع رضی اللہ عنہ ۔ ان کی کنیت ابو بکر ثقفی تھی ۔

• حضرت نبیہ رضی اللہ عنہ ۔ سُرّاء کے مولدین سے تھے ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے خرید کر آزاد فرما دیا ۔

• حضرت واقد رضی اللہ عنہ ۔

• حضرت وردان رضی اللہ عنہ ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ ظاہر میں

انتقال فرما گئے ۔

۱۔ بخاری، ابن سفیان، بغوی، ابن ابی داؤد، ابن سکین، ابن شامین، طبرانی اور ابن منذہ نے

ان سے حدیث نقل فرمائی ہے ۔ (اصحاب)

۲۔ نفع بن حرث بروایت ابن سعد نفع بن مسروح ۔ فضلاء صحابہ سے تھے ۔ بصرہ میں سکونت اختیار

فرمائی ۔ اولاد صاحبِ شرافت و شہرت تھی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی اور

ان سے ان کی اولاد نے روایت کی ۔ (اصحاب)

۳۔ نام کے تلفظ میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک بعینہ تصغیر بُنیہ ہے اور بعض بُنیہ بروزنِ عظیم

نقل کرتے ہیں (اصحاب)

۴۔ جزیرہ عرب میں سلسلہ کوہ کا نام جو شمال سے شروع ہو کر یمن تک جڑ بایچھا ہوا ہے ۔ (المنجد)

۵۔ مولد کی بیع ۔ وہ شخص جس کا باپ مرنا اور ماں عجمی ہو ۔ (المنجد)

۶۔ ابن سفیان نے اپنی مسند اور طبرانی نے معجم میں ان سے حدیث روایت کی ۔ (اصحاب)

۷۔ وفات کا باعث پھل دار کھجور سے گرنا تھا ۔ ابو نعیم نے انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے

شمار کیا ہے ۔ (اصحاب)

• حضرت ہشام رضی اللہ عنہ -

• حضرت یسار رضی اللہ عنہ - صدقہ کے اونٹوں کے چرواہے تھے جنہیں عربیوں نے شہید کر دیا -

• حضرت ابواثیلہ رضی اللہ عنہ -

• حضرت ابوالحمرہ رضی اللہ عنہ -

• حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ - بھی بن ابورافع کے آخری فرزند تھے - البدایہ

والنہایہ لابن کثیر میں ہے انہیں ابوالہی کہا جاتا تھا - ابورافع ، ابواجمہ

سعید بن عاص کے غلام تھے - ان کے بیٹے وراثت میں ان کے مالک ہوئے -

۱۰ طبری، مطین، ابن قانع اور ابن مندہ وغیرہم نے ان سے حدیث روایت کی - (اصابہ)

۱۱ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آذا کردہ غلام تھے - ایک دفعہ نماز پڑھ رہے تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو نماز پڑھنے کا انداز بہت پسند آیا - اس پر آزاد فرما

کر حرہ کے مقام پر اونٹوں کی نگہداشت پر مامور فرما دیا - قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگوں نے

ازراہ نفاق اسلام کا اظہار کیا - مدینہ کی آب و ہوا کے باعث ان کے پیٹ بڑھ گئے تھے -

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حضرت یسار کے پاس چراگاہ میں بھیج دیا تاکہ اونٹوں

کا وودھ علاج کے طور پر پیئیں - ایک روز موقع پا کر انہوں نے حضرت یسار رضی اللہ عنہ کو

شہید کر دیا - آنکھوں میں کانٹے چبھو دیئے - بخاری و مسلم میں ان کا ذکر موجود ہے لیکن

نام مذکور نہیں - (اصابہ)

۱۲ ابواثیلہ - ثناء کے ساتھ تصغیر کا صیغہ (اصابہ)

۱۳ نام ہلال بن حارث (اصابہ) اصابہ ہی میں ایک مقام پر نام ہلال بن حارث

درج ہے -

تین بیٹوں نے جو میدان بدر میں قتل ہوئے اپنا اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ ابورافع نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باقی مالکان سے ان کے حصے خرید کر لئے۔ صرف خالد بن سعید کا حصہ باقی رہ گیا۔ جو انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد فرما دیا۔ ابورافع کہا کرتے تھے میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آزاد کردہ ہوں۔ زبیر بن بکاس نے اسی طرح بیان کیا۔ دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ نام ان کا رافع تھا اور ابوالہبی کنیت تھی۔

● حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم تھے۔ ایک روایت کے مطابق غلام تھے۔

● حضرت ابو ضمیرہ رضی اللہ عنہ

● حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ : ان کا نام معد تھا۔ ایک قول کی رو سے نام عبیدہ بن قویہ تھی۔ مزنیہ کے مولدین سے تھے۔

● حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ۔

یہ بھی مزنیہ کے مولدین سے تھے۔

۱۔ ان کا نام ابو ذر تھا۔ ان سے صرف ایک حدیث مروی ہے جسے ابن خزیمہ، ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ اور بغوی نے روایت کیا ہے۔ (اصابہ)

۲۔ ماقبل مذکور ضمیرہ کے والد ماجد تھے۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ ایک قول کے مطابق سعد نام تھا اور دوسرے قول کی رو سے روح۔ (اصابہ)

۳۔ ان کا نام ابو موسیٰ، ابو موسیٰ بھی منقول ہے۔ غزوہ مریض میں شریک ہوئے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سواری کے اونٹ کے آگے آگے چلتے تھے۔ (اصابہ)

● حضرت ابو واقد رضی اللہ عنہ -

ابراہیم حربی نے فرمایا :

”حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں عبید نامی کوئی نہ تھا ہاں ابو عبید تھے۔ تمیمی نے غلطی سے ”عبید“ نام روایت کیا ہے۔

ابن ابی خثیمہ فرماتے تھے عبید اور ابو عبید دو الگ غلام تھے۔

ابو بکر برقی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں عبید کا ذکر کیا ہے۔ حربی ”رافع“ اور ابو رافع کو الگ الگ ذکر کر کے دو شمار کرتے ہیں اور بعض ابن قتیبہ کی موافقت میں دونوں کو ایک شمار کرتے ہیں۔

ابو بکر بن حزم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں سے کُر کرہ (ک کی زیر کے ساتھ) ذکر کرتے ہیں اور بعض راوی ان کا نام کُر کرہ کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

مصعب کا قول ہے مقوقس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک خستی غلام ہدیاً پیش کیا۔ اس کا نام ایک روایت میں مابورا، دوسری میں مابوہا اور تمیری میں مابوندکور ہے۔

محمد بن جثیبہ ہاشمی نے کتاب المحبر میں آپ کے غلاموں سے ابولبابہ، ابولقیط اور ابوہند بھی ذکر کئے ہیں۔



باندیاں

● حضرت ام المین رضی اللہ عنہا۔ ان کا نام برکہ تھا۔

۱۔ نام برکہ بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آزاد کردہ باندی تھیں۔ ملکیت نبوی میں آنے کے متعلق تین قول ہیں :

(۱) حضرت ام المین رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں جن کے وصال کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت میں آئیں۔ (اصابہ بحوالہ ابن سعد)

(۲) حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی بہن کی لونڈی تھیں۔ انہوں نے بارگاہ نبوی میں ہبہ کے طور پر پیش کیا۔ (اصابہ بحوالہ ابو نعیم)

(۳) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں تھیں جن کے وصال کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وارث ہوئے۔ (اصابہ بحوالہ تاریخ بخاری، مسلم، ابن مسکن)

مصنف علیہ الرحمۃ کے نزدیک آخری قول مختار ہے (ملاحظہ ہو باب ولادت مبارک)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی بہت عزت فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے۔

”اُمُّ اَیْمَنَ اُجَّتِ بَعْدَ اُمِّی“ ”ام المین میری والدہ کے وصال کے بعد میری ماں ہیں۔“ جب انہیں دیکھتے تو فرماتے :

”هَذِهِ بَقِیَّةُ اَهْلِ بَیْتِی“ ”یہ میرے اہل بیت کی نشانی ہیں۔“

خلافت عثمانیہ میں وصال پایا۔ ایک قول کے مطابق حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بیس روز بعد انتقال فرمایا۔ (اصابہ)

- حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا -
- حضرت خضرہ رضی اللہ عنہا -
- حضرت رضوی رضی اللہ عنہا -
- حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا -
- حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا -
- حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا
- حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا
- حضرت میمونہ بنت ابوعسیب رضی اللہ عنہا -

۱۔ روایات حدیث سے ہیں۔ (اصابہ)

۲۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں رضوی، میمونہ بنت سعد تینوں کو آزاد فرما دیا تھا۔ (اصابہ)

۳۔ ان کا ذکر ازواج مطہرات اور باندیوں کے ضمن میں ہو چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ماریہ نامی تین عورتوں کا ذکر فرمایا جو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باندیاں تھیں۔

(۱) ماریہ قبطیہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ -

(۲) ام الرباب ماریہ

(۳) ماریہ جدہ ثنی بن صالح

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اصابہ جلد ۴ حرف المیم و استیعاب ج ۴)

۵۔ اصحاب بن اربعہ نے ان سے روایت کی ہے۔ (اصابہ)

۶۔ والد کا نام ابوعبیرہ بھی مروی ہے (اصابہ)

- حضرت ام ضمیرہ رضی اللہ عنہا -
- حضرت ام عیاش رضی اللہ عنہا - ایک روایت میں ان کا نام ام عباس بھی آیا ہے -
- حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں -
- حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا -
- مغلطائی نے اپنی سیرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدام، غلاموں اور لونڈیوں کا بتفصیل ذیل ذکر کیا ہے -

خدام

● حضرت انس رضی اللہ عنہ ● حضرت ہند رضی اللہ عنہ -

- ۱۔ ابن جریر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لونڈی بیان کیا ہے - ابن ماجہ میں ان سے حدیث مروی ہے - (اصابہ)
- ۲۔ رقیہ بنت زید بن عمارۃ والدہ کا نام ام کلثوم تھا - امامہ ان کی بہن تھیں - (اصابہ)
- ۳۔ انس بن مالک بن نضر انصاری ابو حمزہ کنیت تھے - کثیر الروایت صحابی ہیں - نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو ان کی عمر دس سال تھی - ان کی والدہ ان کو خدمت کے لئے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیا - سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو اندر راہ مزراح سے دو کانوں والے "کہہ کر پکارتے - نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دس برس خدمت کی - آپ نے ان کے لئے کثرت مال، کثرت اولاد اور جنت کی دعا فرمائی -
- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے دو دعاؤں کی قبولیت تو میں نے دیکھ لی ہے - تیسری یعنی جنت کی امید کرتا ہوں - بعرہ میں سکونت اختیار فرمائی تھی اور وہیں وصال پایا - وصیت فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بال مبارک میری زبان کے نیچے رکھ کر مجھے دفن کیا جائے - چنانچہ ایسا ہی کیا گیا - بعرہ میں انتقال فرمانے والے آپ آخری صحابی تھے - (اصابہ)

● حضرت اسماء رضی اللہ عنہ

- یہ دونوں حادثہ کے بیٹے تھے اور بنی اسلم سے تھے۔
- حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ۔ ان کے ذمہ وضو کرانا تھا۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ نعلین اقدس سنہالتے تھے۔
- حضرت عقبہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔ یہ حجر مبارک لے کر چلتے تھے۔
- حضرت بلال رضی اللہ عنہ

۱۔ ان دونوں بھائیوں نے عرصہ دراز تک نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی۔ دونوں بھائی صلح حدیبیہ میں شریک تھے۔ ابن سعد نے واقعی سے نقل فرمایا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کلاھال اتنی برس کی عمر میں ۶۶ھ کو بصرہ میں ہوئی۔ (اصابہ)

۲۔ ربیعہ بن کعب بن مالک: ابو فراس کنیت تھی اہل صف سے تھے۔ سفر میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رہتے۔ ۶۳ھ میں وصال پایا۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنت میں آپ کی معیت طلب کی تو سرکار علیہ القلوۃ والسلام نے کثرتِ بخور کا حکم دیا۔ (استیعاب)

۳۔ قدیم الاسلام تھے۔ دونوں ہجرتوں میں شرکت فرمائی۔ کثیر ارمایت تھے۔ نعلین شریف کے علاوہ مسواک اور سر ملہ مبارک بھی آپ کی تحویل میں ہوتا۔ ۳۲ھ میں انہوں نے کوہ میں وفات پائی۔ (اصابہ)

۴۔ والد کا نام ربیعہ والدہ کا نام حمامہ تھا۔ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ راہِ خدا میں بے حد مظالم برداشت کئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کر دیا۔ آزادی کے بعد بارگاہِ نبوی میں خادمانہ حیثیت سے رہنے لگے۔ موزن و خازنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تمام غزوات میں شریک رہے۔ وصالِ نبوی کے بعد شام چلے گئے اور وہیں خلافتِ فاروقی میں انتقال فرما۔ فغانِ مشورہ اور مناقب کثیرہ کے مالک تھے۔ (اصابہ)

- حضرت سعد مولى ابو بکر رضی اللہ عنہما -
- حضرت عامر ذو مخمر بن اخی بنی شامی رضی اللہ عنہ -
- حضرت بکیر بن شراح لیثی رضی اللہ عنہ -
- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ
- حضرت اربد رضی اللہ عنہ
- حضرت اسلم رضی اللہ عنہ
- حضرت شریک رضی اللہ عنہ

۱۔ سعد مولى ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما : ابن ماجہ اور بخاری نے ان سے حدیث نقل فرمائی -

۲۔ ان کا نام بکر بھی آیا ہے - والد کا نام شداد بھی مذکور ہے - بچپن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی - (اصابہ)

۳۔ ابو ذر کنیت، جندب بن جنادہ نام اور قبیلہ بنی غفار سے تھے - چوتھے یا پانچویں نمبر پر اسلام لائے - اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے وطن چلے گئے - بدر، احد اور خندق غزوات کے بعد مدینہ منورہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے - حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد شام تشریف لے گئے - آخری عمر زبدہ میں گذاری اور وہیں ۳۳ء میں داعی اجل کو لبیک کہا - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی - صاحب علم و زہد تھے - حق کہنے میں کسی کی پرواہ نہ فرماتے - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زہد و تواضع کے نمونہ تھے - قلیل غذا پر کفایت فرماتے - (اصابہ)

۴۔ ابن مندہ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے - (اصابہ)

۵۔ اسلم بن کعب بن سعد عرجی - نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے لئے کجادہ گئے تھے حدیث تمیم ان سے مروی ہے جسے طبرانی نے روایت کیا - (اصابہ)

- حضرت اسود بن مالکؓ اسدی رضی اللہ عنہ -
- حضرت امین بن ایمنؓ رضی اللہ عنہ - لوٹا مبارک سنبھالتے تھے -
- حضرت ثعلبہ بن عبد الرحمن انصاریؓ رضی اللہ عنہ -
- حضرت جزد بن جذرانؓ رضی اللہ عنہ -
- حضرت سالمؓ رضی اللہ عنہ - بعض کا گمان ہے کہ یہ ابوسلمیؓ تھے جو چرواہے تھے -
- حضرت سلمیؓ رضی اللہ عنہ -
- حضرت ہاجر مولیٰ ام سلمیؓ رضی اللہ عنہ -
- حضرت نعیم بن ربیعہؓ سلمی رضی اللہ عنہ -
- حضرت ابوالحزامؓ ہلال بن حارثؓ رضی اللہ عنہ -
- حضرت ابوالسمحؓ ایادؓ رضی اللہ عنہ -

۱۰ اسدی یمانی حضرت مدر جان رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے - دونوں بھائی اکٹھے مشرف باسلام ہوئے اور دونوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی - (اصابہ)

۱۱ جزد بن جذران بن مالک یمانی (اصابہ)

۱۲ ابوسلمی کا نام اصابہ میں حریش مندرج ہے -

۱۳ ان کی کنیت ابو حذیفہ تھی - فتح معر میں شامل تھے - آخر عمر میں طما سکونت اختیار کر لی اور میں انتقال فرمایا - آپ سے روایت ہے کہ میں نے کئی سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی - آپ نے میرے کئے ہوئے کام کے متعلق کبھی نہ فرمایا کہ ایسا کیوں کیا؟ اور اگر کوئی کام نہ ہو سکا تو آپ نے کبھی نہ پوچھا کہ کیوں نہیں کیا - (اصابہ)

۱۴ گزشتہ صفحات میں ذکر گزر چکا ہے -

۱۵ نام کی بجائے کنیت سے مشہور تھے - (اصابہ - تحت ایاد)

- حضرت سلمیٰ ام رافع رضی اللہ عنہا -
- حضرت ماریہ ام رباب رضی اللہ عنہا -
- حضرت ماریہ جدہ مثنیٰ بن صالح رضی اللہ عنہا -
- حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا -
- حضرت ام عیاش رضی اللہ عنہا -
- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا -



۱؎ طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب حضرت ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح کے متعلق حکم خداوندی نازل ہوا تو آپؐ نے فرمایا -

”کون زینب کو جا کر خوش خبری دے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح میرے ساتھ کر دیا ہے؟
یہ سن کر حضرت سلمیٰ خادمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوڑتی ہوئی گئیں اور انہیں خوشخبری دی۔ اس پر حضرت زینب رحمہ اللہ عنہا نے انہیں زمین کا ایک قطعہ عطا فرمایا۔ (اصابہ)

۲؎ ان سے ابن ہندہ نے حدیث نقل فرمائی۔ (اصابہ)

۳؎ مختصر ذکر سابقہ صفات میں گزر چکا ہے۔

۴؎ گذشتہ صفات میں مختصر ذکر گزر چکا ہے۔

۵؎ امت اللہ بنت زینب نے کسوف کے بارے میں ایک حدیث مرفوعہ ان سے روایت کی ہے۔ (اصابہ)

سواریاں

(گھوڑے)

- سکب: یہ پہلا گھوڑا تھا جو آپ کی ملکیت میں آیا۔
- مرتجز: ایک اعرابی سے خرید فرمایا۔ اس سودے میں حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ گواہ تھے۔
- بعض علماء نے درج بالا دو نام ایک گھوڑے کے بتائے ہیں۔
- لزاز: مقوقس ابوالبراء نے ہدیہ پیش کیا۔

-
- ۱۔ س ک ب: سکب: ثعلبی کا کہنا ہے جب گھوڑا نہایت تیز رفتار ہو تو اسے سکب کہا جاتا ہے۔
- ۲۔ دس ادقیہ کے عوض خرید فرمایا۔ ایک ادقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ اس کے ماتھے پر درہم سے زیادہ سفید داغ تھا۔ قریباً نصف پنڈلیوں تک چاروں پاؤں سفید تھے۔ کیت رنگ کا تھا۔ ابن اثیر نے اس کا رنگ سیاہ بیان فرمایا ہے۔ (ذرقانی علی المواہب)
- ۳۔ م د ت ج ز: مرتجز: رجزے مشتق ہے جو شعروں کی ایک قسم ہے۔ خوبصورت ہنہانے کے باعث یہ نام پڑ گیا۔ مرتجز کا رنگ سفید تھا۔ (ذرقانی)
- ۴۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی شہادت دو مردوں کے برابر قرار دے دی۔ کیونکہ آپ مختار ہیں جس کے لئے جو چاہیں تخصیص فرما دیں۔ (ذرقانی)
- ۵۔ ل ز ا ز و ل ز ا ز: ل ز ب ا ل ش ی بمعنی ل ز ق بہ یعنی چٹ جانا۔ کیونکہ یہ مطلوب کو نہایت سرعت سے آ لیتا گویا اس سے چٹا ہوا ہے اس لئے لزاز کہلایا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر خوش ہوتے۔ غزوہ بدر میں آپ اسی پر سوار تھے۔ (ذرقانی)

- طرف - ربیعہ بن براءؓ نے ہدیہ پیش کیا۔
- ورد حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ہدیہ گزارا۔ ۳۵
- نخیفؓ - بعض نے اس کا نام لحیف (لام کے ساتھ) بیان فرمایا ہے۔
- یعسوب - بعض علماء نے گھوڑوں میں یہ نام بھی ذکر فرمایا ہے۔ ۳۶

- ۱۔ طبری میں ہے کہ یہ گھوڑا فردہ بن عمر جذامی سے ہدیہ پیش کیا۔ (حاشیہ تلیق)
- مواہب اور زرقانی میں ہے کہ ربیع بن ابی ابراہم نے لحیف ہدیہ پیش کیا۔
- ۲۔ ورد = ورد کا معنی زردی مائل سرخ گھوڑا۔ (منجد)
- ۳۔ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔ (زرقانی)
- ۴۔ اس کے درج ذیل نام منقول ہیں :
- ۱، ۲۔ لحیف بصیغہ تصغیر یا بروزن رغیف۔
- ۳، ۴۔ لحیف خاد کے ساتھ۔ بصیغہ تصغیر یا بروزن رغیف۔
- ۵۔ خلیف
- ۶۔ نخیف۔

(زرقانی)

- ۵۔ مواہب اور زرقانی میں درج بالا گھوڑوں کے علاوہ مزید گھوڑوں کے نام بھی درج ہیں تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اُونٹنی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُونٹنی کا نام قصواء تھا۔ اسی کو عضباء اور جدعاء بھی کہا جاتا تھا۔

ابن سعد نے بیان فرمایا کہ اس کان کا ایک کنارہ کٹا ہوا تھا اس وجہ سے اس کا نام جدعاء ہے۔ عربی میں کٹ جانے کو جدع کہتے ہیں۔

ہمارے استاد ابن ناصر نے فرمایا نہ اُس کا کان پورا کٹا ہوا تھا نہ ہی کان کا کوئی حصہ۔

ابن سعد نے جو اس نام کی وجہ بتائی وہ بھی لغت عرب کے مطابق نہیں۔ کیونکہ عربی میں جدعاء اس کو کہتے ہیں جس کا کان جڑ سے کٹا ہوا ہو۔ جیسا کہ ثعلب نے بیان کیا۔

نحیر

آنحضرت سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک نحیر تھا جس

۱۔ سفرِ ہجرت میں قصواء ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری تھی۔ آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آٹھ سو درہم کے عوض خرید فرمائی۔ وصالِ نبوی کے بعد تک حیات رہی۔ بقیع میں چراگرتی تھی اور خلافتِ صدیقی میں فوت ہوئی۔ حدیبیہ اور فتح مکہ کا سفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر فرمایا۔

رزقانی

۲۔ ایک قول کی رو سے قصواء عضباء اور جدعاء تین اُونٹیاں تھیں۔

کے نام شہباز اور دلدل تھے۔

دراز گوش

آپ کے دراز گوش کا نام یعفورؑ تھا۔

۱۔ نجر کا نام دلدل تھا۔ شہباز اس کی رنگت کے باعث نام تھا۔ شہباز کے معنی ہیں وہ جس کی سفیدی سیاہی پر غالب ہو۔ مقوقس والی جبر نے ہدایا میں یہ بھی بھیجا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار ہوتے۔ آپ کے وصال مبارک کے بعد تک یہ زندہ رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر سوار ہو کر خوارج سے جنگ کی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ تھا۔ آخر عمر میں کبرسنی کے باعث دانت گر پڑے تھے اور نظر جاتی رہی۔ بیس کے مقام پر ت ہوا۔ (زرقانی) مواہب و زرقانی میں اس کے علاوہ بھی شجروں کے نام درج ہیں۔

۲۔ نَخْلٌ وَ دُرٌّ یعفور۔ یعفور ہرن کے بچے کو کہا جاتا ہے۔ اپنی تیز رفتاری کے باعث یہ دراز گوش یعفور کہلایا۔ فروہ بن عمرو جذامی نے ہدیہ باد گاہ نبویؐ میں پیش کیا۔

واقعی کا کہنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حجۃ الوداع سے واپسی پر فوت ہوا۔ یہ بھی مروی ہے کہ وصال نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن یعفور نے اپنے آپ کو ابن ہشیم کے کنوئیں میں گرالیا۔ وہی کنواں اس کی قبر بنا۔

(زرقانی)

غلام

- حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ
- حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ
- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ
- حضرت ابوبکثہ اوس رضی اللہ عنہ : ان کو سلیم بھی کہا جاتا تھا۔ مکہ مکرمہ کے مولدین سے تھے۔
- حضرت انسہ جبل سمرقہ کے رہنے والے تھے۔
- حضرت شقران رضی اللہ عنہ : ان کا نام صالح حبشی یا فارسی تھا۔
- حضرت رباح رضی اللہ عنہ - یہ وہ ہیں کہ جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے مشربہ میں اجازت لی۔
- حضرت نوبی رضی اللہ عنہ۔
- حضرت یسار رضی اللہ عنہ : انہیں قبیلہ عرنہ کے لوگوں نے شہید کر دیا۔
- حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ : ان کا نام اسلم تھا۔ اس کے علاوہ آپ کے اور نام بھی مذکور ہیں قبیلہ یثربی تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامان پر مامور رہے۔
- حضرت کرکرة رضی اللہ عنہ۔
- حضرت ابو موسیٰ بنیہ رضی اللہ عنہ : مزینہ کے مولدین سے تھے۔

۱۰ مصنف علیہ الرحمۃ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو دوبارہ یہاں بیان فرمایا۔ ماقبل ان کے حالات مناسب تفصیل سے حواشی میں درج کئے جا چکے ہیں۔ لہذا اب اعلیٰ کی ضرورت نہیں۔

- حضرت رافع ابوالہی رضی اللہ عنہ : ان کا نام ابو رافع بھی مذکور ہے ۔
- حضرت مدغم رضی اللہ عنہ :
- حضرت رفاعہ بن زید جذامی رضی اللہ عنہ
- حضرت زید جد ہلال بن یسار رضی اللہ عنہ
- حضرت عبید بن عبد الغفار رضی اللہ عنہ
- حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ : ان کے نام میں اختلاف ہے ۔ طہمان ، کیسان ،
مران ، زکوان ، مردان اور امر وغیرہ دروی ہیں ۔
- حضرت مالور قبلی رضی اللہ عنہ
- حضرت واقد رضی اللہ عنہ
- حضرت ابوداقد رضی اللہ عنہ
- حضرت ہشام رضی اللہ عنہ ۔
- حضرت ابو ضمیرہ سعد رضی اللہ عنہ : ان کے نام روح بن سندرا اور ابن شیر ذاذمیری
بھی آئے ہیں ۔
- حضرت حنین جد ابراہیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم ۔
- حضرت ابو عسیبہ رضی اللہ عنہ : ان کا نام میم کے ساتھ بھی آیا ہے ۔ ان کا نام
احمر یا مرہ تھا ۔
- حضرت ابو علیہ رضی اللہ عنہ ۔
- حضرت اسلم بن عبید رضی اللہ عنہ ۔
- حضرت افلح رضی اللہ عنہ
- حضرت النجشہ رضی اللہ عنہ
- حضرت بازام رضی اللہ عنہ ۔

- حضرت بدر رضی اللہ عنہ
- حضرت حاتم رضی اللہ عنہ
- حضرت دوس رضی اللہ عنہ
- حضرت دویفیع رضی اللہ عنہ
- حضرت زید بن مولیٰ رضی اللہ عنہ
- حضرت سعید بن یزید رضی اللہ عنہ
- حضرت ضمیرہ بن ابی ضمیرہ رضی اللہ عنہم
- حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ
- حضرت اسلم رضی اللہ عنہ
- حضرت غیلان رضی اللہ عنہ
- حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ
- حضرت قغیر رضی اللہ عنہ
- حضرت کریم رضی اللہ عنہ
- حضرت محمد بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ
- حضرت محمد آخر رضی اللہ عنہ۔ مدینی نے فرمایا ان کا نام ناہیہ تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نام کو محمد سے بدل دیا۔
- حضرت کھول رضی اللہ عنہ
- حضرت نافع ابوالسائب رضی اللہ عنہ
- حضرت نبیہ رضی اللہ عنہ : یہ سرات کے مولدین سے تھے۔
- حضرت نہسک رضی اللہ عنہ
- حضرت نفع ابوبکر رضی اللہ عنہ۔

- حضرت ہرہو ابوکیسان رضی اللہ عنہ -
- حضرت وردان رضی اللہ عنہ -
- حضرت یسار رضی اللہ عنہ -
- حضرت ابواثیلہ رضی اللہ عنہ -
- حضرت ابوالبشیر رضی اللہ عنہ -
- حضرت ابو صفیہ رضی اللہ عنہ -
- حضرت ابوقیلہ رضی اللہ عنہ
- حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ
- حضرت ابو القیظ رضی اللہ عنہ
- حضرت ابو ہند رضی اللہ عنہ
- حضرت ابوالیسیر رضی اللہ عنہ



لوٹڈیاں

حضرت سلمیٰ ام رافع رضی اللہ عنہا ۔

حضرت رضوی رضی اللہ عنہا ۔

حضرت اسیمہ رضی اللہ عنہا ۔

حضرت زبیرہ رضی اللہ عنہا: انہیں ریختہ سر یہ بھی کہا جاتا ہے ۔

حضرت سائبہ رضی اللہ عنہا ۔

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا ۔

حضرت ماریہ کی بہن قیسہ رضی اللہ عنہا ۔

حضرت ام خمیرہ رضی اللہ عنہا ۔

ابو عبیدہ نے فرمایا۔ آپ کی ایک خوب صورت لونڈی تھی جو کسی جنگ میں قید ہو کر آئیں

ایک اور لونڈی جو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو ہبہ کی تھی ۔

منہاج

عجّوہ - زمزم - سقیا - برکہ - ورسہ - اطلال - اطراف -
انہیں ابن ام کلثومؓ چرایا کرتے تھے - (طبری)

مغلطائی نے اس عنوان منہاج کے ساتھ من غنہ، زیادہ کیا ہے اور ناموں

میں یہ اختلاف درج فرمایا ہے -

عجّوہ نام عجّوہ کی بجائے نقل فرمایا - غوشہ یا غیشہ - مین - قمر اور دو مزید نام درج کئے -
ابن جہان نے ذکر فرمایا کہ آپؐ کی بکریوں کی تعداد ایک سو تھی -

ابن سعد نے فرمایا - بکری کا نام عجّوہ تھا جیسا کہ طبری نے نقل کیا نہ کہ عجّوہ جس طرح
مغلطائی نے لکھا - نیز نام اطلال اور اطراف - (الف کے زیر کے ساتھ) نہ اطلال اور اطراف
جیسا کہ طبری نے اپنی تاریخ میں درج کئے -

۱۔ یہ منہج کی جمع ہے - لغت میں منہج اُس دودھ والی بکری یا گائے کو کہتے ہیں جو مالک کسی
دوسرے آدمی کی تحویل میں دیدے تاکہ وہ اس کا دودھ پیتا رہے - جب دودھ خشک ہو
جائے مالک واپس لے لے - منہج کا لفظ اگرچہ گائے کو بھی شامل ہے - لیکن مراد اس سے
یہاں صرف بکریاں ہیں - (زرقاتی)

۲۔ مصنف علیہ السلام نے طبری کے حوالہ سے چرواہے کا نام ابن ام کلثوم لکھا ہے - لیکن طبری کے
ترجمہ اور دوسری ابن امّین درج ہے ص ۵ ج ۱ - اور مواہب مع زرقانی میں امّین رضی اللہ عنہا
تحریر ہے - ص ۳۱۲ ج ۲ - واللہ اعلم بالصواب

شیردار اوٹنیاں

حناء - سمراء - عریس - سعدیہ - بغوم - لیسیرہ - رتیا - مہرہ - شقراء -
برودہ - (طبری)

انہیں حضرت یسار رمنی الشدعنے چرایا کرتے تھے جنہیں عرینیوں نے شہید کر دیا
تھا۔ ابن عینیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوٹنیاں دس کی
بجائے بیس تھیں۔

ابن سعد نے رتیا نام کی بجائے دبا ذکر فرمایا ہے۔
سمراء حضرت عائشہ رمنی الشدعنہا کی ملکیت تھی اور عریس حضرت ام سلمہ
رمنی الشدعنہا کی۔

مہرہ نامی اوٹنی حضرت سعد بن عبادہ رمنی الشدعنے نے بنی عقیل کے اوٹنوں سے
بیمبھی تھی۔ عزیرہ اور بردہ نامی اوٹنیاں بھی تھیں۔ بردہ کا دودھ بہت زیادہ تھا۔
دو اوٹنیوں کے برابر اس کیلی کا دودھ ہوتا۔ اوٹنیوں میں کوئی اس کی مثل نہ تھی
منہاک بن سفیان نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ہدیہ پیش کی۔
دبا اور شقراء کو بنی عامر کے بانا رسے خرید فرمایا۔



تکواریں

۱۔ قلعیا۔ صحراء کے موضع قلع کی جانب منسوب ہے۔
 ۲۔ بتار۔ حنف۔ مخزم۔ رشوب۔ غضب۔ ذوالفقار۔ (طبری)
 مغلطائی نے اپنی سیرت میں ماثور ذکر کی۔

کمانیں

۱۔ دوحاء۔ بیضاء۔ صفراء۔
 ان کے علاوہ آپ کے تین نیزے تھے جن کے اسماء پر میں مطلع نہ ہو سکا۔ (طبری)

۱۔ قَلْعَتِی = قلعی

۲۔ بَتَار = بتار۔ اس کے معنی ہیں قلع کرنے والی (ذرقانی)

۳۔ حَنَف = حنف۔ حنف کے معنی موت ہے۔ (ذرقانی)

۴۔ مواہب و ذرقانی مخزم (ذال کے ساتھ) درج فرمایا ہے۔ مَخْزَم = مخزم

۵۔ مواہب اور ذرقانی میں رسوب نام درج ہے۔ دُسُوب = رسوب۔ اس کا معنی گرائی تک پہنچ کر ٹھہرنے والی۔

۶۔ غَضَب = غضب کا معنی ہے سیف قاطع۔ (ذرقانی)

۷۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور ترین تلوار مبارک تھی۔ غزوہ بدر میں غنیمت سے آپ کو ملی۔

آپ اس تلوار کو ہر جنگ میں ساتھ رکھتے۔ (ذرقانی)

مغلطائی نے اپنی سیرت میں نیروں اور کمانوں کے نام ذکر فرمائے ہیں۔ نیزے

آپ کے چارہ اور کمانیں چھ تھیں :-

روحاء - صفراء - شوخط - کتوم - زواراء - سداد -

انہوں نے بیضا کا ذکر نہیں کیا -

ابن سعد نے نقل فرمایا - بنی قینقاع کے ہتھیاروں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو تین نیزے اور تین کمانیں ملیں - ایک کمان کا نام روحاء تھا - دوسری کا نام شوخط

جسے بیضا بھی کہا جاتا - تیسری کا رنگ زرد تھا اسے صفراء کے نام سے پکارا جاتا اور

نبع درخت سے بنی تھی -

نیزے

مثنوی - مثنیٰ - ان کے علاوہ دو اور تھے - (سیرت مغلطائی)

ڈھالیں

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ڈھال تھی جس میں مینڈھے

کے سر کی تصویر تھی - آپ نے اُسے ناپسند فرمایا - ایک روز صبح کے وقت ملاحظہ فرمایا

تو قدرت الہی سے وہ تصویر مٹ چکی تھی - (طبری)

مغلطائی نے سیرت میں دو ڈھالیں مزید ذکر کی ہیں :-

زلوق - فقق

۱۷ یہ اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے وراثت میں ملی -

(زرقانی)

زیر ہیں

سعدیہ : فتنہ فروہ بن عمرو نے بطور ہدیہ پیش کی۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادی۔

ذات الفضول - ذات الوشاح - ذات الحواش - بتر - یہ نام اس کے چھوٹا ہونے کے باعث تھا۔

سعدیہ : سعدیہ کے مقام پر بنی اس نسبت سے اس کا نام سعدیہ ہے۔
خرزرق : خرگوش کے بچے کے پر یہ نام رکھا گیا۔ یہ چڑے کی مٹی۔



۱۔ بتر: مونث بتر ہے جس کے معنی ہیں مقطوع کٹا ہوا۔

۲۔ خرگوش کے بچے کو عربی زبان میں خرزرق کہا جاتا ہے۔

ہجرت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ۔

نبی پاک مکرّم سے پیر کو نکلے اور اسی روز مدینہ شریف جلوہ فرما ہوئے ۔
امام زہری نے فرمایا پیر کے دن ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو مدینہ منورہ آئے ۔ ایک
قول کے مطابق دوسری اور ایک قول کی رو سے اس روز بارہویں تاریخ تھی ۔ ابن
سعد کا کہنا ہے کہ اسی پر اجماع ہے ۔

بقول ابن اسحاق آپ مدینہ طیبہ اس وقت داخل ہوئے جب سورج خوب
بلند ہو چکا تھا اور دوپہر ہوئے کو تھی ۔ ایک روایت ہے آپ رات کو داخل مدینہ طیبہ
ہوئے ۔ یہ روایت برقی سے مروی ہے ۔ امام بخاری نے ہجرت کے باب میں جو
حدیث روایت کی اس سے ابن اسحاق کے قول کی تصدیق ہوتی ہے ۔^۱

^۱ بخاری شریف میں ان الفاظ سے روایت ہے :-

وَسَمِعَ الْمُسْلِمُونَ بِالْمَدِينَةِ بِمُخْرَجِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ فَكَانُوا يَغْدُونَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُونَهُ حَتَّى
يُرْدَهُمْ حَرَّ الظَّهِيرَةِ فَانْقَلَبُوا أَيَّامًا بَعْدَ مَا طَالُوا أَنْتَظَارَهُمْ
فَلَمَّا أَدْوَا إِلَى بُيُوتِهِمْ أَوْفَى رَجُلٌ مِنْ يَهُودِ عَلَى أَطْمَينٍ
أَطَامَهُمْ لَا مَرِيضٌ إِلَيْهِ فَبَصُرَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
وَأَصْحَابِهِ مُبَيِّضِينَ يُزُولُ بِهِمُ الشَّرَابُ فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُودِيُّ
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہجرت ماہ ربیع الاول میں ہوئی لیکن ہجری سن کی ابتداء ربیع الاول کی بجائے محرم سے ہے۔ کیونکہ وہ سال کا پہلا مہینہ ہے۔

روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ آئے تو قباء میں کلثوم بن حدم کے ہاں ٹھہرے۔ جب حضرت کلثوم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو حضرت سعد بن خزیمہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے آئے۔

دوسری روایت کے مطابق آپ کا قیام تو حضرت کلثوم رضی اللہ عنہ کے ہاں ہی رہا لیکن لوگوں سے عام ملاقات کے لئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر آ جاتے۔

ذہری فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قباء میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں دس راتوں سے کچھ اُد پر ٹھہرے۔

عروہ کا قول ہے کہ قباء میں آپؐ نے تین راتیں قیام فرمایا۔ پھر جمد کے دن سوار

بقیہ حاشیہ ص ۱۱۹ سے آگے، اَنْ قَالَ بِاعْلَمَ صَوْتِهِ يَامَعَاشِرَ الْعَرَبِ هَذَا
مُجْدُّكُمْ الَّذِي تَنْتَظِرُونَ - جداول ۵۵۴-۵۵۵۔

ترجمہ :- مدینہ منورہ میں مسلمانوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے ہجرت کے متعلق سن رکھا تھا۔ چنانچہ ہر روز صبح کے وقت ہی گھروں سے باہر آ کر انتظار کرنے لگتے۔ دوپہر کی گرمی انہیں واپس گھروں میں آنے پر مجبور کر دیتی۔ ایک روز طویل انتظار کے بعد جب گھروں کو لوٹ چکے۔ ایک یہودی نے اپنے کسی کام کے لئے قلعہ پر چڑھ کر دیکھا تو اُس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھ لیا جو سفید لباسوں میں ملبوس تھے ان کی حرکت سے سراب کا وہم جاتا رہا۔ یہودی بے اختیار بلند آواز سے پکار اُٹھا ”اے عربیو! یہ تمہارے سردار آ رہے ہیں جن کا تمہیں انتظار تھا۔“

بُجُوءے۔ اور بنی سالم کے پاس آپ کا گُزر ہوا۔ آپ نے اس قبیلہ میں جمعہ کی نماز ادا فرمائی۔ یہ پہلا جمعہ ہے جو مدینہ منورہ آنے پر آپ نے ادا فرمایا۔ پھر آپ بنی سالم سے اپنی سواری پر سوار ہوئے اور آپ کی اونٹنی چلی۔ یہاں تک کہ بنی بنجار میں حضرت ابوالیوب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھ گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے گھر کی پُختی منزل میں قیام فرمایا اور حضرت ابوالیوب رضی اللہ عنہ اوپر والی منزل میں رہنے لگے۔ مسجد شریف اور محبرات مبارکہ کی تعمیر تک آپ نے وہاں قیام فرمایا۔



ہجرت نبوی کے بعد وقوع پذیر مشہور واقعات

سَن وار

سالِ اول | اس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد اور حجرات شریفہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ حجرات تعمیر ہونے تک حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرمایا۔ پھر آپ ان حجرات میں منتقل ہو گئے۔

• ابوامر اسعد بن زرارہ کا انتقال ہوا۔ حلق کا درد جان لیوا ثابت ہوا۔

• مساجدین اور انصار میں مواخات کرائی۔

• حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے خواب میں اذان ملاحظہ فرمائی اور

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔

• اسی سال حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

کعبہ معظمہ قبلہ نماز قرار پایا :

سالِ ثانی

محمد بن حبیب ہاشمی روایت کرتے ہیں کہ نصف شعبان منگل کے دن

ظہر کی نماز میں تحویل قبلہ کا حکم آیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اجمعین کے ساتھ بنی سلمہ میں حضرت ام بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے

گئے وہاں طعام تناول فرمایا۔ ظہر کی نماز اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد قبلتین میں ادا

فرمائی۔ جب دوسری رکعت کے قیام تک بجانب شام رخ کر کے ادا فرما چکے تو دوسری

رکعت کے رکوع میں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ آپ نے وہیں کعبہ کی جانب رخ فرمایا۔

صفیں بھی آپ کے پیچھے رو قبلہ ہو گئیں۔ اس طرح یہ نماز پوری ہوئی۔ بدیں وجہ یہ مسجد مسجد قبلتین کہلاتی ہے۔

و اسی سال غزوہ بدر ہوا۔

و حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔

و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی۔ لیکن واقدی کے بقول رخصتی پہلے سال ہوئی۔ ہمارے شیخ کا ارشاد ہے کہ قول اول اصح ہے۔

و حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔

و حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔

و رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ ایک قول کے مطابق روزوں کا حکم ہجرت کے اٹھارہویں مہینہ کی ابتداء میں شعبان میں نازل ہوا۔

و صدقہ فطر واجب ہوا۔

و اس سے پتہ چلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نور رمضانوں کے روزے رکھے۔

اس سال حضرت حفصہ اور حضرت زینب بنت خزمہ رضی اللہ عنہما ازدواج نبوی میں داخل ہوئیں۔

سالِ ثالث

و حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد ہوا۔

و حضرت امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔

و ابن حبیب ہاشمی فرماتے ہیں اسی سال حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن

رضی اللہ عنہ کی ولادت کے پچاس روز بعد انہی والدہ حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا

کے شکم مبارک میں جاگزین ہوئے۔

• غزوہ اُحد اور غزوہ بنی نضیر وقوع پذیر ہوئے۔

• غزوہ اُحد کے بعد شراب حرام ہوئی۔

سالِ رابع

• غزوہ ذات الرقاع وقوع پذیر ہوا۔

• سفر میں نمازِ قصر کا حکم ہوا۔

• بقول واقدی حضرت امام حسین بن حضرت علی رضی اللہ عنہما متولد ہوئے۔

• حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح فرمایا۔

• ابن حبیب کے قول کے مطابق اس سال اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا اور آیت تیمم نازل ہوئی۔

• غزواتِ دوستہ الجندل، خندق اور بنی قریظہ پیش آئے۔

• حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح نبوی ہوا۔

• عورتوں کے لئے پردہ کا حکم ہوا۔

• غزوہ حدیبیہ اور غزوہ بنی مصطلق وقوع پذیر ہوئے۔

• اہل انک نے حضرت ستیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق

نازیبا باتیں کہیں۔

واقدی کا کہنا ہے کہ بنی مصطلق کا غزوہ پانچ، بھری میں پیش آیا۔ اسی میں اہل

انک نے باتیں بنائیں۔ ابن ابی کینے لگا:

لَوْ نَدَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ الْخَمْرَ ”ہم اگر مدینہ پہنچ گئے تو باعزت لوگ

ذلیل افراد کو نکال دیں گے۔“

• ابن حبیب کے بقول اسی سال سورج گرہن لگا۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے حکم سے ایک آدمی نے نمازِ کسوف کا اعلان کیا اور آپ نے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو نماز پڑھائی۔
 نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑوں کی پہلی دوڑ کرائی جس میں حضرت
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گھوڑا جیت گیا۔
 حضرت خولہ رضی اللہ عنہ دربارِ نبوی میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اُن کے
 خاوند اوس بن صامت نے اُن سے ظہار کیا ہے۔
 رمضان المبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش کے لئے دُعا
 فرمائی اور بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا:

أَصْبَحَ النَّاسُ بَيْنَ مُؤْمِنٍ ۖ ” لوگوں نے صبح کی اس حال میں کہ کچھ
 بِاللّٰهِ كَافِرٍ ۚ بِالْكَوَكِبِ وَثْمِنٌ ۚ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور
 بِالْكَوَكِبِ كَافِرٍ ۚ بِاللّٰهِ - ۱۷ ستاروں کی الوہیت کے منکر ہیں اور
 کچھ ستاروں کی الوہیت پر ایمان
 رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں۔“

سالِ سابع | وغزوہ خیبر واقع ہوا۔
 بیوی زینب بنت حارث نے آپ کو زہر دیا۔
 ابن سعد کا کہنا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

۱۷ بخاری شریف میں ہے کہ حدیبیہ کے مقام پر رات کو بارش ہوئی۔ نمازِ صبح کے بعد نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم تے صحابہ کرام کی جانب رخ فرما کر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ان تک پہنچایا۔
 ملاحظہ ہو بخاری ص ۱۴۱ ج ۱۔ حدیبیہ کا سفر ذوقعدہ ۶ھ کو ہوا۔ ممکن ہے یہ دو دفعہ
 ارشاد فرمایا ہو ایک بار ماہِ رمضان ۶ھ میں اور دوسری بار ذوقعدہ ۶ھ میں۔ واللہ اعلم بالصواب

نے اُسے قتل کرادیا۔

• اسی سال حضرت ام حبیبہ، حضرت میمونہ بنت حارث اور حضرت صفیہ بنت حنی رضى الله عنهن عقد نبوی سے مشرف ہوئیں۔

• شاہ مقوقس کا ایچی طالب ابن ابی بلتعہ حاضر خدمت ہوا۔ اور حضرت ماریہ رضى الله عنہا جن سے حضرت ابراہیم رضى الله عنہ متولد ہوئے، دلدل نامی خچر اور یعفور نامی دراز گوش خدمت اقدس میں لایا۔

• حبشہ سے حضرت جعفر بن ابی طالب واپس آئے۔

• حضرت ابوہریرہ رضى الله عنہ نے اسلام قبول کیا۔

سال ثامن اسلامی لشکر موتہ کو روانہ کیا گیا جہاں حضرت زید بن حارثہ حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضى الله عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا۔

• اکثر روایات کی رو سے حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو بن عاص اور حضرت عثمان بن ابی طلحہ رضى الله عنہم اس کے اوائل میں ماہ صفر میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ابن ابی خثیمہ نے بیان فرمایا کہ حضرت خالد اور حضرت عمرو رضى الله عنہما ہجرت کے پانچویں سال ایمان لائے۔

• حضرت عمرو بن عاص رضى الله عنہ جنگ ذات السلاسل کو روانہ ہوئے۔

• حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا۔ مکہ رمضان المبارک میں فتح ہوا۔

• حضرت ابراہیم رضى الله عنہ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متولد ہوئے۔

• حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا۔

• غزوہ حنین اور غزوہ طائف وقوع پذیر ہوئے۔

- حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل نے اسلام قبول فرمایا۔
- ابن حبیب فرماتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی۔ انہوں نے اپنی باری حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سپرد فرمادی اور آپؐ نے رجوع فرمالیا۔
- اسی سال گرانی ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بارگاہِ نبویؐ میں عرض کیا کہ بھاؤ مقرر فرمادیکجئے۔
- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جنبی ہوئے تو آپؐ نے بحالت جنابت اپنے ساتھیوں کی امامت فرمادی۔

۱۔ یہ حدیث پاک مسند احمد، دارمی (کتاب البیوع) ابن ماجہ (سجرات) ابوداؤد (البیوع) ترمذی (البیوع) وغیرہ کتب میں موجود ہے۔ مقاصد حسنہ ص ۱۸، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشیاء کے نرخ مقرر نہ فرمائے۔

۲۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ ابوداؤد ابن حبان اور حاکم نے اس واقعہ کی تفصیل اس طرح درج فرمائی ہے۔

”عمرو بن عاص کا بیان ہے کہ ایک مرد رات میں مجھے احتلام ہو گیا۔ اس وقت میں ذات السلاسل کے جماد پر تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو مِرْجاؤں گا اس لئے میں نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ اس کا تذکرہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا تو آپؐ نے فرمایا عمروؓ تو نے جنابت کی حالت میں ساتھیوں کو نماز پڑھا دی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَقْلُبُوا اَنْفُسَكُمْ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا جواب سن کر ہنس دیئے اور کچھ نہیں فرمایا۔“ تفسیر مظہری ترجمہ اردو ص ۵۲ ج ۳

• حضرت محکم بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے عامر بن اظہب کو قتل کر دیا جس پر آیت کریمہ
وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ الْخِ نَازِل ہوئی یہ

غزوہ تبوک پیش آیا۔

سال تاسع

غزوہ سے پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا واقعہ
ظہور پذیر ہوا جن کے حق میں وَ عَلٰی الثَّلَاثَةِ الذِّیْنَ خَلَفُوا آیت کریمہ
نازل ہوئی۔

• حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امیر حج بنا کر روانہ کئے گئے۔

• حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی
کا انتقال ہوا۔

• حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخاشی کی موت کی خبر دی۔

• پنے درپے وفود آئے اس لئے اس کا نام سنۃ الوفود پڑ گیا۔

• بقول واقدی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھائی کہ ایک ماہ تک اپنی ازواج
کے پاس نہ جائیں گے۔

۱۰ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو
مسلمانوں کے ایک جہادی دستہ کے ساتھ بھیجا۔ مجاہدین میں ابوقحادہ اور محکم بن جثامہ
بن قیس لیشی بھی شامل تھے۔ اتفاقاً ہماری طرف سے عامر بن اظہب اشجعی گزرا
اور سلام کیا۔ محکم نے اس پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ پھر جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ کی اطلاع دی تو ہمارے متعلق قرآن عینی اس
آیت کا نزول ہوا۔

(ترجمہ منہج ص ۲۲۲ ج ۳)

ابن حبیب فرماتے ہیں مروی ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جانور ذبح فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُسے ازواجِ مطہرات میں تقسیم فرمایا۔ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں ان کا حصہ ارسال فرمایا تو انہوں نے زیادہ کا مطالبہ فرمایا۔ اس پر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تین گنا بڑھا دیا۔ اب تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن مزید طلب فرمانے لگیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے پاس ایک ماہ تک نہ ہوں گا۔

• اسی سال آپؐ نے فرمایا ۔

لَا تَدْخُلُوا عَلٰی هٰؤُلَاءِ " ان عذاب شدہ لوگوں کے گھروں میں
الْمُعَذِّبِينَ ۔ ۱۷ سکونت اختیار نہ کرو۔"

• مسلمانوں نے اسی سال اپنے ہتھیار فروخت کر دیئے اور کہنے لگے نزولِ حضرت مسیح علیہ السلام تک جہاد منقطع ہو چکا ہے۔

• نیز مسجدِ ضرار کو منہدم کرنے کا حکم آیا۔

۱۷ بخاری ص ۶۲ ج ۱ ص ۶۳ ج ۲۔ غزوہ تبوک کے دوران لشکرِ اسلام کا نزول حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کی جائے سکونت حجر پر ہوا تو آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے کنوئیں سے پانی بھر لیا اور اس سے اٹا گوندھ لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو گردا دینے کا حکم دیا۔ کیونکہ یہ وہ علاقہ تھا جہاں عذابِ الہی نازل ہوا تھا۔

۱۸ یہ خبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں منع فرمایا اور فرمایا :

”میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر جہاد کرتی رہے گی تا آنکہ دجال ظاہر ہو۔“

(اُردو ترجمہ طبقات ابن سعد ص ۵۱۵ ج ۱۷)

سالِ عاشق | نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع فرمایا۔ ہجرت کے بعد یہ پہلا حج تھا۔ بعثت سے پہلے اور بعد آپ نے کئی حج فرمائے جن کی تعداد معلوم نہیں۔

• ہجرت کے بعد آپ نے دو عمرے ادا فرمائے۔ پہلا عمرۃ العقضاء۔ دوسرا غزوہ حنین کے بعد جس کے لئے احرام جعرانہ سے باندھا۔ تیسرا عمرہ حجۃ الوداع کے ساتھ ادا فرمایا۔ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار عمرے ادا فرمائے۔

• حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لختِ جگر نے انتقال فرمایا۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔

• سورہ النصر (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ) نازل ہوئی۔

• حج کے بعد آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے سنہ ۱ھ سال کے ذی الحج کے بقیہ ایام اور سنہ ۲ھ کے محرم، صفر اور ربیع الاول کے بارہ دن یہیں اقامت پذیر رہ کر وصال فرمایا۔

مدینہ منورہ میں آپ کا قیام پورے دس سال رہا۔



غزوات و سرایا

ان کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے۔ یہاں ابن سعد کی بیان کردہ تفصیل کے مطابق ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

● سر یہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما [ؓ]

ہجرت نبوی کے ساتویں مہینے کی ابتداء میں قافلہ قریش کو روکنے کے لئے روانہ کیا گیا۔ یہ پہلا سر یہ ہے۔

● سر یہ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ [ؓ] وادی رابع کی طرف روانہ ہوا۔

۱۔ مسلمانوں کا وہ جنگی لشکر جس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لے گئے ہوں اُسے غزوہ کہا جاتا ہے جس کی جمع غزوات ہے اور وہ لشکر جن میں ... نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس شریک نہ ہوئے انہیں سر یہ کہا جاتا ہے اس کی جمع سرایا ہے۔

۲۔ لشکر اسلام میں صرف تیس مہاجرین تھے اور لشکر کفار کی تعداد تین سو (۳۰۰) تھی۔ تادیخ اسلام کا پہلا علم جو کسی لشکر اسلام کے لئے تیار کیا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس سے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا۔ اس کا رنگ سفید تھا۔ فریقین کی صف بندی ہو چکی تھی کہ مہدی بن عمرو نے حائل ہو کر قتال نہ ہونے دیا۔ کفار کے لشکر کا سردار ابو جہل تھا۔

۳۔ مسلمانوں کی تعداد ۲۰ لشکر کفار کی تعداد دو سو تھی۔ مسلمانوں کے لئے لوہے کے تیرے تیار کیا گیا جس کو حضرت سلج بن اثاثر رضی اللہ عنہ اٹھائے ہوئے تھے۔ دونوں طرف سے تیراندازی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ ۱۳۲ پر)

• سر یہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

خوار کی جانب روانہ کیا گیا۔

• غزوہ ابواء

اسے غزوہ ودان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ پہلا غزوہ ہے جو قافلہ قریش کو روکنے کے لئے روانہ ہوا۔

• غزوہ بُواط تھے اس کا مقصد بھی قافلہ قریش کو روکنا تھا۔

(بقیہ حاشیہ ص ۱۳ سے آگے) ہوئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے تیر اندازی کی

ابتداء کی۔ تاریخ اسلام کا پہلا تیر جو راہِ خدا میں کفار کی طرف پھینکا گیا۔ آپ کا ہی تھا۔

کفار کا سپہ سالار ابوسفیان یا عکرمہ تھا۔

۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بیس مہاجرین پر یہ جماعت مشتمل تھی۔ ان کے علم

کارنگ سفید تھا اور علمبردار حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے۔ قافلہ قریش کو روکنے کے لئے یہ

جماعت ترتیب دی گئی لیکن قافلہ بچ کر نکل گیا۔ ہجرت کے نویں مہینے یہ سر یہ پیش آیا۔

۲۔ آغاز سفر ہجرت کے گیا، ہویں مہینے وقوع پذیر ہوا۔ مسلمانوں کے علم بردار حضرت حمزہ

بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما ستمے علم کارنگ سفید تھا۔ قتال کی نوبت نہ آئی۔ اسی غزوہ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی ضرہ کے سردار سے صلح کا تحریری معاہدہ فرمایا۔

لشکر اسلام بارہ روز کے بعد مدینہ منورہ واپس ہوا۔

۳۔ بوواط مدینہ منورہ سے اڑتالیس میل دور ہے۔ ہجرت کے تیرہویں مہینے ربیع الاول کی ابتداء

میں یہ لشکر قافلہ قریش کا راستہ روکنے کے لئے روانہ ہوا۔ مسلمانوں کی تعداد دو سو تھی۔ اور ان

کا علم سفید تھا اور علمبردار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ کفار کا سردار امیہ

بن خلف تھا۔ ان کی تعداد ایک سو تھی اور اڑھائی ہزار اونٹ اُن کے ہمراہ تھے۔ قتال

کی نوبت نہ آئی۔

• غزوہ برائے تلاش کرز بن جابر
یہ مہم غزوہ بدر اولیٰ بھی کہلاتی ہے۔ کرز مدینہ منورہ سے مویشی لوٹ کر
لے گیا تھا۔

• غزوہ ذات العسیرۃ^{۲۷}
اس کا نام ذات العسیرۃ بجائے شین کے سین سے بھی مروی ہے۔ قافلہ قریش کو
روکنے کے لئے روانہ ہوا۔

• سریہ حضرت عبداللہ بن جحش^{۲۸} اسدی رضی اللہ عنہ۔
نخلہ کی جانب بھیجا گیا۔

۱۔ مدینہ منورہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر فرما کر آپ کرز کی تلاش میں
نکلے۔ آپ کا جھنڈا سفید تھا جسے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اٹھائے ہوئے تھے۔ کرز
بھاگ گیا اور آپ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

۲۔ حمادی الاخریٰ ہجرت کے سولہویں مہینے وقوع پذیر ہوا۔ مدینہ میں حضرت ابوسلمیٰ بن عبداللہ
رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر فرما کر ڈیڑھ سو یا دو سو مہاجرین کے ساتھ آپ مدینہ طیبہ سے نکلے
لشکر اسلام میں کل تیس اونٹ تھے جن پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باری باری سواری کرتے۔
قافلہ قریش جو مال سے لدا ہوا تھا پہنچ کر نکل گیا۔ اسی غزوہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ
کو ابو تراب کنیت عطا ہوئی۔ عظیم نبوی سفید تھا اور علم بردار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ (طبقات)
۳۔ نخلہ مکہ مکرمہ کے قریب ابن عامر کا باغ تھا۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ بارہ مہاجرین
کے ہمراہ نخلہ کی جانب روانہ ہوئے تاکہ دشمن کی راہ میں گھات لگائیں۔ ابن حنفیہ
اس میں قتل ہوا اور مسلمان دو قیدی اور مال غنیمت لے کر مدینہ منورہ واپس
ہوئے۔ (طبقات)

● غزوہ بدر

● سر یہ حضرت عمیر بن عبدی رمنی الشریعہ۔

کافرہ عورت عصائب بنت مروان کے قتل کی غرض سے روانہ کیا گیا۔

۱۔ بدر دراصل کنوئیں کا نام ہے جو اس مقام پر تھا۔ بعد میں اس جگہ کا نام بدر پڑ گیا (ماثری)

۲۔ ۱۲ رمضان ۳؎ کو مسلمان مدینہ طیبہ سے نکلے تاکہ قافلہ قریش کا راستہ روکیں۔ مسلمانوں

کی تعداد ۳۰۵ = ۴۴ مہاجرین + ۲۶۱ انصار تھی۔ مزید آٹھ آدمیوں کو نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے غنیمت سے حصہ دیا۔ اسی طرح بدری صحابہ کی تعداد ۳۱۳ ہو گئی۔ مہاجرین

کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رمنی الشریعہ خنجر کا جھنڈا حضرت حباب بن منذر رمنی اللہ

عنے اور اس کا علم حضرت سعد بن معاذ رمنی الشریعہ کے پاس تھا۔ سب سے بڑا جھنڈا

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ کفار کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ ان کا سردار

ہو جہل تھا۔ ۱۴ رمضان المبارک کو سرحرہ کا زار گرم ہوا جس کے نتیجے میں کفار شتر قیدی اور

ستر مقتول چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں میں سے چودہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

(طبقات) قرآن مجید میں اس کو یوم الفرقان کہا گیا ہے۔ جنگ کے میدان میں یہ مسلمانوں

کی اولین اور واضح فتح ہے جس نے ثابت کر دیا کہ اسلام دنیا میں سر بلند ہو کر رہے گا۔

۳۔ عصائب بنت عمران ایک کافر شاعر عورت تھی جو اسلام اور ہادی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی بھوکیا کرتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۲۵ رمضان المبارک ۳؎ کو

حضرت عمیر رمنی الشریعہ کو اس کے قتل کے لئے مامور فرمایا یہ ناجینا تھے۔ یہ اس کے

گھر میں داخل ہوئے اس کے دودھ پیتے بچے کو گود سے جدا فرمایا اور تلوار سے

پر رکھ دی جو جسم سے پار ہو گئی۔ اس مہم کو بخوبی سرا بجام دینے پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے ان کا نام عمیر بصیر (بینا) رکھ دیا۔ (طبقات)

- سر یہ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ۔
- ابو علفک یہودی کو قتل کے لئے انہیں بھیجا گیا۔
- غزوہ بنی قینقاعؓ
- غزوۃ السویقؓ

۱۔ ابو علفک یہودی سو برس عمر کا شاعر تھا۔ لوگوں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر اکساتا تھا۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی منت مان لی۔ اوافل شوالؓ گرمیوں کی ایک رات کو وہ میدان میں سو رہا تھا کہ انہوں نے اپنی تلوار اس کے جگر سے پار کر دی۔ (طبقات)

۲۔ بنی قینقاع بہت دلیر اور باہمت یہودی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے صلح کا معاہدہ کر رکھا تھا۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تو انہوں نے حسد کرنا شروع کر دیا اور عہد کو توڑ دیا۔ آپ مسلمانوں کا لشکر لے کر ان کے محاصرہ کے لئے نکلے۔ اس مہم کے علمبردار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے اور علم سفید رنگ کا تھا۔ نصف شوالؓ یکم ذوقعدہؓ تک شدید محاصرہ فرمایا۔ مجبوراً انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ مال غنیمت میں بہت سا اسلحہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ (طبقات)

۳۔ بدر میں شکست پر ابوسفیان نے قسم کھالی کہ جب تک مسلمانوں سے بدلہ نہ لے گا تیل استعمال نہیں کریگا۔ اس قسم کو پورا کرنے کی غرض سے ابوسفیان دوستوں اور بروایت دیگر چالیس سواروں کو لیکر مکہ مکرمہ سے نکلا۔ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر العریض میں پہنچ کر ایک انصاری اور اس کے مزدور کو قتل کر دیا۔ چند مکانات اور گھاس کو آگ لگا دی۔ یہ سمجھ کر کہ قسم پوری ہو گئی بھاگ نکلا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس غارتگری کی خبر ہوئی تو دو سو صحابہ کرامؓ کی جماعت لے کر تعاقب کو نکلے مگر دشمن بھاگ گید پانچ روز اس مہم میں صرف ہوئے۔ اس غزوہ کے لئے مدینہ طیبہ سے مسلمانوں کی رواجی مدد بھی الجھ سکتی ہوئی۔

اس غزوہ میں ابوسفیان اور اس کے ساتھی بھل گئے ہوئے سامان کو ہلکا کرنے کی غرض سے ستوؤں کے تھیلے پھینکے جاتے اور مسلمان انہیں اٹھاتے جاتے تھے اس لئے اس کا نام غزوۃ السویق پڑ گیا۔ (سویق کا معنی ہے ستو)

- غزوہ قرقرۃ الکدر
- سریہ قتل کعب بن اشرفؓ

۱۔ اس خبر پر کہ قرقرۃ الکدر کے مقام پر قبائل سلیم اور غطفان کا ایک لشکر جمع ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی سرکوبی کے لئے نصف محرم ۳ھ کو مدینہ شریف سے نکلے علم بردار حضرت علی رضی اللہ عنہ اور مدینہ میں میں نائب حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔

لشکر اسلام دو سو مجاہدین پر مشتمل تھا۔ دشمن کو اس مقام پر نہ پایا مال غنیمت میں پانچ سو اونٹ شامل تھے خمس کے بعد مجاہد کو دو اونٹ حصہ ملا۔ پندرہ روز اس مہم میں صرف ہوئے۔

۲۔ کعب بن اشرف ایک یہودی شاعر تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی ہجو کیا کرتا اور مخالفت پر لوگوں کو برا لگینے کرتا تھا۔ غزوہ بدر کے بعد مکہ معظمہ آیا اور اپنے شعروں سے قریش کی آتش انتقام کو بھڑکا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔ کون ہے جو کعب سے میرا انتقام لے؟

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تیار ہو گئے۔ چند دیگر صحابہ کرام کو ساتھ لے کر اربع الاولیٰ ۳ھ کو اس کا کام تمام فرما دیا اور سرکاٹ کر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا۔ اس کے نتیجے میں یہودی بہت خوفزدہ ہو گئے۔

- غزوہ غطفان^۱
- غزوہ بنی سلیم^۲
- سر یہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ -
- قرہ جو نجد میں ہے کی طرف روانہ کیا گیا -

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی کہ بنی ثعلبہ اور محارب کا ایک گروہ ذی امر میں اس غرض سے جمع ہے کہ آپ کو چاروں طرف سے گھیر کر ختم کر دیں اور ان کا سر غنہ دعثور بن حارث ہے۔ ۱۲ ربیع الاول ۳۳ھ کو ۵۴ سوار صحابہ کرام کی ایک جماعت لے کر ان کی سرکوبی کو نکلے۔ جب دشمنوں کو آپ کے کوچ کی خبر ملی وہ بھاگ گئے اور حضرت دعثور رضی اللہ عنہ مشرت باسلام ہو گئے۔

۲۔ خبر ملی کہ بحران میں بنی سلیم نے لشکر جمع کیا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ۶ جمادی الاول ۳۳ھ کو ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ لوگ اپنے اپنے پانی کے مقامات کو منتشر ہو گئے ہیں۔ چنانچہ واپس تشریف لے آئے۔ اور دس روز تک مدینہ شریف سے باہر رہے۔ (طبقات)

۳۔ قافلہ قریش کو روکنے کے لئے جمادی الاخریٰ ۳۳ھ کو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں ایک سو (۱۰۰) سواروں کو روانہ کیا گیا۔ لشکر اسلام نے قافلہ کو جالیا۔ ان کے بڑے بڑے سردار بھاگ گئے۔ تمام مال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف میں پیش کر دیا جو آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاہدین میں تقسیم فرما دیا۔

(طبقات)

• غزوہ اُحہ • غزوہ حمرہ الاسدؓ

۱۔، رشوالؓ کو یہ غزوہ پیش آیا۔ کفار کی تعداد تین ہزار تھی۔ ان میں سات سو زرہ پوش تھے۔ دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے۔ بدر کا بدلہ لینے کے لئے انہوں نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ میں نائب مقرر فرمایا اور ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ نکلے۔ آپؐ نے تین جھنڈے تیار کئے۔ اوس کا جھنڈا حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو خزیج کا علم حضرت جباب بن منذر یا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کو مہاجرین کا نشان حضرت علی رضی اللہ عنہ یا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما کو عطا فرمایا۔ راہ میں ابن ابی منافق تین سو آدمیوں کو لے کر علیحدہ ہو گیا۔ جنگ میں مسلمانوں کے تقریباً ستر نے جام شہادت نوش فرمایا اور مشرکین سے تیرہ جہنم رسید ہوئے۔ خود حضرت مروہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی زخمی ہوئے۔ (طبقات - حاشیہ تلیق)

۲۔ غزوہ اُحہ کے اگلے روز ۸، رشوال کو کفار کے تعاقب کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاہدین اسلام کو کوچ کا حکم دیا۔ علم حضرت علی رضی اللہ عنہ یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا۔ حمرہ الاسد جو مدینہ منورہ سے آٹھ میل پر ہے، تک دشمن کا تعاقب فرمایا۔ تین روز وہاں قیام فرما کر مدینہ منورہ کی جانب مراجعت فرمائی۔

(طبقات - حاشیہ تلیق)

- ستر یہ ابی سلمہ بن عبداللہ سدر رضی اللہ عنہ -
- فطن (جو ایک پہاڑ کا نام ہے) کی طرف روانہ کیا گیا -
- سر یہ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ یہ
- آپ سفیان بن خالد ہمدانی کی طرف روانہ کئے گئے

۱۔ اس خبر ملنے پر کہ طلحہ اور سلمہ پسران خولید اپنی قوم کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر ابھار رہے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو غلیم جنگ عطا فرمایا اور ڈیڑھ سو مہاجرین و انصار کی جماعت ساتھ کی تاکہ دشمن کی جمعیت کو تیاری سے پہلے ہی پرانگندہ کر دیا جائے۔ مسلمانوں نے برق رفتاری سے سفر طے کر کے ان کے علاقہ پر ہلہ بول دیا۔ لیکن دشمن منتشر ہو چکا تھا۔ لشکر اسلام خیریت سے غنیمت لے کر واپس ہوا۔ اوائل محرم ۳۵ھ میں یہ مہم بھیجی گئی۔ (طبقات)

۲۔ سفیان بن خالد اپنی قوم کا سردار تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف لوگوں کو مجتمع کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس کا کام تمام کرنے کے لئے روانہ فرمایا تاکہ اس کو جہنم رسید کر دیں۔ آپ اکیلے ہی مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ پہلے باتوں باتوں میں اس کو اعتماد میں لیا اور موقع پا کر اپنی تلوار سے اس کا سر کاٹ کر بارگاہ نبوی میں پیش کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کامیابی پر بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا اور ایک عصا بطور انعام دے کر فرمایا: "اے پکڑ کر جنت میں جانا۔"

چنانچہ انہوں نے وصیت فرمائی کہ ان کے کفن میں عصا مبارک رکھا جائے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ۵۰ محرم ۳۵ھ کو مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ اٹھارہ روز کے بعد ۲۵ محرم کو واپس ہوئے۔ (طبقات)

• سر یہ حضرت منذر رضی اللہ عنہ ۱؎

بشر معونہ کی طرف روانہ کیا گیا ۔

• سر یہ حضرت مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ ۲؎

چشمہ رجیع کی جانب بھیجا گیا ۔

۱؎ صفر ۶۸۰ھ میں شتر فراد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو عامر بن ماکہ کی درخواست پر تبلیغ کے لئے بصر معونہ کی طرف روانہ کیا۔ حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ ان کے امیر تھے۔ کفار کی ایک بہت بڑی جماعت نے انہیں گھیر کر شہید کر دیا۔ مرثد ایک صحابی حضرت عمرو بن لوی رضی اللہ عنہ تھے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس اندوہناک واقعہ سے بے حد رنج ہوا۔ شہداء بصر معونہ سے بڑھ کر آپؐ نے کبھی رنج کا اظہار نہیں فرمایا۔ (طبقات)

۲؎ عضل اور القارہ کے کچھ آدمی بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہوئے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے درخواست کی کہ اپنے صحابہ میں سے کچھ کو ہمارے ہمراہ فرما دیجئے تاکہ ہمیں قرآن مجید پڑھائیں اور مسائل کی تعلیم دیں۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ان کے ساتھ بھیج دی۔ حضرت عامر بن ثابت رضی اللہ عنہ یا حضرت مرثد بن ابی مرثد کو ان پر امیر مقرر فرمایا۔ جب یہ قدسی جماعت رجیع پہنچی تو کفار نے ان سے بد عہدی کی سات کو وہیں شہید کر دیا اور تین کو قید کر لیا۔ شہادت پانے والے مسلمانوں میں سے حضرت عامر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مکہ کی مشرکہ عورت سلافہ نے قسم کھا رکھی تھی کہ ان کی کھوپڑی میں شراب پٹوں گی۔ کیونکہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے اس کے دو بیٹوں کو اعد کے میدان میں قتل کیا تھا۔ دشمن کی دست برد سے بچنے کے لئے ان کی نعش مبارک کی دن کو بھڑوں نے حفاظت کی اور رات کو سیلاب ان کے جسد اطہر کو بہا کر لے گیا۔ دشمن تین قیدیوں کو فروخت کرنے کی غرض سے لے کر مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے۔ (مرالظہران کے مقام پر ان میں (بقیہ حاشیہ اگلے ص ۱۴۱) پر)

● غزوہ بنی نضیرؓ

(بقیہ حاضرینؓ) آئے ان میں سے عبداللہ بن طارقؓ نے اپنے آپ کو دیوؤں کی بندش سے آزاد کر لیا۔ کفار نے انہیں سنگسار کر کے شہید کر دیا۔ حضرت نجیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کو کفار مکہ نے خرید کر تنعیم کے مقام پر شہید کر دیا۔ مدینہ منورہ سے یہ جماعت اوائل صفر ۳۷ھ کو روانہ کی گئی۔

۱۔ ربیع الاول ۳۷ھ کو یہ غزوہ پیش آیا۔ بنی نضیر یہودی تھے جو مدینہ کے مصافحات میں آباد تھے۔ مسلمانوں سے انہوں نے صلح کا معاہدہ کر لیا تھا۔ سر یہ مندر جو بیر معونہ کی جانب بھیجا گیا تھا اس سے بچنے والے صحابی حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپسی میں غلطی سے دو کلابیوں کو قتل کر دیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی دیت ادا کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں گفتگو کے لئے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی نضیر کے ہاں تشریف لائے۔ لیکن انہوں نے بد عہدی کر کے آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ تیار کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے ناپاک ارادے کی اطلاع دے دی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً وہاں سے چلے آئے۔ ان کو بد عہدی کی سزا دینے کے لئے آپ نے انہیں جلا وطنی کا حکم دے دیا۔ اور دس روز کی مہلت دی۔ جواباً انہوں نے منافقین اور دیگر کفار سے گٹھ جوڑ شروع کر دی۔ اس پر آپ نے ان کا محاصرہ کر لیا جو پندرہ روز تک جاری رہا۔ بہت سا اسلحہ آپ کے ہاتھ لگا اور یہودی جلا وطن ہو گئے۔ اس معرکہ کے علمبردار حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

• غزوہ بدر الموحّد •

• غزوہ ذات الرقاع •

• غزوہ دومۃ الجندل •

۱۔ غزوہ احد سے واپسی پر کفار مکہ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا کہ اگلے سال بدر کے مقام پر پھر جنگ ہوگی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کی تعداد ڈیڑھ ہزار اور کفار کی تعداد دو ہزار تھی۔ مسلمانوں کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تحویل میں تھا۔ مسلمانوں نے یکم ذی قعدہ سے ۸ ذی قعدہ تک بدر الصفا میں قیام کیا اور جنگ کی نوبت نہ آئی۔

۲۔ مدینہ منورہ آنے والے ایک تاجر نے خبر دی انمار اور ثعلبہ مقابلے کے لئے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ اس پر آپ چار سو یا سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اُن کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوئے۔ جیب وہاں پہنچے تو سوائے عورتوں کے کسی کو نہ پایا۔ دشمن پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ گیا تھا۔ آپ نے عورتوں کو قیدی بنالیا۔ اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز خوف پڑھائی۔ یکم محرم ۳۱ھ کو یہ مہم روانہ ہوئی اور تقریباً ایک مہینہ اس میں صرف ہوا (طبقات)

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی کہ دومۃ الجندل میں ایک بہت بڑی جماعت مدینہ منورہ پر حملے کے لئے جمع ہے۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے پندرہ دن کی مسافت پر ہے۔ آپ ۲۵ ربیع الاول ۳۱ھ کو ایک ہزار کا لشکر لے کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ رات کو سفر فرماتے اور دن کو آرام تاکہ دشمن کو خبر نہ ہونے پائے۔ دشمن جس وقت کوچ کر رہا تھا آپ نے انہیں آلیا۔ کچھ اونٹ اور چرواہے مالی غنیمت میں آئے باقی فرار ہو گئے۔ چند روز وہاں قیام کے بعد آپ عازم مدینہ منورہ ہوئے اور ۲۰ ربیع الآخر کو مدینہ شریف پہنچے۔

● غزوہ مرہ یسبعؑ

مرہ یسبع کفار کے ایک کنوئیں کا نام تھا۔ اسے غزوہ بنی مصطلق بھی کہا جاتا ہے۔
● غزوہ خندقؑ

۱۔ بنی مصطلق کے سردار حادث بن ابی ہزار نے اپنی قوم اور دیگر زیر اثر قبائل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کی دعوت دی اور تیاری شروع کر دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی اطلاع پا کر ۲ شعبان ۵ھ کو مدینہ طیبہ سے مسلمانوں کا لشکر لے کر ان کی سرکوبی کو روانہ ہوئے اور المرہ یسبع پہنچ کر دشمن کے خلاف صف بندی فرمائی۔ پہلے تیروں کا تبادلہ ہوا اور اذان بعد حملہ عام کا حکم دے دیا۔ مشرکین سے دس قتل ہوئے اور باقی گرفتار۔ مسلمانوں سے ایک نے جام شہادت نوش فرمایا۔ ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا اس معرکہ میں قید ہوئیں اور آزاد ہو کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت سے مشرک ہوئیں۔ اس غزوہ میں مہاجرین کا علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور انصار کا علم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ غزوہ سے واپسی پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا اور آیت تیمم نازل ہوئی۔ اس مہم پر اٹھائیس روز صرف ہوئے لشکر اسلام غرہ رمضان کو مدینہ طیبہ واپس پہنچا۔

۲۔ مدینہ منورہ سے جلا وطن یہودی قبیلہ بنی نضیر نے مسلمانوں سے بدلہ لینے کی خاطر کفار مکہ سے گنت و شنید شروع کر دی۔ ایک معاہدہ کے تحت مدینہ منورہ پر حملہ کا منصوبہ تیار کیا جس میں تمام مشرک قبائل کو شامل کر لیا۔ کفار کی تعداد دس ہزار تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے کے مطابق مدینہ طیبہ کے گرد خندق کھودنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ بعجلت تمام کفار کی آمد سے

● غزوہ بنی قریظہ

(بقیہ حاشیہ ص ۱۴۳ سے آگے) قبل خندق تیار کر لی گئی مسلمان تعداد میں تین ہزار تھے۔ لشکر کفار نے خندق کے باہر ڈیرہ ڈال دیا۔ یہ دکانٹ اُن کے لئے اجنبی تھی۔ ایک روز خندق کے تنگ مقام سے عمرو بن عبید ودا اور چند کفار اندر گھس آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار نے جب عمرو بن عبید ودا کو داخل جہنم کیا تو باقی کفار بھاگ کر اپنے لشکر میں چلے گئے۔ اس غزوہ میں ایک روز مسلمان ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز ادا کر سکے۔ بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں جماعت کے ساتھ ان کو قضا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اس طرح مدد فرمائی کہ لشکر کفار میں مختلف قبائل ایک دوسرے پر بد اعتمادی کرنے لگے۔ نیز ایک شدید آندھی آگئی جس نے کفار کے خیمے اور کھانے کے برتن تک الٹ دیئے۔ محاصرے کی طوالت کے باعث کفار پہلے ہی اکتائے ہوئے تھے۔ طوفان نے انہیں مزید بددل کر دیا اور وہ تتر بتر ہو گئے۔ یہ غزوہ ذی قعدہ ۵ھ کو پیش آیا۔ اس میں چار صحابی شہید ہوئے۔

۱۴ بنی قریظہ نے مسلمانوں سے کیا ہوا معاہدہ غزوہ خندق میں پس پشت ڈال کر کفار کا ساتھ دیا۔ خندق سے فراغت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل فرمایا اور ابھی آرام سے بیٹھے نہ تھے کہ حکیم النبی کے مطابق مسلمانوں کو بنی قریظہ کی جانب کوچ کا حکم دے دیا۔ وہ جنگ کے لئے بالکل تیار تھے۔ مسلمانوں نے اُن کا محاصرہ کر لیا جو ایک ماہ تک جاری رہا۔ آخر تنگ آکر انہوں نے درخواست کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو فیصلہ ہمارے متعلق فرمادیں، ہمیں قبول ہوگا۔

چنانچہ انہوں نے فیصلہ فرمایا کہ جو لڑنے والے مرد ہیں وہ قتل کر دیئے جائیں اور باقی کو قیدی بنالیا جائے۔ اس کے نتیجے میں چھ سات سو کے درمیان قتل ہوئے اور

● سر یہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ۱۷

یہ قبیلہ قرطاء کی طرف بھیجا گیا۔

● غزوہ بنی لحيان ۱۸

● غزوہ غابہ ۱۹

(بقیہ حاشیہ ص ۱۴۱ سے آگے) باقی قیدی اور ان کے اموال غنیمت ٹھہرے جس میں پندرہ سو

تلواریں، تین سوزر ہیں، دو ہزار نیزے اور ڈیڑھ ہزار ڈھالیں تھیں۔

۱۷۔ ۱۸۔ محرم ۳۷ کو ۲۰ سواروں پر مشتمل یہ دستہ قبیلہ قرطاء کی جانب روانہ ہوا۔ رات

کو کوچ اور دن کو آرام کرتا تا کہ دشمن کو غفلت میں جالیں۔ دشمن کے ساتھ مقابلہ ہوا۔

ایک جماعت مقتول ہوئی باقی نے راہ فرار اختیار کر لی۔ ڈیڑھ سواونٹ تین ہزار کبریاں غنیمت

میں آئیں۔ انیس دن کے بعد ۲۹ محرم کو یہ دستہ واپس مدینہ منورہ پہنچا۔

۱۹۔ دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل لشکر لے کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بنی لحيان کی گوشمالی کو نکلے۔ تیزی سے قطع مسافت کرتے ہوئے منزل مقصود کی طرف

پیش قدمی فرمائی۔ دشمن کو خبر ہو گئی چنانچہ وہ پہاڑوں کی بلندیوں پر بھاگ گئے۔

۲۰۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیس دودھ دینے والی اونٹنیاں غابہ کے مقام پر

چرتی تھیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اُن کے چرواہے تھے۔ چالیس سواروں کے

ہمراہ عینہ بن سفیان نے ان پر حملہ کر دیا۔ حضرت ابوذر کے لڑکے کو شہید کر دیا اور اونٹنیاں

لیکر فرار ہو گیا۔ مسلمانوں کے لشکر کو لے کر آپ غابہ کی جانب روانہ ہوئے۔ علمبردار حضرت مقداد

بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے، بھاگتے ہوئے دشمن پر حملہ کرویا کچھ کو قاصد جہنم کیا اور باقی فرار

ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ کئی اونٹنیاں ان سے چھین لیں باقی دس لیکر وہ فرار ہو گئے۔ ریحانہ

۳۷ کو وقوع پذیر ہوا۔ مسلمانوں کی تعداد پانچ سو یا سات سو تھی۔

● سر یہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ ۱۵

بنی اسد کے چہرے کی طرف بھیجا گیا۔

● سر یہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ۱۶

ذی القعدة کی طرف روانہ کیا گیا

● سر یہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ۱۷

یہ بھی ذی القعدة کی جانب بھیجا گیا۔

● سر یہ حضرت زید بن عارثہ رضی اللہ عنہ ۱۸

بنی سلیم کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا گیا

۱۵ ربیع الاول ۳۱ھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چالیس صحابہ کو حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی مرہبی میں غمر کی جانب بنی اسد کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا۔ اس میں جنگ کی نوبت نہ آئی، دو سو اونٹ غنیمت میں ملے۔

۱۶ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بنی ثعلبہ اور بنی عوال پر حملہ کی غرض سے بھیجا گیا۔ رات کو یہ دستہ دشمن کے پاس پہنچا، ان کی تعداد ایک سو تھی۔ انہوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا۔ تیراندازی کے بعد نیزوں کی بادی آئی۔ مسلمانوں کا خاصا نقصان ہوا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ زخمی حالت میں مدینہ منورہ پہنچے۔

۱۷ بنی ثعلبہ اور انصار کے قبائل نے منصوبہ بنایا کہ مدینہ منورہ کی چراگاہ پر حملہ کر کے غارت گری مچائیں۔ ان کے استیصال کیلئے چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ذی القعدة بھیجے گئے۔ یہ دستہ صبح کی تارکی میں ذی القعدة پہنچا اور ان پر حملہ کر دیا۔ دشمن فرار ہو گیا، ایک شخص قیدی بنا جس نے ایمان قبول کر لیا۔ کچھ اونٹ اور اموال و اسباب غنیمت میں آئے یہ ربیع الآخر ۳۱ھ کا واقعہ ہے۔

۱۸ ربیع الآخر ۳۱ھ ہی میں بنی سلیم کی جانب هجوم کے مقام پر یہ دستہ روانہ ہوا۔ مال غنیمت میں اونٹ بکریاں اور قیدی آئے۔

- سر یہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
- عیم کی طرف روانہ ہوا۔
- سر یہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
- طرف کی جانب بھیجا گیا۔
- سر یہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

۱۔ جمادی الاولیٰ ۳۷ھ کو یہ خبر ملی کہ قریش کا قافلہ شام سے آرہا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ستر سواروں کے ہمراہ اس کا راستہ روکنے کے لئے روانہ فرمایا۔ انہوں نے قافلہ کو مع اسباب کے گرفتار کر لیا۔ اس قافلہ میں حضرت ابوالعاص بھی تھے جو حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شوہر تھے۔ یہ بھی قیدیوں میں شامل تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے انہیں پناہ دیدی۔ چنانچہ ان کا مال ان کو واپس کر دیا گیا۔

۲۔ جمادی الاخریٰ ۳۷ھ کو یہ مہم چشمہ طرف کو روانہ کی گئی جو مدینہ منورہ سے ۳۶ میل دور ہے۔ وہاں قبیلہ بنی ثعلبہ آباد تھا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ پندرہ مجاہدین کا دستہ تھا۔ دشمن نے راہ فرار اختیار کی۔ بیس اونٹ اور بکریاں غنیمت میں آئیں۔

۳۔ جمادی الاخریٰ ۳۷ھ کو پیش آیا۔ اس مہم کا سبب یہ ہوا کہ حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ دربار قیس سے واپس آرہے تھے جس نے انہیں خلعت دی تھی۔ جب وہ حسی میں پہنچے تو قبیلہ بنی جذام کے چند افراد نے انہیں لوٹ لیا۔ جسم کے پرانے کپڑوں کے سوا کچھ نہ چھوڑا۔ حضرت وحیہ رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت میں شکایت کی۔ آپ نے پانچ سو کے لشکر کے ساتھ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ صبح کے وقت اسلامی لشکر نے کفار پر حملہ کیا۔ ایک ہزار اونٹ پانچ ہزار بکریاں اور ایک سو عورتیں اور بچے قیدی پکڑے۔ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو آزاد فرمایا اور مال بھی واپس فرما دیا۔

حسمی کی جانب روانہ کیا گیا۔

● سر یہ حضرت زید بن عارضہ رضی اللہ عنہ

بجانب وادی القریٰ روانہ کیا گیا۔

● سر یہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

دومتہ الجندل کی جانب روانہ کیا گیا۔

● سر یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

بنی سعد بن بکر کی جانب بھیجا گیا۔

۱۰ رجب ۱۰ کو یہ مہم بھیجی گئی۔

۱۱ شعبان ۱۰ کو ایک دستہ دومتہ الجندل بھیجا گیا جہاں قبیلہ کلب آباد تھا۔ حضرت عبدالرحمن

رضی اللہ عنہ تین روز وہاں اقامت پذیر رہے اور قبیلہ کو دعوتِ اسلام دی۔ قبیلے کا سردار

حضرت اصنع بن عمرو رضی اللہ عنہ اور قبیلہ کے بہت سے لوگ مشرت بایمان ہوئے۔ حضرت

عبدالرحمان رضی اللہ عنہ نے حضرت اسبع رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی حضرت تماضر رضی اللہ

عنها سے نکاح فرمایا۔ جن سے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

۱۲ شعبان ۱۰ کو بادگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ خبر پہنچی کہ بنی سعد یہود خیبر کی مدد

کا قصد کر رہے ہیں۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سوا افراد کے ہمراہ ان کی گوشمالی

پر مامور فرمایا۔

یہ مجاہدین لڑتے اور دن کو قیام فرماتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

دشمن کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ان پر حملہ کر دیا۔ پانچ سواؤں اور دو ہزار بکریں چھوڑ کر

دشمن فرار ہو گیا۔

- سر یہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ علیہ
- ام فرقہ فاطمہ بنت ربیعہ کے قتل کے لئے وادی قرنی بھیجا گیا۔
- سر یہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ علیہ
- ابورافع سلام بن ابی الحقیق کے قتل کی غرض سے روانہ ہوا۔
- سر یہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ علیہ
- اسیر بن زارم یہودی کے قتل کے لئے خیبر بھیجا گیا۔

۱۰ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سجا۔ تی قافلہ کے ساتھ شام کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں بنی فزارہ کے کچھ لوگوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے۔ صحت ہونے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دشمنوں کی سرکوبی کے لئے ایک دستہ انہی کی سرکردگی میں روانہ فرمایا۔ انہوں نے صبح کے وقت کفار پر بڑبول دیا اور انہیں شکست دی۔ ام قرظہ کو نہایت سختی سے قتل کیا۔ اس طرح کہ اس کے پاؤں میں رسی باندھ کر دو اونٹوں کے ساتھ اس کو باندھ دیا اور اونٹوں کو تیز دوڑایا گیا جس سے اس کا جسم دو حصوں میں کٹ گیا۔ یہ ہمہ دماغان المبارک سلمہ کو روانہ کی گئی۔

۱۱ ابورافع نے خیبر میں ایک لشکر جمع کیا تاکہ مسلمانوں پر حملہ آور ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ جاں نثاروں کو منتخب فرمایا تاکہ اسے منصوبہ پر عملدرآمد سے پہلے قتل کر دیں۔ یہ صحابہ رات کے ستارے میں اس کے مکان میں داخل ہوئے اور اسے قتل کر دیا شور مچنے پر یہ جماعت ایک نالے میں روپوش ہو گئی۔ دو روز کی روپوشی کے بعد عازم مدینہ طیبہ ہوئی۔

۱۲ ابورافع کے قتل کے بعد اسیر بن زارم یہودیوں کا سردار قرار پایا۔ اس نے بھی مسلمانوں پر حملہ کا منصوبہ بنایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال سلمہ کو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی مرہابی میں تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسے قتل کرنے پر مامور فرمایا۔ اسیر سمیت تیس یہودی اس ہم میں کام آئے۔

● سر یہ حضرت کر ز بن جابر فہری رضی اللہ عنہ۔

عرینہ کے تعاقب میں روانہ کیا گیا۔

● سر یہ حضرت عمرو بن امیہ حضرت سلمہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما۔

دونوں حضرات ابوسفیان کو قتل کرنے کے لئے مکہ معظمہ بھیجے گئے۔

۱۔ قبیلہ عرینہ کے آٹھ آدمی دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور اپنی رغبت اسلام ظاہر کی۔ مدینہ منورہ کی آب و ہوا ان کو اس نہ آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مدینہ منورہ سے باہر ایک چراگاہ میں رہنے کا حکم دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ تندرست ہو گئے اور اونٹوں کو ہنکا کر لے گئے۔ اور حضرت یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لڑکے کے ہاتھ پاؤں بے دردی سے کاٹ ڈالے۔ آنکھوں اور ہونٹوں میں کانٹے گاڑ دیئے اور شہید کر دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی تو آپ نے حضرت کر ز رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیس سو اران کے تعاقب میں روانہ فرمائے۔ مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر لیا اور مدینہ طیبہ کی جانب روانہ ہوئے۔ زغابہ کے مقام پر قیام میں ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اور آنکھیں نکلوا کر انہیں سول پر چڑھایا گیا۔ یہ سوال ہے۔ کا واقعہ ہے۔

۲۔ یہ دونوں صحابی زمانہ جاہلیت کے بہت بڑے بہادر مانے جاتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کو ابوسفیان کے قتل پر مامور فرمایا۔ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور طواف کعبہ کیا تو قریش کو اندیشہ ہوا۔ لہذا انہوں نے مشورے کے بعد ان کو قید کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس وجہ سے یہ دونوں حضرات ابوسفیان کو قتل نہ کر سکے۔ لیکن دیگر تین کفار کو واصل جہنم کر کے عازم مدینہ منورہ ہو گئے۔

● غزوہ حدیبیہؓ

۱ ذوقعدہ ۲ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کے لئے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ مدینہ شریف پر ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو عامل بنایا۔ ڈیڑھ ہزار کے قریب مسلمان ہمراہ تھے۔ تلواروں کے ہوا کوئی ہتھیار ساتھ نہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قربانیوں کے اُونٹ بھی ساتھ تھے۔ مشرکین مکہ کو آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ انہوں نے آپ کو روکنے پر اتفاق کر لیا۔ حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں نے نمازِ خوف ادا کی۔ کفار اس بات پر آمادہ نہ تھے کہ آپ مکہ معظمہ میں داخل ہوں۔ اور مسلمانوں کا ارادہ عمرہ ادا کرنے کا تھا۔ آخر کار صلح کی بات چیت ہوئی۔ کفار نے چند سفارشیں بھیجیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خراش رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کفار سے بات چیت کے لئے روانہ فرمایا۔ کفار نے ان کو اس رعایت کی پیش کش کی کہ آپ اکیلے طواف کر سکتے ہیں دیگر مسلمانوں کو ہم اجازت نہیں دیں گے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر طواف سے انکار فرما دیا۔

بات چیت میں آپ کو دیر لگ گئی مسلمانوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ آپ کو شہید کر دیا گیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ببول کے ایک پیڑ کے نیچے قعاص عثمانی پر بیعت لی جسے بیعتِ رضوان کہا جاتا ہے۔ آخر کار ایک صلحنامہ تحریر کیا گیا جس کی دوسری طرف پانچ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں اور اگلے سال آئیں اور تین روز تک انہیں قیام کی اجازت ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے جاں نثاروں نے قربانیاں کیں اور سرمنڈوا کر احرام کھول دیا۔ مدینہ طیبہ واپسی کے سفر میں اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا نازل ہوئی۔

● غزوہ خیبرؓ

۱۔ خیبر مدینہ طیبہ سے ۹۶ میل کے فاصلہ پر ایک شہر ہے جس میں یہودی آباد تھے۔ مدینہ منورہ سے جلاوطن یہودی بھی وہیں آکر بس گئے۔ یہودیوں کا یہ اجتماع مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کی ریشہ دوانیوں میں مصروف رہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو مزادینے کی خاطر جمادی الاولیٰ شہ میں خیبر پر لشکر کشی فرمائی۔ مسلمانوں کی تعداد چودہ سو تھی۔ اُن کے ہمراہ دو سو گھوڑے بھی تھے۔ مسلمانوں نے اپنی حرکت کو اس خوبی سے پوشیدہ رکھا کہ خیبر پہنچنے تک یہودیوں کو خبر نہ ہوئی۔ جب صبح کو کھیتوں کی طرف جانے لگے تو اسلامی لشکر دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ یہیں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر میں جھنڈے تقسیم فرمائے۔ آپ کے پاس جو جھنڈا تھا اس کا نام عقاب تھا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی چادر سے بنایا گیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حباب رضی اللہ عنہ کو بھی جھنڈے عطا کئے گئے۔ خیبر میں یہودیوں کے کئی قلعے تھے جن میں سے محصور ہو گئے۔ ایک ایک کر کے تمام پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

اسی جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کو قتل کیا اور اس قلعہ کو فتح فرمایا۔ مسلمانوں کے کل سترہ افراد شہید ہوئے اور یہودیوں کے ترانوں آدمی مارے گئے۔

یہودیوں کو خیبر سے جلاوطن کر دیا گیا۔ اسی غزوہ میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قیدی ہو کر آئیں۔ آپ یہودیوں کے سردار حی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے نکاح فرمایا۔

- سر یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لے
- عبدالکے نواح تربہ کی طرف یہ دستہ روانہ کیا گیا۔
- سر یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لے
- بنی کلاب کی سرزنش کے لئے نجد بھیجا گیا۔
- سر یہ حضرت بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ
- فدک کی جانب روانہ کیا گیا۔
- سر یہ حضرت غالب بن عبد اللہ لثمی رضی اللہ عنہ

- ۱۔ شعبان شہ کو تربہ کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوازن کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔ آپ کے ساتھ تیس مجاہدین تھے۔ ہوازن کو مسلمانوں کے آنے کی خبر ہو گئی اور وہ بھاگ گئے۔
- ۲۔ یہ دستہ شعبان شہ کو بھیجا گیا۔ دشمن کے کچھ افراد قتل ہوئے اور کچھ قید۔ مسلمانوں کو فتح و نصرت نصیب ہوئی۔
- ۳۔ تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل یہ دستہ بھی شعبان شہ کو بھیجا گیا۔ ان کا ہدف قبیلہ بنی مرہ تھا جو فدک میں آباد تھا۔ قبیلہ کے افراد اپنے اونٹ اور بکریاں چھوڑ کر جنگلوں کو چلے گئے تھے۔ مسلمان انہیں لے کر واپسی کا سفر کر رہے تھے کہ قبیلہ کے افراد نے ان پر حملہ کر دیا اور اپنے جانور چھین کر لے گئے۔
- ۴۔ بنی عوال اور بنی عبد بن ثعلبہ کی طرف یہ مہم رمضان المبارک شہ کو بھیجی گئی۔
- حضرت غالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ ایک سو تیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ ان کے رہبر حضرت یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ مسلمانوں نے اچانک ان پر حملہ کر دیا جو سامنے آیا سوت کے گھاٹ اتار دیا۔ اونٹ اور بکریاں مال غنیمت میں آئیں۔

میفوع کی طرف بھیجا گیا۔

● سر یہ حضرت بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ۔

بین اور جبار کی جانب روانہ کیا گیا۔

● عمرۃ القضیہؓ

● سر یہ حضرت ابن ابی عوجاء رضی اللہ عنہؓ

۱۰ کفار کے ایک اجتماع کی خبر ملی جو مسلمانوں پر حملے کا منصوبہ بنا رہا تھا۔ شوال ۳۷ھ کو ان کی سرکوبی کے لئے تین سو افراد پر مشتمل لشکر روانہ ہوا۔ بہت سے اونٹ اور دو قیدی غنیمت کے مال میں آئے۔ قیدیوں نے اسلام قبول کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد فرمادیا۔

۱۱ حدیبیہ میں جو عمرہ قصدا ہوا تھا اس کی ادائیگی کے لئے دو ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ذی قعدہ ۳۷ھ کو روانہ ہوئے۔ مسلمانوں نے اپنے ہتھیار ہمراہ لے لئے۔ ذوالحلیفہ سے مسلمانوں نے احرام باندھا۔ اہل مکہ کو جب مسلمانوں کی آمد کی خبر ملی تو انہوں نے شہر خالی کر دیا۔ مسلمان ہاتھوں میں تلواریں لئے ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصواء اذنیٰ پر سوار تھے۔ اسی پر آپؐ نے طواف ادرسی فرمائی۔ مروہ کے پاس جانوروں کو ذبح کیا گیا۔ مکہ معظمہ میں مسلمانوں کا قیام تین روز رہا۔ اسی دوران آپؐ نے حضرت میمونہ سے نکاح فرمایا۔

۱۲ بچاس آدمیوں کی یہ جماعت ذی الحجہ ۳۷ھ کو روانہ ہوئی۔ ان کا ہدف بنو سلیم تھے۔ بنو سلیم کا ایک جاسوس حضرت ابن ابی عوجاء رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ اس نے اپنے قبیلہ کو مسلمانوں کی آمد سے مطلع کر دیا۔ چنانچہ جب مسلمان وہاں پہنچے تو دشمن پوری طرح تیار تھے۔ مقابلہ میں مسلمانوں کو جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ حضرت ابن ابی عوجاء رضی اللہ عنہ بھی زخمی ہو گئے۔ مشکل مدینہ طیبہ واپس پہنچے۔

بنی سلیم کی طرف روانہ کیا گیا

• سر یہ حضرت غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

بنی ملوح کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔

• سر یہ حضرت غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

فدک کی جانب بھیجا گیا جہاں حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ساتھی شہید ہوئے تھے۔

• سر یہ حضرت ثجاج بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ

۱۔ صفر ۳۷ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جماعت بنی ملوح پر حملہ کی طرم سے بھیجی جو کدیر
میں سکونت پذیر تھے۔ مسلمانوں نے ان پر اچانک حملہ کر کے ان کے جانور قابو میں کر لئے اور
روانگی اختیار کر لی۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے سنبھالا پا کر مسلمانوں کا تعاقب شروع کر دیا
تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی کہ سیلاب دونوں گروہوں کے درمیان حائل ہو گیا۔
اس طرح مسلمان ان کے جوانی حملہ سے محفوظ رہے۔

۲۔ پیچھے مذکور ہوا ہے کہ شعبان ۳۷ میں فدک پر مسلمانوں نے ایک حملہ کیا۔ لیکن
مسلمانوں کو نقصان اٹھاتا پڑا۔ اس کے ازالہ کے لئے دوسو جاں نثاروں کا دستہ
صفر ۳۷ کو روانہ کیا گیا۔ جن کے سپہ سالار حضرت غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
تھے۔ ان کو بارگاہِ نبوی سے غلیم بھی مرحمت ہوا۔ یہ صبح مُنہ اندھیرے دشمن پر رجا
پڑے۔ کچھ کو تیرخ کیا فتح و نصرت اور غنیمت کے ساتھ واپس لوٹے۔

۳۔ یہ مہم ربیع الاول ۳۷ کو بھیجی گئی۔ مسلمانوں کی تعداد چوبیس تھی۔ انہوں نے
صبح سویرے دشمن کی غفلت میں ان پر حملہ کر دیا۔ بہت سے اونٹ اور کبیریاں بھی
غنیمت میں ملیں۔

بنی عامر کی سرزنش کئے لئے روانہ کیا گیا۔

● سر یہ حضرت کعب بن عمیر غفاری رضی اللہ عنہ
وادی قری سے اگے ذات اطلاق کی طرف بھیجا گیا۔
● سر یہ مورتہ

اس میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

۱۔ پندرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل یہ جماعت ربیع الاول سترھ کو روانہ ہوئے۔ دشمن کثیر
تعداد میں تھا۔ سخت مقابلہ کے بعد سوائے ایک کے سب نے جام شہادت نوش فرمایا۔ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ کو بہت رنج ہوا۔
۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شاہ بھری کے پاس ایک قاصد روانہ فرمایا جسے رستہ
میں شریل بن عمرو غسانی نے شہید کر دیا۔ اس کا بدلہ لینے کے لئے تین ہزار کا لشکر حضرت زید
بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں روانہ کیا گیا اور انہیں ایک سفید جھنڈا بارگاہ رسالت
سے مرحمت ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں شیعۃ الوداع پر خدا حافظ کہا۔
اور وصیت فرمائی کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شہادت کی صورت میں حضرت جعفر بن
ابی طالب رضی اللہ عنہ سپہ سالار ہوں گے۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ
بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور ان کی شہادت کی صورت میں مسلمان کسی کو اپنا امیر بنالیں بمقابلہ
بر دشمن کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔ گھمسان کا دن پڑا مسلمان خوب ہمت سے لڑے۔
یکے بعد دیگرے حضرت زید رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ
عنہ شہید ہو گئے۔ آخر کار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے علم نبھالا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے سامنے تمام مجاہدات اللہ تعالیٰ نے جو فرمادیئے اور آپ مدینہ منورہ میں میدان کارزار ملاحظہ
فرمانے لگے۔ (طبقات) حضرت خالد بن ولید کمال مہارت اسلامی لشکر کو دشمنوں کے زرخے سے نکال لئے۔

• سریہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

ذات السلاسل کی طرف بھیجا گیا جو وادی قرئی سے آگے ہے۔

• سریہ حبط

اس کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔ دوران سفر لشکر کو فائدہ کا سامنا کرنا پڑا اور انہوں نے درختوں کے پتوں سے پیٹ بھرے۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر سے ان کے لئے ایک عظیم الجثہ مچھلی نکال دی۔

• سریہ حضرت ابوقنادہ بن ربیع انصاری

مقام خضرہ کی طرف بھیجا جو نجد کے علاقہ میں قبیلہ محارب کی قیام گاہ تھی۔

لے اس اطلاع پر کہ قضاہ نے ایک لشکر مسلمانوں پر حملہ کے لئے تیار کیا ہے، جمادی الآخر شہ کو تین سو مہاجرین و انصار پر مشتمل ایک لشکر فرمایا۔ جس کے سپہ سالار حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے ہمراہ دو جھنڈے سفید و سیاہ تھے جب یہ لشکر دشمن کے قریب ہوا تو معلوم ہوا کہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ بارگاہ نبویؐ میں مزید کمک کی درخواست کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید دو سو افراد حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر نگرانی بھیجے جن میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھی جھنڈا عطا ہوا۔ مسلمانوں نے مل کر دشمن کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔

یہ لشکر رجب شہ کو روانہ ہوا اور اُس کی تعداد تین سو (۳۰۰) تھی۔ جنگ کی نوبت نہ آئی۔

اس میں مسلمانوں کی تعداد پندرہ تھی۔ جنگ میں جو مسلمانوں کے سامنے آیا نہ تیغ ہوا۔ مالِ غنیمت میں دو سو اونٹ دو ہزار بکریاں آئیں۔

● سر یہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ۱؎

وادی اضم کی جانب بھیجا گیا۔

● غزوہ فتح ۲؎

۱؎ رمضان المبارک شہ کو آٹھ افراد پر مشتمل یہ دستہ روانہ کیا گیا۔ قتال کی نوبت نہ آئی۔ بعد میں یہ لوگ فتح مکہ کی جانب روانہ لشکر سے مل گئے۔

۲؎ صلح حدیبیہ کے بعد بنو بکر قریش کے حلیف بنے اور بنو خزاعہ نے مسلمانوں سے معاہدہ کر لیا۔ شعبان شہ میں بنو بکر نے قریش سے مل کر بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا جو مسلمانوں کے حلیف تھے اور ان کے بیٹے آدمی قتل کر دیئے۔ اس طرح کفار مکہ نے معاہدہ حدیبیہ کو پامال کر دیا۔ اس پر آپؐ نے کفار مکہ پر حملہ کا فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ رمضان المبارک شہ کو دس ہزار نفوس قدسی کا لشکر جبار مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود امیر لشکر تھے۔ مدینہ منورہ پر حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر فرما دیا۔ قدید کے مقام پر مختلف قبائل کو جھنڈے عطا کئے گئے۔ مراظران پر پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس ہزار مقامات پر رات کو آگ روشن کرنے کا حکم دیا۔ کفار مکہ کو پتہ چلا تو بہت سراسیمہ ہوئے۔

اسلامی لشکر مکہ مکرمہ میں فاسخانہ انداز سے داخل ہوا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کچھ کفار نے مقابلہ کیا جو بالآخر فرار ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف فرمایا اور اسے تمام بتوں سے پاک فرما دیا۔ جب ظہر کا وقت آیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور مسلمانوں نے نماز ادا کی۔ ۳۰ رمضان شہ جمعہ کے دن مکہ معظمہ فتح ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں پندرہ روز قیام فرمایا اور نماز قصر ادا فرماتے رہے۔

- سر یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ^۱
عزیزِ بُت کو توڑنے کے لئے روانہ کیا گیا جو سخلہ میں نصب تھا اور اُن کا سب سے بڑا بُت تھا۔
- سر یہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ^۲
قبیلہ ہذیل کے بُت سواع کو منہدم کرنے کے لئے بھیجا گیا۔
- سر یہ سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ^۳
مثل میں منات کو گرانے کے لئے بھیجا گیا جو قبائل اوس، خزرج اور غسان کا معبود تھا۔

- ۱ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ۲۵ رمضان
شہ کو عزی کے انہدام کے لئے بھیجا گیا۔ آپ نے ایک برہنہ، سیاہ اور بکھرے
بالوں والی عورت کو قتل کیا۔
- ۲ یہ مہم بھی رمضان شہ کو بھیجی گئی۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بُت کو پاش پاش
کے دیا۔ خزانہ کی کوٹھڑی سے کچھ نہ ملا۔ بُت کا محافظ مسلمان ہو گیا۔
- ۳ فتح مکہ کے دن یہ مہم روانہ کی گئی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب بُت کی جانب بڑھے تو
ایک سیاہ برہنہ پرانگندہ بالوں والی عورت نکلی۔ آپ نے اُسے واصل جہنم فرمایا اور
آپ کے ساتھیوں نے بُت کو توڑ دیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہمراہی بیسنس
مجاہدین تھے۔

۴ سوال شہ کو بنی خذیرہ کو دعوتِ ایمان دینے کی غرض سے یہ مہم روانہ کی گئی۔ حضرت خالد بن
ولید رضی اللہ عنہ جب اُن کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ لیکن

کنانہ کی شاخ بنو خندمہ کی جانب روانہ کیا گیا ۔
● غزوہ حنین

(بقیہ حاشیہ ص ۱۵۹ سے آگے) آپ نے اُن کو قید کر لیا۔ کچھ مجاہدین نے اُن کے حکم سے چند قیدیوں کو قتل کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ اطلاع ملی آپ نے مقتولین کا خون بہا دیا اور نقصان کی تلافی فرمائی۔

۱۔ فتح مکہ کے بعد ہواذن اور ثقیف کے قبائل نے باہمی اتفاق سے مسلمانوں کے خلاف فوج کشی کا منصوبہ تیار کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۶ شوال ۳ھ کو بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے مکہ معظمہ سے نکلے۔ آپ نے مختلف قبائل کی شاخوں میں جھنڈے تقسیم فرمائے۔ مسلمانوں کا لشکر جب وادی حنین کے تنگ راستوں پر پہنچا تو کفار نے اُن پر اچانک حملہ کر دیا۔ مسلمان سراسیمہ ہو کر بھاگنے لگے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید خچر دلدل پر سوار ثابت قدم رہے۔ آپ کے ساتھ چند جان نثار بھی ڈٹے رہے جن میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو بلائیں۔ ان کی پکار پر مسلمان دوبارہ مجتمع ہو گئے اور کفار پر شدید حملہ کر دیا۔ کفار گاجرمولی کی طرح کٹنے لگے جو تہ تیغ ہونے سے بچے کچھ قیدی ہوئے اور باقی فرادہ ہو گئے۔ چھ ہزار قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زائد بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیدی انہیں واپس فرما دیئے۔ باقی مال تقسیم فرما دیا اور نو مسلموں کی تالیفِ قلب کے لئے ان کو زیادہ حصہ دیا۔

اس کو غزوہ ہوازن بھی کہتے ہیں۔ جنین ایک وادی کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے تین راتوں کی مسافت پر ہے۔ وہاں یہ معرکہ ہوا۔

• سر یہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ یہ
 عمرو بن دوسی کے بُت ذی الکفین کے انہدام کے لئے روانہ کیا گیا۔
 • غزوہ طائفؑ

۱۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے ذی الکفین کو منہدم کر کے اس کے چہرے کو آگ لگا دی۔
 یہ واقعہ شوال ۳۸ء کا ہے۔

۲۔ غزوہ حنین سے دشمن نے شکست کھا کر طائف میں قلعہ بندی کر لی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے ان کی سرکوبی کے لئے لشکر سمیت طائف کی جانب پیش قدمی فرمائی۔ مالک
 بن عوف نمری سردار ہوازن کا قلعہ رستہ میں آیا۔ اس کو فتح کرنے کے بعد طائف کی
 جانب کوچ فرمایا۔ دشمن قلعہ میں محصور تھے چنانچہ مسلمانوں نے محاصرہ کر لیا۔ یہ شوال
 ۳۸ء کا واقعہ ہے مسلمانوں نے منجلیق سے ان پر سنگ باری کی۔ ان کے انگود
 کے باغات کو نذرِ آتش کر دیا اور شدید جنگ کی لیکن قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محاصرہ اٹھالینے کا قصد فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
 پر بغیر فتح کے پلٹنا شاق تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گزارش پر آپ نے اگلے
 دن قتال کی اجازت دے دی۔ لیکن دوسرے روز کے حملے میں مسلمانوں کو
 شدید نقصان برداشت کرنا پڑا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محاصرہ
 اٹھالینے کا اعلان کر دیا اور ان کی ہدایت کے لئے دُعا فرمائی جس کے نتیجے میں
 انہیں دولتِ ایمان نصیب ہوئی۔

● سر یہ عیینہ بن حصن فزاریؓ

بنو تمیم کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا گیا۔

● ولید بن عقبہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی مصطلق کے ہاں صدقات کی وصولی کے لئے روانہ فرمایا۔ قبیلہ کے افراد اس کی آمد کی خبر سے خوش ہو کر استقبال کے لئے نکلے۔ ولید واپس آگیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا کہ وہ ہمتیاد بند ہو کر اس سے ملنے کے لئے آئے تھے۔ آپؐ نے ان کی گوشمالی کے لئے لشکر بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ جب ان کے پاس یہ خبر پہنچی تو وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں احوال واقعی عرض کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ اس موقع پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی :

إِنَّا جَاءَكُمْ فَأَسْقَيْنُكُمْ
فَتَبَيَّنُوا -

”اگر کوئی فاسق نہیں کوئی خبر پہنچائے
اس کی تحقیق کر لیا کرو۔“

۱۔ محرم ۱۰؎ پچاس سواروں کا یہ دستہ روانہ کیا گیا۔ اس دستہ میں نہ کوئی مہاجر شامل تھا اور نہ انصار سے کوئی فرد۔ انہوں نے صحرا میں دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ گیارہ مرد، گیارہ عورتیں اور تیس بچے قیدی بنائے۔ بنو تمیم کے دوسرا پرشتمل ایک وفد اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوا جس میں عطارہؓ، زبرقانؓ، قیس بن عاصم اور اقرع بن حابس جیسے سردار شامل تھے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کاشانہ نبویؐ کے باہر سے پکارا جس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی :

وَاِنَّ الَّذِيْنَ يَنْتَظِرُوْنَ مِنْ دَرَاءِ الْحُجَرَاتِ اَكْثَرُ هُمْ
لَا يَعْقِلُوْنَ *

- سر یہ حضرت قطبہ بن عامر بن جریہ رضی اللہ عنہ^۱
قبیلہ خثعم کی جانب بھیجا گیا۔
- سر یہ حضرت ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ^۲
بنی کلاب کی جانب روانہ کیا گیا۔
- سر یہ حضرت علقمہ بن مجرزہ مدنی رضی اللہ عنہ^۳
حبشہ کی طرف بھیجا گیا۔
- سر یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ^۴
بنی لہ کے معبود فلس کو توڑنے کی غرض سے روانہ ہوا۔

۱۔ صفر ۹ھ کو بیس آدمیوں کا یہ دستہ دس اونٹوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ ان کو حکم دیا گیا کہ دشمن پر اچانک حملہ کر دیں۔ وہ اونٹوں پر باری باری سواری کرتے ہوئے ہوئے دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ شدید جنگ ہوئی جس میں فریقین کثرت سے زخمی ہوئے۔ دشمن کے اونٹ اور بکریاں غنیمت میں لے آئے۔ کفار نے تعاقب کیا۔ لیکن سیلاب دونوں فریقوں کے درمیان حائل ہو گیا۔

۲۔ ربیع الاول ۹ھ کو ایک جماعت بنی کلاب کو دعوت اسلام دینے کے لئے روانہ کی گئی انہوں نے جزیرہ سے انکار کیا اس پر ان سے جنگ ہوئی اور کفار کو شکست ہوئی۔

۳۔ اس خبر پر حبشہ کے کچھ لوگ جدہ میں دیکھے گئے یہ ہم بھی گئی مسلمان تعداد میں تین تھے۔ دشمن فرار ہو گیا۔

۴۔ ڈیڑھ سو اونٹوں اور پچاس گھوڑوں پر مشتمل یہ لشکر ربیع الآخر ۹ھ کو روانہ ہوا۔ ان کے سپہ سالار حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے ہمراہ دو جہنڈے بھی تھے۔ صبح سویرے دشمن پر حملہ کرنا اور بیت فلس کو سار کر دیا۔ مسلمانوں کے ہاتھ قیدی اونٹ اور بکریاں آئیں۔

● سر یہ حضرت عکاشہ بن محسن اسدی رضی اللہ عنہ
عذرہ و بقی قبائل کے علاقہ جناب کی طرف بھیجا گیا۔
● غزوہ تبوکؓ

۱۔ ربیع الآخرؓ کو یہ سر یہ روانہ کیا گیا۔
۲۔ جب ۱۲ؓ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ شام میں رومیوں نے کثیر لشکر جمع کر رکھا ہے۔ شہنشاہ ہرقل نے اپنی فوج کو ایک سال کی تنخواہ پیشگی دیدی ہے۔ یہ سفر دور دراز کا تھا اور موسم شدید گرمیوں کا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیدیا ہر مخلص مومنین نے بڑے شوق سے تیاری شروع کر دی۔ کچھ مخلص اپنی ناداری کے باعث سفر کی استطاعت نہ رکھتے تھے۔ وہ روئے ہوئے دربارِ نبویؐ میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ ہمارے سفر کے لئے سواری وغیرہ کا بندوبست کیا جائے۔ آپؐ نے معذرت فرمادی۔ منافقین نے بغیر کسی عذر کے جنگ سے رخصت طلب کی۔ آپؐ نے انہیں اجازت دے دی۔ تین مخلص مومن بھی بغیر عذر کے جنگ پر روانہ نہ ہوئے۔ مسلمانوں کا لشکر تبوک میں اُسرا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبائل عرب کی تمام شاخوں کو اپنے اپنے جھنڈے تیار کرنے کا حکم دے دیا۔ مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تھی۔ ان کے ساتھ دس ہزار گھوڑے بھی تھے۔ آپؐ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس سواروں کا ایک دستہ دے کر دومتہ الجندل میں قبیلہ کندہ کے حکمران اکید بن عبد الملک کے پاس بھیجا جو عیسائی تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اکید کو قید کر لیا اور اس سے دو ہزار اونٹ، آٹھ سو دیگر جانور، چار سو ز رہیں اور چار سو نیزے وصول فرما کر اس شرط پر صلح کی کہ وہ دربارِ نبویؐ میں حاضر ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ان دی اور امان نامہ تحریر فرمایا۔

● حج در امارت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لے

● سریہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لے

بنی عبد المدان کی جانب سحران بھیجا گیا ۔

(بقیہ حاشیہ ص ۱۶۴ سے آگے) فرما دیا۔ دشمن سے جنگ کی نوبت نہ آئی ۔

مسلمانوں کا لشکر رمضان المبارک شہ کو واپس مدینہ منورہ پہنچا۔ پیچھے رہنے والوں نے قسمیں کھا کھا کر اپنے عذر بیان کئے۔ آپ نے اُن کی معذرت قبول فرمائی۔ تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو بغیر کسی عذر کے پیچھے رہ گئے تھے، ان کی توبہ کی قبولیت میں آیات کریمہ نازل ہوئیں۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری غزوہ تھا۔

لے ذی الحجہ ۹ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حج کے لئے روانہ فرمایا۔ امیر الحجاج حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے ہمراہ بیس اونٹ قربانی کے لئے روانہ فرمائے ۔

حجاج کا یہ قافلہ جب عرج کے مقام پر پہنچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی اونٹنی قصود دے کر بھیجا تاکہ لوگوں کو سورہ برات پڑھ کر سنائیں ۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں مسلمانوں نے حج ادا کیا۔ ۱۰ ذی الحجہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورہ برات کی تلاوت لوگوں کے سامنے سامنے فرمائی اور ہر عہد والے کے عہد کو واپس کر دیا اور اعلان فرمایا کہ آئندہ کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا اور نہ برہنہ ہو کر طواف کیا جائے گا۔

لے یہ سریہ سنہ ۶ میں بھیجا گیا ۔

● سر یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۱

یہ یمن روانہ کیا گیا۔ ایک قول کی رو سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن پر دو دفعہ فوج کشی فرمائی۔
● حجة الوداع ۲

۱۔ سرزمین یمن پر یہ مسلمانوں کی اولین لشکر کشی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا اور جھنڈا عطا فرما کر کوچ کا حکم دیا۔ مسلمانوں کی تعداد تین سو تھی۔ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور مال غنیمت ہاتھ آیا۔ کئی جماعتوں نے اسلام قبول کر لیا۔

۲۔ ذی قعدہ ۱۱ھ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کا ارادہ فرمایا اور لوگوں میں اس کا اعلان فرمادیا۔ ۲۵ رذی قعدہ کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ آپ کے ہمراہ آپ کی تمام ازواج مطہرات تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف کعبہ کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ اپنی سواری پر صفا اور مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔ یوم النحر (۱۰ رذی الحجہ) کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا۔

» یہ حج اکبر کا دن ہے۔ تمہارے خون، تمہاری آبرو میں اس دن، اس مہینہ اور اس شہر کی طرح تم پر حرام ہیں «

پھر آپ نے مسلمانوں سے سوال کیا کیا میں نے پیغام الہی کی تبلیغ کر دی۔ لوگوں نے عرض کی ہاں۔ آپ فرمانے لگے اے اللہ! گواہ رہ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا) آیت نازل ہوئی۔

● سر یہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

اہلِ ابنی کی طرف بھیجا گیا جو کوہِ سرہ کے مقامِ بقاء کے نواح میں تھے۔ یہ لشکرِ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر جمع ہوا۔ اسی دورانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیل ہوئے۔ آپ کی یہ علالت مرضِ الموت ثابت ہوئی۔ وہیں لشکرِ کوئبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر ملی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے۔ آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اپنی مہم پر روانہ ہو جائیں۔ چنانچہ انہوں نے اہلِ ابنی پر چاروں اطراف سے حملہ کر دیا۔ اپنے والد کے قاتل کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور حوثابو میں اسے اُنہیں قید کیا۔ جب لشکر واپس مدینہ منورہ آیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مہاجرین و انصار کے ساتھ لشکر کے صحیح و سالم واپس آنے کی خوشی میں اُن کے استقبال کے لئے نکل آئے۔

غزوات کی کل تعداد ستائیس اور سرایا کی تعداد ۵۶ ہے۔ ان نو غزوات میں سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ فرمائی
 بدر - احد - مریسہ - خندق - قرینہ - خیبر - فتح - حنین - طائف
 ابن سعد فرماتے ہیں غزوات کی اس تعداد پر ہمارا اتفاق ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ غزوہ بنی نضیر اور خیبر سے واپسی پر غزوہ وادی القریٰ میں بھی آپ نے قتال فرمایا۔ نیز غابہ میں بھی جنگ فرمائی۔



۵۲ مفسر اللہ پر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سر یہ کی تیاری کے لئے حکم دیا۔ اس سے دو روز بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت شروع ہوئی۔ جمعرات کو آپ نے حضرت اسامہ بن زید کو علمِ مرحمت فرمایا اور کوچ کا حکم دیا۔

مؤذنین

- حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ
- یہ اول مؤذن نبوی ہیں۔
- حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ
- یہ نابینا تھے۔
- حضرت ابو مخدومہ جُحَمیؓ

- ۱۔ خدام النبی کے باب میں حواشی پر مختصر حالات گزر چکے ہیں۔
- ۲۔ اسم گرامی میں اختلاف ہے۔ بعض سے عمرو اور بعض سے عبداللہ مروی ہے۔ ام مکتوم ان کی والدہ کی کنیت تھی جن کا نام عاتکہ تھا۔ والد کا نام قیس تھا جو بنی عامر بن لوی سے تھے۔ غزوہ بدر کے تھوڑے عرصہ کے بعد مدینہ منورہ ہجرت کر آئے۔ نابینا ہونے کے باعث نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر غزوات میں انہیں مدینہ طیبہ میں نائب مقرر فرمادیتے تھے۔ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں وصال پایا۔ (المعارف)
- ۳۔ ان کا نام سلمان تھا۔ باپ کا نام سلمان یاسمرہ تھا۔ غزوہ حنین کے بعد ایمان لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ان کو اذان کا حکم دیا۔ مسجد حرام میں اب (عبدالبن قتیبہ) تک مؤذن ان کی اولاد ہے۔

کاتب

- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ^۱
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ^۲
- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ^۳
- حضرت علی رضی اللہ عنہ^۴
- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ^۵ یہ پہلے کاتبِ نبوی ہیں۔
- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ^۶

۱، ۲، ۳، ۴ آئندہ صفحات میں ان کے مختصر حالات ملاحظہ ہوں۔

۵ انصار کے سابقین اسلام میں سے تھے۔ بدر اور دیگر غزوات میں شرکت فرمائی۔ قرآن مجید کے حافظ تھے۔ عہدِ نبوی کے اصحابِ فتویٰ میں سے تھے۔ ۱۰ھ یا ۱۱ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (زرقانی)

۶ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ آئے۔ ان کی عمر گیارہ سال تھی۔ آپ سے روایت ہے مجھے اس وقت دربارِ نبوی میں لایا گیا جب عرض کیا گیا کہ اس انصاری بچے نے سترہ سورتیں پڑھ لی ہیں۔ میں نے آپ کو سنائیں تو آپ خوش ہوئے۔ فقیہ و صاحبِ فتویٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قرآن مجید جمع فرمایا۔

(زرقانی)

- حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ۱
- حضرت حنظلہ بن ربیع اُتیدی رضی اللہ عنہ ۲
- حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ ۳
- حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ ۴
- حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ ۵

دربارِ نبوی کے مستقل کاتب حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک اور شخص بھی آپ کا کاتب تھا لیکن مبتلا نے فتنہ ہو کر عیسائی بن گیا۔

۱۔ مشہور قول کے مطابق بعثتِ نبوی کے وقت آپ کی عمر پانچ سال تھی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے انہیں شام کا والی بنا دیا۔ چالیس سال حکومت کی جن میں بیس سال امارت اور بیس سال خلافت تھی۔ تقریباً اسی برس کی عمر میں وفات پائی (زر قانی)

۲۔ بنو تمیم سے تھے۔ انہیں حنظلہ کاتب کہا جاتا ہے۔ جنگِ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ کوفہ میں رہائش کر لی تھی۔ وہیں خلافتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں وفات پائی (زر قانی)

۳۔ قدیم الاسلام صحابی تھے۔ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ عمرۃ القضاء اور مابعد غزوات میں شریک ہوئے۔ (زر قانی)

۴۔ غزوہ خیبر کے ایام میں اسلام لائے۔ وصالِ نبوی کے وقت بحرین کے والی تھے۔ خلافتِ صدیقی میں واپس آئے اور شام چلے گئے۔ ۳۷ھ میں جنگِ اجنادین میں شہید ہوئے۔ (زر قانی)

۵۔ مستجاب الدعوات تھے۔ خلافتِ فاروقی میں قیاس میں وصال پایا۔

(المعارف)

سرقلم کرنے والے جلاّد

حضرت علی رضی اللہ عنہ
 حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
 حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ
 حضرت مقداد رضی اللہ عنہ

۱۔ آپ کے مختصر حالات اُنہ صغرات میں ملاحظہ فرمائیں۔
 ۲۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ سے تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کے لختِ جگر تھے۔ آٹھ یا بارہ برس کی عمر میں ایمان لائے۔ دونوں ہجرتوں میں شریک تھے۔ آپ کے جسم مبارک پر گھرے گھاؤ کے تین نشانات تھے ان میں سے دو زخمِ بدر میں آئے اور ایک یرموک میں۔ چھیاسٹھ یا ستاسٹھ برس کی عمر میں ۳۶ھ کے ماہ جمادی الاولیٰ میں شہید ہوئے۔ (اصحاب)

۳۔ بعثتِ نبوی سے بائیس سال قبل ولادت ہوئی۔ یہ خود اور اُن کے چار صاحب زادے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تھے۔ صفر ۳۶ھ یا ۳۷ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(اصحاب)

۴۔ مقداد بن اسود کندی قدیم الاسلام اور دونوں ہجرتوں میں شریک تھے۔ سات اولین (بقیہ ماضیہ ص ۱۷۲ پر)

● حضرت عامر بن ابی افلح رضی اللہ عنہ ۱؎

(بقیہ عاشیہ ص ۱۷۱ سے آگے) اسلام کا اظہار کرنے والوں میں سے ایک تھے۔
شتر برس کی عمر میں ۳۳ھ دور عثمانی میں وفات پائی۔

(اصحاب)

۱؎ انصار کے سابقین اولین میں سے تھے (اصحاب)
ایک سریہ میں شہادت پائی جس کا ذکر مرایا و غزوات میں گزر چکا ہے۔



محافظ

- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ^۱
- حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ^۲
- حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ^۳
- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ^۴
- حضرت زکوان بن عبد قیس رضی اللہ عنہ

۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص مالک بن خالد رضی اللہ عنہ انصاری سہل بن سعد کے والد تھے۔ آپ نے غزوہ بدر میں شرکت کی تیاری کی لیکن بیمار ہوئے اور وفات پا گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غنیمت سے ان کا حقہ مقرر فرمایا۔
(اصحاب)

۲۔ اپنے قبیلہ بنی اوس کے سردار تھے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر ہجرت نبوی سے قبل ایمان لائے۔ آپ کے کہنے پر تمام قبیلہ داخل اسلام ہو گیا۔ غزوہ بدر، احد، اور خندق میں شرکت فرمائی۔ غزوہ خندق میں ایک تیرے زخمی ہونے۔ زخم مندمل ہونے کے بعد پھر بُرا ہو گیا اور اسی سے وفات پائی۔
غزوہ بدر میں عیش نبویؐ پر پہرہ دار تھے۔ (زرقانی)

۳۔ آپ اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرہ دار ہوتے۔ (زرقانی)

۴۔ عام خالد بن زید تھا۔ بنی حجار سے قدیم الاسلام تھے۔ ہجرت کے بعد نبی کریم (باقی صفحہ پر)

• حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ۱

• حضرت بلال رضی اللہ عنہ ۲

(بقیہ حاشیہ ص ۱۷۳ سے آگے) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے گھر رہے جب
محجرات تیار ہو چکے تو ان میں منتقل ہو گئے۔ ۵۲ھ میں قسطنطنیہ کی مہم میں
وصال پایا۔ (اصابہ)

۱ مختصر حالات پچھلے باب کے حواشی میں ملاحظہ ہوں۔

۲ سابقہ صفحات کے حواشی میں ملاحظہ ہوں۔



نبی کریم ﷺ کے مشاہیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

- حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۱
- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ ۲
- حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ ۳
- حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ۴

۱۔ سابقین الاسلام سے تھے۔ ۲۵ یا ۳۱ آدمیوں کے بعد ایمان لائے۔ مساکین کی سرپرستی کرنے کے باعث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ابوالمساکین کنیت عطا فرمائی۔ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ بنحاشی نے آپ کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا۔ غزوہ خیبر کے موقع پر مدینہ منورہ منتقل ہو گئے۔ غزوہ موتہ میں جمادی الاولیٰ ۳ھ میں شہادت پائی۔ (اصابہ)

۲۔ رمضان ۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے مناقب و فضائل میں احادیث کثرت سے مروی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ بنے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہو گئے۔ زہر کے اثر سے شہادت پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے (اصابہ)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس کے حقیقی بھائی تھے۔ عہد نبوی میں بچے تھے، سمرقند چلے گئے وہیں شہادت پائی۔ (اصابہ)

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا عمار رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے تھے اور (بقیہ حاشیہ ص ۱۷۶ سے آگے)

● حضرت سائب بن جبیر رضی اللہ عنہ

● حضرت مسلم بن معتب رضی اللہ عنہ

● حضرت کالب بن ربیعہ بن مالک سامی رضی اللہ عنہ

یہ بصرہ کے رہنے والے تھے اور بنی سائبہ لؤئی سے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے۔ ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ایک جاگیر انہیں عطا فرمائی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب انہیں دیکھتے رو پڑتے۔



(بقیہ ماضیہ صفحہ ۱۷۵ سے آگے) آپ کے رضاعی برادر بھی۔ انہوں نے بھی حضرت عیسیٰ بن مریم رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا۔ فتح مکہ کے دوران ایمان لائے۔ غزوہ حنین میں شرکت فرمائی اور ثابت قدم رہے۔ خلافتِ فاروقی میں وصال پایا۔

(اصحاب)

وصال شریف

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سرور و شروع ہوا۔ پھر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مرض نے شدت اختیار کر لی۔ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے اجازت چاہی کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر آپ کی تیمارداری کی جائے۔ سب نے اجازت دیدی۔ آپ بارہ روز بیمار رہے۔ ایک روایت کے مطابق مرض کی مدت چودہ روز ہے۔

ابن حبیب ہاشمی فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سترہ نمازیں پڑھائیں۔ ایک روایت کی رو سے تین روز تک انہوں نے امامت فرمائی۔

وصال سے قبل آپ کو اختیار دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات یا دنیا میں رہنے ہر دو امور میں سے جسے چاہیں اپنے لئے پسند فرمائیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے لقاء کو اختیار فرمایا۔ آپ کا وصال پیر کے روز بوقت چاشت یکم ربیع الاول کو ہوا۔ ایک قول کے مطابق ۲ ربیع الاول، ایک اور قول کی رو سے ۱۲ ربیع الاول کو وصال ہوا۔ یہی آخری قول صحیح تر ہے۔ دفن کے وقت میں یہ تین قول ہیں۔

بدھوار آدمی رات۔ منگل کی رات۔ منگل کا دن۔ قول اول صحیح تر ہے۔ مسلمانوں نے فردا فردا بغیر کسی کی امامت کے آپ پر نماز پڑھی۔ بجائے وصال ہی میں آپ مدفون ہوئے۔

ایک روایت ہے۔

آپ کی پیدائش، بعثت، مکہ معظمہ سے ہجرت، مدینہ منورہ میں داخلہ اور وصال

کا دن پیر ہے۔



شہر کا غسل مبارک

• حضرت عباس رضی اللہ عنہ

• حضرت علی رضی اللہ عنہ

• حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما

• نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت صالح جن کا نام شقران تھا رضی اللہ عنہ ۔

• ایک روایت کے مطابق حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ۔

• حضرت اوس بن خولی انصاری رضی اللہ عنہ ۔

• حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دیتے تھے۔ حضرت فضل اور حضرت قثم رضی اللہ عنہما ان کے ساتھ شریک تھے۔ حضرت اسامہ اور حضرت صالح رضی اللہ عنہما پانی ڈالتے جاتے۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے غسل میں شریک نہ تھے۔ ایک قول کی رو سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ دروازہ پر تھے ۔



قبر انور میں اُترنے والے

حضرت عباس رضی اللہ عنہ -

حضرت علی رضی اللہ عنہ -

حضرت فضل رضی اللہ عنہ -

حضرت صالح رضی اللہ عنہ -

ایک روایت میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور

حضرت اوس بن خول رضی اللہ عنہ کے اسماء بھی وارد ہیں۔

ایک دوسری روایت میں حضرت عقیل بن ابی طالب اور حضرت قثم بن عباس رضی اللہ

عنہم کے نام بھی مذکور ہیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی انگوٹھی قبر انور میں گر گئی تو

اُپ قبر مبارک میں اُترے۔ اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کرنے والے

اُپ آخری آدمی ہیں۔ ایک قول یوں ہے کہ انگوٹھی باہر لانے کے لئے قبر انور میں اُترنے

والے حضرت قثم رضی اللہ عنہ ہیں۔



عمر مبارک

بخاری اور مسلم نے اپنی صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک جب چالیس برس ہوئی تو آپ پر وحی آنا شروع ہوئی۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ میں آپ کا قیام تیرہ برس رہا اور مدینہ منورہ میں دس برس رہا۔ وصال کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ، امیر معاویہ، ابن مسیب اور قاسم رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری روایت میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ۶۰ برس کی عمر میں ہوا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ کا وصال سال کے آخر میں ہوا۔

خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہراء سے بھی اسی طرح مروی ہے۔
پہلی روایت صحیح تر ہے۔



نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اسم گرامی عبداللہ بن عثمان ہے۔ وصال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن سقیفہ بنی ساعدہ میں آپ کی بیعت کی گئی۔ دوبارہ بیعت عامہ اگلے روز یعنی منگل کو ہوئی۔ یہ ربیع الاول ۱ھ کا واقعہ ہے۔

آپ کا انتقال بروز پیر ۲۲ جمادی الاخریٰ ۳ھ کو ہوا۔ آپ کی خلافت کا زمانہ دس دن کم دو سال چار ماہ ہے۔

ایک قول کے مطابق آپ کی خلافت کا زمانہ دو سال تین ماہ اور نو دن ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام عمر بن خطاب ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صراحت کے باعث آپ کی بیعت وصال صدیقی کے روز ہوئی۔ پھر ۲۶ رذی الحجہ ۲۳ھ کو آپ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا جس سے آپ شہید ہوئے۔ آپ کی مدتِ خلافت دس سال چھ ماہ اور چار دن ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد آپ خلیفہ بنائے گئے۔ ایک قول کے

مطابق محرم کی پہلی اور دوسرے قول کی دوسے ۴ محرم ۲۴ھ شہادتِ فاروقِ اعظم کے تیسرے دن بعد آپ کی بیعت کی گئی۔ ۸ رزی الحجہ ۳۵ھ جمعہ کے روز جامع شہادت نوش فرمایا۔ مدتِ خلافت گیارہ سال گیارہ ماہ اور چند دن ہے۔ ابو معشر کا قول ہے بارہ سال سے بارہ دن کم عرصہ خلافت ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی شہادت رمضان المبارک ۳۵ھ میں ہوئی۔ مدتِ خلافت چار برس نو ماہ اور چند روز ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز انہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سات ماہ گیارہ روز اور بقول بعض چار ماہ خلیفہ رہے۔ پھر سلمانوں کا خون بہانا ناپسند فرما کر خلافت سے دستبردار ہو گئے اور جمادی الاولیٰ ۳۸ھ میں حضرت امیر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَسَلَّمَ

۹ رجب المرجب ۳۸ھ منگل بعد نمازِ عشاء بوقت ۱۰ بجے شب ۹ مارچ ۳۸ھ